خطباتِ مجاہد

جلد دوم

از

مفتی مجاہد الاسلام قاسمی سیف آمبوری

بانی ومہتمم جامعہ قاسمیہ عربی کالج منٹ ماڈرن سٹی چنئی ٹملناڈو انڈیا

سابق خطیب وامام پیری میٹ مسجد چنئی ٹملناڈو انڈیا

9444193782

نشر وترتیب

ڈاکٹر مولانا تمیم احمد قاسمی

ناظم انجمن قاسمیہ شعبۂ نشر واشاعت پیری میٹ چنئی ٹملناڈو انڈیا

چیرمین آل انڈیا تنظیم فروغ اردو

9444192513

خُطباتِ مُجاہِد

جلد دوم

از

مفتی مجاہدالاسلام قاسمی سیف آمبوری

بانی ومہتمم جامعہ قاسمیہ عربی کالج منٹ ماڈرن سٹی چنئی ٹملناڈو انڈیا

سابق خطیب وامام پیری میٹ مسجد چنئی ٹملناڈو انڈیا

9444193782

نشروترتیب

ڈاکٹر مولانا تمیم احمد قاسمی

ناظم انجمن قاسمیہ شعبۂ نشرواشاعت پیری میٹ چنئی ٹملناڈو انڈیا

چیرمین آل انڈیا تنظیم فروغ اردو

9444192513

تفصیلات

نام کتاب : خطبات مجاہد [جلد دوم]

صاحب خطبات : مفتی مجاہد الاسلام قاسمی
نائب صدر جمعیۃ علماء ٹملناڈو

جامع ومرتّب : مولانا محمود اعظمی ندوی
استاذ الادب جامعہ قاسمیہ چنئی

صفحات : 354

سن اشاعت : 2022

نشر وترتیب : ڈاکٹر مولانا تمیم احمد قاسمی
ناظم انجمن قاسمیہ پیری میٹ چنئی ٹملناڈو
چیرمین آل انڈیا تنظیم فروغ اردو
سکریٹری جمعیۃ علماء ٹملناڈو
anjumanqasimiyah@gmail.com
jamiahqasmiyah@yahoo.com
http://www.jamiahqasmiyah.org

کتاب حاصل کرنے کے پتے

ANUMAN - E - QASIMIYAH [REGD]
21/25, E.K. GURU STREET PERIMET,
CHENNAI - 3 TAMILNADU.
9444192513

JAMIYAH QASMIYAH ARABIC COLLEGE
MINT MODERN CITY
OLD WASHERMENPET
CHENNAI - 21 TAMILNADU.
9444193782

انتساب

شفقت ورأفت کے شمس وقمر میرے مرحوم والدین کے نام

جن کی بے پناہ شفقت ومحبت، احسانات ونوازشات کا

کوئی شمار نہیں کیا جاسکتا۔

رب ارحمہما کما ربیانی صغیرا

اور میرے ان تمام قدسی ذوات اساتذہ عظام کے نام

بالخصوص محی السنۃ حضرت اقدس حافظ سعید احمد خان صاحب ٹونکیؒ

بقیۃ السلف حضرت اقدس قاری شفیع احمد خان صاحبؒ،

منبع اسرار معرفت حضرت اقدس مولانا صغیر احمد صاحب نقشبندیؒ

فقیہ النفس حضرت اقدس مفتی محمود احمد خان صاحب ندیم قاسمی ٹونکیؒ

اللھم برد مضاجعھم ونور مراقدھم

عارف باللہ حضرت اقدس مولانا غازی ولی احمد خان چشتی دامت برکاتہٗ

(بانیان جامعہ ریاض الاسلام سرونج۔ ایم پی)

جن آتشین نفوس کے فیضان نظر نے میری ظاہری وباطنی تربیت فرمائی۔

از۔ مجاہد الاسلام قاسمی

بسم اللہ الرحمن الرحیم

ڈاکٹر مولانا تمیم احمد قاسمی ایم.اے۔ایم.فل۔پی.ایچ.ڈی

Dr. Maulana Thameem Ahmed Qasimi

M.A. M.Phil. Ph.D & DCA

Press Member. Tamilnadu Union of Journalists, Chairman. All India Tanzeem Farogh-e-Urdu
Founder & Nazim. Anjuman-e-Qasimiyah [Regd], Member. All India Milli Council Tamilnadu
Secretary. Jamiat Ulama Tamilnadu, Member. All India Media Association

اولین سخن

بسم اللہ الرحمن الرحیم والحمد للہ و الصلوۃ والسلام علی رسولہ محمد ﷺ والہ و اصحابہ وازواجہ اجمعین

برصغیر ہند و پاک کی مساجد میں عام طور پر جمعہ کی نماز سے قبل یا بعد مختلف موضوعات پر وعظ و بیان کا معمول چلا آرہا ہے. ماضی میں اکابر علماء کرام کا یہ معمول رہا ہے. چونکہ نماز جمعہ میں مسلمان بڑی تعداد میں جمع ہوتے ہیں. ایسے موقعے پر دینی اصلاحی موضوعات پر مختصر و جامع تقریر کا ہوجانا بے حد مفید و کارآمد ثابت ہوتا ہے. مگر موضوع کا انتخاب اور اس کے لیے مواد کی فراہمی ایک دشوار اور مشکل ترین مرحلہ ہے. مفتی مجاہد الاسلام صاحب قاسمی کی ذات عالی کسی تعارف کا محتاج نہیں. آپ ایک شعلہ بیان مقرر ممتاز عالم دین ہیں. آپ نے دس سال کا طویل عرصہ پیری میٹ مسجد چنئی کے ممبر و محراب کو زینت بخشی ہے. یہ خطبات آپ کی دس سالہ دینی و علمی اور اصلاحی خدمات کا شاہکار ہے. پیری میٹ مسجد کی ایک خصوصیت یہ ہے کہ یہاں پر جمعہ کے بیان کے لئے

Address : 21/25, E.K Guru Street, Periamet, Chennai-600003 Tamilnadu India.
Email ID : vthameemahmed@gmail.com, anjumanqasimiyah@gmail.com
Mobile No. : 94441 92513, 99402 51340.

صرف 15 منٹ کا وقت متعین ہوتا ہے. اس مختصر وقت میں کسی بھی موضوع پر ایسا جامع خطاب کرنا کتنا مشکل امر ہے یہ اہل علم پر مخفی نہیں. الحمدللہ! مفتی صاحب کے بیانات کی خصوصیت یہ ہے کہ ان میں قرآن واحادیث سے مدلل، حقیقت سے بھرپور مواد، عقل وخرد سے معمور حقائق اور سامعین کو ورطۂ حیرت میں ڈال دینے والے نایاب علمی موتی ہوتے ہیں جو سینکڑوں کتابوں کے مطالعہ سے بھی میسر نہ ہوں وہ آن واحد میں مل جاتے ہیں. جس کا اندازہ قارئین کو اس کتاب کے پڑھنے کے بعد ہوگا. اللہ تعالی جزائے خیر دے مفتی الیاس مظاہری ناظم تعلیمات جامعہ قاسمیہ کو جنھوں نے خطابات ہذا کو آڈیو سے نکال کر الفاظ کے جامہ میں مرصع فرمایا. پھر اس کی کتابت مولانا ساجد ندوی سابق استاذ جامعہ نے فرمائی بعدہٗ مولانا محمود اعظمی ندوی صاحب سابق استاذ ادب جامعہ نے اس کی جمع وتحقیق انتخاب عناوین پر بڑی جانفشانی وعرق ریزی سے کام کیا۔ ان خطبات کا انگلش ایڈیشن بھی جناب الحاج صادق شریف صاحب مرحوم نے مکمل فرمادیا ہے. ان خطبات کے جمع وترتیب کو تقریباً دس سال ہو چکے تھے. لیکن کسی وجہ سے طبع نہ ہو سکے۔ زیر نظر کتاب خطبات مجاہد دو جلدوں پر منقسم ہیں. ہر جلد میں بیالیس خطبات ہیں. مختلف مکاتب فکر کے لوگوں کو اور مختلف میدانوں میں کام کرنے والے داعیوں اور خطیبوں اماموں کے لیے ایک علمی ذخیرہ وانمول تحفہ ہے. آخر میں حضرت حق جل مجدہ سے دعا گو ہوں کہ باری تعالی اس خطبات کی طباعت و اشاعت میں جن جن حضرات نے بھی بھرپور تعاون فرمایا ان تمام کو اجر جزیل عطا فرمائے اور ہم تمام کے لیے ذخیرہ آخرت بنائے! آمین یارب العالمین!!!

العبد المفتقر الی اللہ الاحد

تمیم احمد قاسمی غفرلہ ولوالدیہ

شیخ حرم حضرت مولانا محمد خیر محمد حجازی حفظہ اللہ
شیخ التفسیر والحدیث مسجد الحرام، مکۃ المکرمۃ

بسم اللہ الرحمن الرحیم

Mohammad K. M. Hijazi
(MOHAMMAD MAKKI HIJAZI)
Schollar In Masjid El- Haram

محمد خیر محمد حجازی
(محمد مكي حجازي)
المدرس بالمسجد الحرام

التاریخ ۲ر جمادی الثانی ۱۴۴۳ھ

المکرم ڈاکٹر مولانا تمیم احمد قاسمی حفظہ اللہ

سلام مسنون!!! خیریت!!!

آپ کے ارسال کردہ (پی۔ڈی۔یف) خطبات مجاہد جلد اول جلد دوم کو میں نے دیکھا۔ ماشاء اللہ مفتی مجاہد الاسلام سیف آمبوری قاسمی صاحب نے ہر مہینے میں دیئے جانے والے مختلف عناوین کے حساب سے مواد کو یکجا فرما کر ائمہ و خطیب حضرات کے لیے آسانیاں فراہم کردی ہیں۔ میں سرزمین حرم پاک میں دعا کرتا ہوں اللہ تعالی ان خطبات کو مقبولیت سے سرفراز فرمائے!

فقط
محمد مکی حجازی

مكة المكرمة - المملكة العربية السعودية - ص.ب ٣٦٩٩ - ت ٥٤٤٢٦٥٧ - فاكس ٥٧٤٣٩٤٢
Makkah Al- Mukarramah Kingdom of Saudi Arabia - P.O Box 3699 - Tel. 5442657 - Fax. 5743942

نبیرۂ بانیٔ دارالعلوم دیوبند حضرت نانوتویؒ
جانشین حضرت حکیم الاسلامؒ حضرت خطیب الاسلامؒ

دارالعلوم (وقف) دیوبند

DARUL ULOOM (WAQF) DEOBAND - 247554 (U.P.) INDIA

Ref. No. ..... Dated 30/MAR/2011

خطبات مجاهد

خطیب محترم مولانا مفتی مجاہدالاسلام صاحب قاسمی (سیف آمبوری) زادفضلہ

اسلام دنیائے انسانیت کیلئے اللہ رب العزۃ کا آخری ''دین'' ہے جس نے انسانی زندگی کے تمام انفرادی اور اجتماعی جزوی اور کلی امور پر قطعی اور حتمی اصولی رہنمائی عطا فرمادی ہے، اسلام کا یہ بے مثال اختصاص پندرہ سو سال سے حق ناشناسوں کیلئے ایک ایسا چیلنج بنا ہوا ہے کہ انہیں نہ تعصبا قبول کرتے ہی بن پڑ رہی ہے، اور نہ عقلا رد کرنیکی پوزیشن میں ہی وہ اپنے آپ کو پا رہے ہیں۔

لیکن ان ہی میں قابل قدر تعداد بھی ہے کہ جو تعصب سے بے علاقہ حق پسند بھی ہیں اور دین اسلام کی حقانیت وصداقت مابی کو عالم دنیا کی تمام نعمتوں سے بالانعمت اطمینان قلب بھی اس میں پا رہے ہیں، اور بعد الموت عالم غیب کی عظیم وعجیب بے شمار نعمتوں کا حقیقی وسیلہ رضائے خداوندی بھی اسی میں عقل ونقل کی بنیاد پر متیقن پا کر حسن یقین کے ساتھ اسلام کو قبول کر رہے ہیں۔

حسن یقین کے ساتھ ایسے لوگ طبعی طور پر دین فطرت اسلام کی زندگی اور بعد الموت کی مشروع تفصیلات کے جاننے کے آرزومند ہوتے ہیں، ان کی اس فطری اور اہم آرزو کی تکمیل علمائے اسلام کی علمی ذمہ داری بن جاتی ہے۔

الحمد اللہ علمائے اسلام نے کسی بھی دور میں اپنے اس فریضہ کی ادائیگی میں غفلت نہیں برتی، اور نئے حاملین اسلام کو ان سے استفادہ نے اسلام کی معرفت عطا فرمائی ہے۔

مولانا مجاہدالاسلام قاسمی سیف آمبوری کے دو جلدوں میں دینی خطبات بعنوان ''خطبات مجاہد'' نومسلمین کیلئے بایں معنی نعمت کبری ہیں کہ ان میں تقریبا بیشتر ان سوالات کی اطمینان بخش جوابی تفصیلات آگئی ہیں کہ جنکی جدید الاسلام لوگوں کو لازما ضرورت پیش آتی ہے۔

الحمد اللہ کہ مولانا مجاہد الاسلام صاحب قاسمی نے اس فرض کفایہ کو ادا فرما کر بہت بڑی تعداد علماء کرام کو برأت ذمہ نصیب فرمادی۔ فجزاک اللہ تعالیٰ فی الدارین خیر الجزاء

MOHAMMED SAALIM QASMI
MOHTAMIM DARUL-ULOOM DEOBAND(WAQF)

(مولانا) محمد سالم قاسمی (صاحب)
مہتمم دارالعلوم (وقف) دیوبند

مہتمم دارالعلوم دیوبند (وقف)

استاذ العلماء شیخ الادب حضرت مولانا عبد الخالق مدراسی صاحب دامت برکاتہم

نائب مہتمم ومحدث دار العلوم دیوبند

Ph.: (01336) 23044

Abdul Khaliq Madrasi

Professor

DARUL ULOOM

DEOBAND - 247554 U.P. INDIA

عبد الخالق مدراسی

الأستاذ بالجامعة الإسلامية

دار العلوم. ديوبند. يوبي. الهند

الرقم .....

التاريخ ..15../11../1432 هـ

بسم اللہ الرحمن الرحیم

نحمدہ ونصلی علی رسولہ الکریم - اللہ تعالیٰ کا ارشاد گرامی ہے وذکر فان الذکری تنفع المؤمنین نصیحت کرتے رہئے بے شک نصیحت مومنین کے لئے نفع بخش ہوتی ہے - آج امت میں بگاڑ اور دین سے انحراف کی کیفیت بڑھتی جارہی ہے، نت نئے فتنے، عملی خرابیاں عقائد کا فساد شباب پر ہیں، دشمنان اسلام ہر موڑ پر سرگرم عمل ہیں، بے راہ روی بے حیائی اور فحاشی کی طرف یلغار ہے، جہالت اسقدر عام ہے کہ اسلام کے ضروری عقائد سے بھی لوگ ناآشنا ہیں - توحید، رسالت، اور آخرت کے بنیادی عقائد بھی اضمحلال کا شکار ہیں -

ان حالات میں وعظ وتذکیر کے ذریعہ امت کی رہنمائی اور پاسبانی کی ضرورت اور بڑھ جاتی ہے - اللہ کا فضل وکرم ہے کہ ہمیشہ علمائے امت اس فریضۂ دینی کی ادائیگی سے غافل نہیں ہیں -

محترم المقام جناب مولانا مفتی مجاہد الاسلام قاسمی صاحب آمبوری نظیر بانی ومہتمم جامعہ فاروقیہ عربی کالج جنابا حیدرآباد ماشاء اللہ ملت کا درد رکھنے والے ایک بہترین واعظ اور خطیب ہیں، راقم سطور مسلسل اصلاح وتربیت اور دینی رہنمائی میں پیش پیش رہتے ہیں انہوں نے شہر حیدرآباد کی ایک اہم مسجد میں سالہا سال تک جمعہ سے قبل خطابات کا مبارک سلسلہ جاری رکھا جس سے بحمد اللہ امت کو قابل قدر فائدہ پہنچا - اب ہر جمعہ کے دلنشین اور مدلل خطبات کو کتاب کی شکل میں محرض موجود ہیں دیا گیا ہے -

ان شاء اللہ ان خطبات کا فیض اور عام ہوگا - میری دعا ہے کہ اللہ تعالیٰ اسے شرف قبولیت سے نوازے اور عام مسلمانوں کو استفادہ کی توفیق عطا فرمائے - آمین

عبد الخالق مدراسی

خادم التدریس دار العلوم دیوبند

15/11/1432

Banglore Residential Phone : 080 - 6576519, 6564160

UNIVERSITY OF MADRAS
ORIENTAL RESEARCH INSTITUTE
MARINA CAMPUS, CHENNAI - 600 005

Dr. K. Habeeb Ahmed, M. A. M. Phil., Ph. D.
Director

Phone: 044-28449524, 28449502
Cell: 9444318785 Fax: 28445517
Email: drkhazihabib@yahoo.co.in
drkhazihabib@gmail.com

یہ جان کر بے حد مسرت ہوئی کہ عزیز القدر جناب ڈاکٹر مولانا تمیم احمد قاسمی اور جناب مولانا محمود اعظمی ندوی نے حضرت مولانا مفتی مجاہد الاسلام صاحب سیف آمبوری مدظلہ کے جمعہ کے خطبات و خطابات کی صدا بندی کرلی ہے جو بیسویں صدی کے آخری دہے میں تاریخی مسجد پریمیٹ میں دیے گئے تھے۔ یہ خطبات تقریباً دس سالہ عرصے پر محیط ہیں۔ اور اب ان کی تصحیح و ترتیب اور بعد اجازت و تصویب کے اشاعت کے مرحلے میں ہیں۔ ہر ایک جلد میں ۴۲ خطبات جمع ہیں۔ میں نے کتابت شدہ مسودہ دیکھا جو دو ضخیم جلدوں پر مشتمل ہے۔ کتاب کے مضامین بے حد مفید اور عصری ملی ضرورتوں اور تقاضوں کے عین مطابق ہیں۔ ان شاءاللہ ان کے مطالعے سے عوام اور خواص دونوں کو یکساں طور پر فائدہ ہوگا۔ یہ عوام کے لئے اس لئے دلچسپی کا باعث ہے کہ اس کی زبان سہل اور سلیس ہے اور مضامین میں تنوع پایا جاتا ہے۔ جب کہ خطبے کی ترتیب و پیش کش، آیات کریمہ واحادیث نبوی کے حوالے اور تشریحات، آثار و واقعات اور اشعار کی پیش کش وغیرہ نوآموز علماء و خطباء کے لیے نعمت غیر مترقبہ سے کم نہیں۔ مفتی صاحب نے اپنے تبحر علمی اور تجربے سے اپنے خطبات کو پوری طرح منظم رکھا ہے۔ ان خطبات میں خیالات کا تسلسل اور پھیلاؤ اور وقت کی پابندی کے ساتھ ان سارے اجزاء کو سمیٹ کر دوبارہ نکتہ ارتکاز پر لانا فنکاری کا ثمر ہے۔

جناب ڈاکٹر تمیم احمد قاسمی صاحب چونکہ ہمارے شعبہ میں تحقیق و تدوین کے مرحلوں سے گزر کر عصری سند حاصل کر چکے ہیں اور اب الحمدللہ دینی کتب کی ترتیب و تدوین کی گراں قدر خدمات انجام دے رہے ہیں۔ اس سے پیشتر بھی انھوں نے اکابر کی کئی ضخیم کتابوں کو افادہ عام کے لئے ترتیب نو کے ساتھ شائع کر کے کامیابی حاصل کی ہے۔ اس کتاب کی ترتیب میں بھی انھوں نے اور جناب مولانا محمود اعظمی ندوی صاحب کی ہمراہی میں پوری مشاقی سے اپنی صلاحیتوں کا بھرپور استعمال کیا ہے اور حضرت مفتی صاحب مدظلہ کے خطبات کو زیور طبع سے آراستہ کر کے انھیں افادہ و استفادہ کا سرچشمہ بنا دیا ہے۔

اللہ تعالی سے دعا ہے کہ ان مساعی جمیلہ کو قبول فرمائے اور زیادہ سے زیادہ لوگوں کو اس سے مستفید ہونے کی توفیق عطا فرمائے۔ آمین

۱۲ جمادی الثانی ۱۴۴۳

Dr. K. HABEEB AHMED
DIRECTOR
ORIENTAL RESEARCH INSTITUTE
MARINA CAMPUS
UNIVERSITY OF MADRAS
CHENNAI-600 005.

فہرست خطبات مجاہد (جلد دوم)

نمبر شمار	عناوین	صفحات
	﴿ ماہ رجب المرجب کے خطبات ﴾	
۱	واقعۂ معراج تاریخ کا اہم ترین معجزہ	۱۰ ـ ۱۷
۲	فرضیت نماز منزل بمنزل	۱۸ ـ ۲۵
۳	ستیزہ کار رہا ہے ازل سے تا امروز	۲۶ ـ ۳۲
۴	نماز میں خشوع وخضوع کی تاکید	۳۳ ـ ۴۰
۵	اسلامی پردہ کی حقیقت	۴۱ ـ ۴۸
۶	رزق حلال کی فضیلت اور سود کی نحوست	۴۹ ـ ۵۸
۷	مؤذن رسول حضرت بلال حبشیؓ	۵۹ ـ ۶۵
	﴿ ماہ شعبان المعظم کے خطبات ﴾	
۱	شب براءت کی فضیلت (قرآن وحدیث کے تناظر میں)	۶۶ ـ ۸۱
۲	توبہ اور استغفار گناہوں کا تریاق	۸۲ ـ ۸۷
۳	اصحابی کالنجوم (صحابہ کرامؓ درخشندہ ستارے)	۸۸ ـ ۹۴
۴	رمضان المبارک کی آمد آمد اور اس کا استقبال	۹۵ ـ ۱۰۱
۵	قوم لوط اور ہم جنس پرستی	۱۰۲ ـ ۱۰۷

نمبر شمار	عناوین	صفحات
٦	حقوق الوالدین اور حسن سلوک	١٠٨ ـ ١١٨
٧	خدائے واحد کی قہاری اور اقوام عالم کا انجام	١١٩ ـ ١٢٦
	﴿ ماہ رمضان المبارک کے خطبات ﴾	
١	ماہ رمضان المبارک کی فضیلت	١٢٧ ـ ١٣٢
٢	ماہ رمضان نیکیوں کا موسم بہار	١٣٣ ـ ١٣٩
٣	قرآن مقدس اور اس کی اعجاز بیانی	١٤٠ ـ ١٤٨
٤	روزہ ایک خوشبودار عمل	١٤٩ ـ ١٥٤
٥	زکوٰۃ اسلام کا تیسرا رکن	١٥٥ ـ ١٦٢
٦	فتح مکہ ایک اہم تاریخ ساز واقعہ	١٦٣ ـ ١٧٣
٧	قبل از اسلام دنیا کی حالت زار اور غزوۂ بدر	١٧٤ ـ ١٨٥
	﴿ ماہ شوال المکرّم کے خطبات ﴾	
١	خوش لباسی تحدیث بالنعمۃ ہے	١٨٦ ـ ١٩٣
٢	ادعونی استجب لکم (ہاں مگر یہ لازم ہے مانگئے قرینے سے)	١٩٤ ـ ٢٠٢
٣	نکاح ایک عظیم عبادت	٢٠٣ ـ ٢١٢
٤	اسلام میں سلام و دعا کی فضیلت	٢١٣ ـ ٢١٩
٥	کفارات گناہ اور رفع درجات کے اعمال	٢٢٠ ـ ٢٢٦
٦	حرمت شراب کے تدریجی احکام	٢٢٧ ـ ٢٣٣
٧	حسب ذوق اپنی اپنی پسند (تین پسندیدہ چیزیں)	٢٣٤ ـ ٢٤٠

نمبر شمار	عناوین	صفحات
	ماہ ذوالقعدہ کے خطبات	
۱	تعمیر کعبہ اور اعلان حج	۲۴۱ _ ۲۴۷
۲	اسلام کا آخری رکن حج بیت اللہ	۲۴۸ _ ۲۵۵
۳	حج عظمتوں کا سفر مدینہ محبتوں کی آماجگاہ	۲۵۶ _ ۲۶۳
۴	حضرت ابراہیم کی ہر آزمائش داستان عبرت	۲۶۴ _ ۲۷۲
۵	سورۂ کہف اور اس کا پس منظر	۲۷۳ _ ۲۷۹
۶	اسلام میں عورت کا مقام	۲۸۰ _ ۲۸۶
۷	کائنات میں غور وفکر کی دعوت	۲۸۷ _ ۲۹۳
	ماہ ذوالحجہ کے خطبات	
۱	فرضیت حج کب اور کیسے ؟	۲۹۴ _ ۳۰۲
۲	حج دین اسلام کا پانچواں رکن	۳۰۳ _ ۳۰۹
۳	عید قرباں ایثار کی عظیم مثال	۳۱۰ _ ۳۱۸
۴	قربانی اسوۂ ابراہیمی کی یادگار	۳۱۹ _ ۳۲۶
۵	پاسباں مل گئے کعبہ کو صنم خانے سے	۳۲۷ _ ۳۳۴
۶	خواب کی حقیقت اور اس کی تعبیر	۳۳۵ _ ۳۴۳
۷	آگاہ اپنی موت سے کوئی بشر نہیں (موت وحیات ایک لمحۂ فکریہ)	۳۴۴ _ ۳۴۹

بِسۡمِ اللّٰہِ الرَّحۡمٰنِ الرَّحِیۡمِ

جمعۃ المبارک

پہلا خطبہ

اَلْحَمْدُ لِلّٰہِ، نَحْمَدُہٗ وَنَسْتَعِیْنُہٗ وَنَسْتَغْفِرُہٗ، ونُؤْمِنُ بِہٖ وَنَتَوَکَّلُ عَلَیْہِ، وَنَعُوْذُ بِاللّٰہِ مِنْ شُرُوْرِ أَنْفُسِنَا وَمِنْ سَیِّئَاتِ أَعْمَالِنَا، مَنْ یَھْدِہِ اللّٰہُ فَلَا مُضِلَّ لَہٗ، وَمَنْ یُّضْلِلْہُ فَلَا ھَادِیَ لَہٗ، وَنَشْھَدُ أَنْ لَّآ إِلٰہَ إِلَّا اللّٰہُ وَحْدَہٗ لَا شَرِیْکَ لَہٗ، لَا مِثْلَ لَہٗ وَلَا مُمَاثِلَ لَہٗ، أَزَلِیٌّ أَبَدِیٌّ سَرْمَدِیٌّ دَائِمٌ، لَا أَوَّلَ لَہٗ وَلَا آخِرَ لَہٗ وَنَشْھَدُ أَنَّ سَیِّدَنَا وَسَنَدَنَا حَبِیْبَنَا وَحَبِیْبَ رَبِّنَا طَبِیْبَنَا وَطَبِیْبَ قُلُوْبِنَا شَفِیْعَنَا وَشِفَاءَ صُدُوْرِنَا، قُرَّۃَ أَعْیُنِنَا مُحَمَّداً عَبْدُہٗ وَرَسُوْلُہٗ. أَمَّا بَعْدُ

قَالَ اللّٰہُ تَبَارَکَ وَتَعَالٰی فِی الْقُرْآنِ الْمَجِیْدِ وَالْفُرْقَانِ الْحَمِیْدِ

فَأَعُوْذُ بِاللّٰہِ مِنَ الشَّیْطٰنِ الرَّجِیْمِ بِسْمِ اللّٰہِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ یَا أَیُّھَا الَّذِیْنَ آمَنُوْا إِذَا نُوْدِیَ لِلصَّلَاۃِ مِنْ یَّوْمِ الْجُمُعَۃِ فَاسْعَوْا إِلٰی ذِکْرِ اللّٰہِ وَذَرُوا الْبَیْعَ ذٰلِکُمْ خَیْرٌ لَّکُمْ إِنْ کُنْتُمْ تَعْلَمُوْنَ ۞ فَإِذَا قُضِیَتِ الصَّلَاۃُ فَانْتَشِرُوْا فِی الْأَرْضِ وَابْتَغُوْا مِنْ فَضْلِ اللّٰہِ وَاذْکُرُوا اللّٰہَ کَثِیْرًا لَّعَلَّکُمْ تُفْلِحُوْنَ ۞ وَإِذَا رَأَوْا تِجَارَۃً أَوْ لَھْوًا انْفَضُّوْا إِلَیْھَا وَتَرَکُوْکَ قَائِمًا قُلْ مَا عِنْدَ اللّٰہِ خَیْرٌ مِّنَ اللَّھْوِ وَمِنَ التِّجَارَۃِ وَاللّٰہُ خَیْرُ الرَّازِقِیْنَ ۞

بَارَکَ اللّٰہُ لَنَا وَلَکُمْ فِی الْقُرْآنِ الْکَرِیْمِ وَنَفَعَنَا وَإِیَّاکُمْ بِآیَاتِہٖ وَالذِّکْرِ الْحَکِیْمِ إِنَّہٗ تَعَالٰی جَوَّادٌ کَرِیْمٌ مَلِکٌ بَرٌّ رَّءُوْفٌ رَّحِیْمٌ۔

دوسرا خطبہ

اَلحَمْدُ لِلّٰہ رَبِّ العٰلَمِینَ والصَّلاۃُ والسَّلاَمُ عَلٰی رَسُولِہِ الْکَرِیم. أَمَّا بَعْدُ قَالَ اللّٰہُ تَبَارَکَ وَتَعَالٰی فِی القُرْآنِ المَجِیدِ والفُرْقَانِ الحَمِیدِ فَأَعُوْذُ بِاللّٰہ مِنَ الشَّیْطٰنِ الرَّجِیْم بِسْمِ اللّٰہِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْم إِنَّ اللّٰہَ وَمَلاَئِکَتَہُ یُصَلُّونَ عَلَی النَّبِیِّ یَا أَیُّھَا الَّذِینَ آمَنُوا صَلُّوا عَلَیْہِ وَسَلِّمُوا تَسْلِیمًا ۞ اللّٰھُمَّ صَلِّ عَلٰی سَیِّدِنَا وَ مَولٰنَا مُحَمَّدٍ وَّبَارِکْ وَسَلِّمْ وَصَلِّ عَلَیْہِ صَلَاۃً دَائِمَۃً بِدَوَامِکَ بَاقِیَۃً بِبَقَائِکَ لاَ مُنتَھٰی لَھا وَإِنَّکَ عَلٰی کُلِّ شَیْءٍ قَدِیْرٌ.

اَللّٰھم ارْحَمْ أَبَا بَکْرِ نِ التَقِیَّ، وَعُمَرَ النَّقِیَّ، وَعُثْمَانَ الذَّکِیَّ، وَعَلِیَّ نِ الوَفِیَّ أَسَدَ اللّٰہِ المُرتَضٰی، وَالسَّیِّدَۃَ الخَدِیْجَۃَ الکُبْرٰی ، وَعَائِشَۃَ الصَّدِیقَۃَ الحُمَیْرَاءَ، وَفَاطِمَۃَ الزَّھْرَاءَ بِنْتَ رَسُولِ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہ عَلَیہِ وَسَلِّم، والحَسَنَ الرِّضَا والحُسَیْنَ الشَّھِیدَ المُجْتَبٰی وَسَائِرَ الصَّحَابَۃِ والتَّابِعِینَ أَجْمَعِینَ.

اَللّٰھُمَّ انْصُرْ مَنْ نَصَرَ دِیْنَ مُحَمَّدٍ صَلَّی اللّٰہ عَلَیْہِ وَسَلَّم وَاجْعَلْنَا مِنھُمْ اللّٰھُمَّ اخْذُلْ مَنْ خَذَلَ دِیْنَ مُحَمَّد صَلَّی اللّٰہ عَلَیْہِ وَسَلَّم وَلَا تَجْعَلْنَا مِنھُمْ. عِبَادَ اللّٰہ ! رَحِمَکُمُ اللّٰہُ إِنَّ اللّٰہَ یَأْمُرُکُمْ بِالعَدلِ والإِحْسَانِ وإِیتَاءِ ذِی القُرْبٰی وَیَنْھٰی عَنِ الفَحْشَاءِ وَالمُنْکَرِ والبَغْیِ یَعِظُکُمْ لَعَلَّکُمْ تَذَکَّرُونَ. أُذْکُرُوا اللّٰہَ یَذْکُرْکُمْ وَلَذِکْرُ اللّٰہِ تَعَالٰی أَعْلٰی وَأَولٰی وَأَعَزُّ وَأَجَلُّ وَأَھَمُّ وَأَعظَمُ وأَکْبَرُ.

سن ہجری کا ساتواں مہینہ ’’ رجب المرجب ‘‘

واقعۂ معراج ایک اہم ترین معجزہ

اَلْحَمْدُ لِلّٰہِ رَبِّ الْعَالَمِیْنَ وَالصَّلٰوۃُ وَالسَّلَامُ عَلٰی سَیِّدِ الْمُرْسَلِیْنَ مُحَمَّدٍ وَّ آلِہٖ وَ اَصْحَابِہٖ اَجْمَعِیْنَ الطَّیِّبِیْنَ الطَّاھِرِیْنَ ۔

اَمابعد: قال اللہ تبارک وتعالیٰ فی کتابہ المجید والفرقان الحمید ،

فَاَعوذ باللہ من الشیطان الرجیم بسم اللہ الرحمٰن الرحیم .

﴿ سُبْحٰنَ الَّذِیْ اَسْرٰی بِعَبْدِہٖ لَیْلاً مِّنَ الْمَسْجِدِ الْحَرَامِ اِلَی الْمَسْجِدِ الْاَقْصَا الَّذِیْ بٰرَکْنَا حَوْلَہٗ لِنُرِیَہٗ مِنْ اٰیٰتِنَا اِنَّہٗ ھُوَ السَّمِیْعُ الْبَصِیْرُ ﴾ (۱) صدق اللہ العظیم

بزرگانِ محترم و برادرانِ مکرم ! سب سے پہلے اس آیت کریمہ کا ترجمہ سن لیجئے ، اللہ رب العزت فرماتے ہیں :

’’ پاک ہے وہ ذات جو لے گئی راتوں رات اپنے بندے کو مسجد حرام سے مسجد اقصیٰ جس کے اردگرد ہم نے برکتیں رکھی ہیں ، تاکہ ہم دکھائیں ان کو اپنی نشانیاں اور وہی سننے والا دیکھنے والا ہے ‘‘

حضرات سامعین ! ماہِ رواں جس کو اسلامی اعتبار سے رجب المرجب کہا جاتا ہے یہ وہ مہینہ ہے جس میں بے شمار عظیم المرتبت اسلامی واقعات پیش آئے ،

---

(۱)۔[سورۃ بنی اسرائیل: پ ۱۵ / آیت ۱]

اور اسی ماہ محترم میں اللہ رب العزت نے اپنے حبیب و محبوب حضرت محمد علیہ الصلوٰۃ و التسلیم کو جہاں اور بہت سارے معجزات عطا فرمائے، وہیں معراج جیسا عظیم المرتبت معجزہ بھی عطا کیا، اور آپ کی ذات کو جس طرح بے مثال بنایا اسی طرح آپ کے معجزات کو بھی تمام انبیاء علیہم السلام کے معجزوں سے بے مثال اور بے نظیر بنایا۔

حضرات انبیاء علیہم السلام کو اللہ رب ذوالعزت و القدرت نے دلائل وبراہین کی دولتِ لامحدود سے مالا مال فرما کر دنیا میں مبعوث فرمایا تھا، انہیں دلائل و براہین کو ہم معجزہ کہتے ہیں۔

اللہ کے رسول ﷺ نے ارشاد فرمایا کائنات کے چپہ چپہ اور خطہ خطہ میں جہاں بھی من جانب اللہ کوئی رسول یا نبی آیا اللہ نے اس کو کوئی نہ کوئی ایسا معجزہ عطا کیا جس کو دیکھ کر عقل انسانی نبی کی نبوت اور رسول کی رسالت پر ایمان لے آئے، یہ سنت ازل سے جاری وساری ہے۔

حضرت آدم علیہ السلام کو علم اشیاء کا معجزہ عطا کیا جس کو قرآن نے یوں بیان کیا وَ عَلَّمَ آدَمَ الْأَسْمَاءَ كُلَّهَا (۱)، کہ ہم نے دنیا کی تمام اشیاء کا علم انہیں عطا کیا، حضرت داؤد علیہ السلام کو جہاں بہت سے معجزات دیئے گئے وہیں ایک معجزہ یہ بھی تھا کہ آپ کے ہاتھ میں لوہا آتے ہی موم ہوجایا کرتا تھا، حضرت سلیمان علیہ السلام کو اللہ نے حکومت کا معجزہ عطا کیا ان کی حکومت

---

(۱)۔[سورۃ البقرۃ ۔پ۱ ۔آیت : ۳۱]

صرف انسانوں ہی پر نہیں بلکہ چرند و پرند اور درندوں اور جنات پر حتی کہ ہوا اور پانی پر بھی ان کی حکومت تھی ۔

اور حضرت سلیمان علیہ السلام کو اللہ رب العزت نے پرندوں کی باتوں کا علم عطا کیا قرآن عظیم نے یوں ارشاد فرمایا کہ جب یہ علم اللہ رب العزت نے حضرت سلیمان علیہ السلام کو عطا کیا تو حضرت سلیمان علیہ السلام نے یوں کہا :

يَآ اَيُّهَا النَّاسُ عُلِّمْنَا مَنْطِقَ الطَّيْرِ (۱) ۔

اے لوگو ! باخبر ہو جاؤ کہ اللہ رب العزت نے مجھے پرندوں کی زبان سکھا دی نتیجہ یہ ہوا کہ آپ پرندوں کی گفتگو کو سمجھ لیا کرتے تھے ۔

اسی طرح اللہ رب العزت نے حضرت ابراہیم علیہ السلام کو بے شمار معجزات عطا کئے وہیں نارِ نمرود کا گلِ گلزار بن جانا یہ آپ ہی کا معجزہ تھا ، جب نمرود لعین حضرت ابراہیم خلیل اللہ کو ایسی آگ کے اندر ڈالا جس کی شعاعیں اور شعلے آسمانوں کو چھو رہے تھے جس نے فضا کو اتنا گرم کر رکھا تھا کہ اگر پرندہ بھی اس پر سے گزرتا تو اس کی حدت و تمازت سے جل بھن جاتا ، ابراہیم خلیل اللہ کو آگ میں ڈالا گیا لیکن رب جلیل کب برداشت کر سکتا تھا ، کہ اس کا خلیل آگ میں جل جائے حکم رب ہوا ، يٰنَارُ كُوْنِيْ بَرْداً وَّ سَلَاماً عَلٰى اِبْرَاهِيْمَ (۲) ۔

ہم نے حکم دیا اے آگ تو ابراہیم پر ٹھنڈی بن جا نہ اتنی ٹھنڈی بننا کہ سردی

---

(۱)۔[سورۃ النمل : پ۱۹ ۔ آیت ۱۶] ۔(۲)۔[سورۃ الأنبیاء : پ۱۷ ۔آیت ۶۹]

کی وجہ سے ٹھٹھر جائیں ، بلکہ سلامتی والی ٹھنڈک بنا ۔

اسی طرح حضرت موسی علیہ السلام کو اللہ نے جہاں بے شمار معجزات عطا فرمائے وہیں پر اللہ نے عصا کو ان کے لئے معجزہ بنادیا ، وادیٔ تیہ میں اپنی بداعمالیوں کی بناء پر جب بنی اسرائیل مسلسل چالیس سال تک بھٹکتے رہے اور کوئی راہِ فرار نظر نہ آئی اور پیاس و یاس سے ان کے حلق میں کانٹے پڑ گئے تو حضرت موسیٰ علیہ السلام نے بارگاہِ خداوندی میں اپنی قوم کیلئے پانی مانگا ، جس کو قرآن نے ان الفاظ میں بیان کیا ۔

اِذِ اسْتَسْقٰی مُوْسٰی لِقَوْمِہٖ فَقُلْنَا اضْرِبْ بِّعَصَاکَ الْحَجَرَ فَانْفَجَرَتْ مِنْہُ اثْنَتَا عَشْرَۃَ عَیْنًا (۱) ۔

اور اس وقت کو یاد کرو جب موسیٰ علیہ السلام نے اپنی قوم کیلئے پانی مانگا تو ہم نے حضرت موسیٰ کو حکم دیا ، اِضْرِبْ بِعَصَاکَ الْحَجَرَ، اپنی لاٹھی کو پتھر پر ماریئے فَانْفَجَرَتْ مِنْہُ اثْنَتَا عَشْرَۃَ عَیْنًا ، جونہی لاٹھی کی مار پتھر کی پیٹھ پر پڑی فوراً ہی اس بے جان پتھر سے بارہ چشمے ابل پڑے ، اسی طرح قرآن مجید نے حضرت موسیٰ علیہ السلام کے ایک دوسرے معجزے کا ذکر کیا ہے کہ جب موسیٰ علیہ السلام وادی سینا میں حاضر ہوئے تو اللہ رب العزت نے کلام کیا اور پوچھا ، وَمَا تِلْکَ بِیَمِیْنِکَ یٰمُوْسٰی (۲)؟ اے موسیٰ تمہارے داہنے ہاتھ میں کیا ہے ؟ حضرت موسیٰ نے جواب دیا

---

(۱)۔[سورۃ البقرۃ : پ۱ ۔آیت ۶۰]۔ (۲)۔[سورہ طٰہٰ :پ۱۶ ۔آیت ۱۷]

قَالَ هِیَ عَصَایَ ، یہ میری لاٹھی ہے اَتَوَکَّؤُ عَلَیْهَا میں اس سے ٹیک لگا کر چلتا ہوں ، وَ اَهُشُّ بِهَا عَلٰی غَنَمِیْ ، اوراس لاٹھی کے ذریعہ میں اپنی بکریوں کیلئے درختوں سے پتے جھاڑتا ہوں ، وَلِیَ فِیْهَا مَاٰرِبُ اُخْرٰی ، اوراس سے میں بہت سارے دیگر کام بھی لیتا ہوں ، اب رب ذوالجلال نے حکم دیا ، اَلْقِهَا یَا مُوْسٰی ، اے موسیٰ اپنی لاٹھی کو زمین پر ڈال دو ، فَاَلْقٰهَا فَاِذَا هِیَ حَیَّةٌ تَسْعٰی ، جوں ہی حکم رب کو سنا حضرت موسیٰ نے عصا کو ڈال دیا پس ناگاہ وہ اژدھا بن کر دوڑنے لگا ، حضرت موسیٰ علیہ السلام بمقتضائے بشریت خوف کھا کر بھاگنے کیلئے پلٹے کہ حکم ہوا خُذْهَا وَ لَا تَخَفْ سَنُعِیْدُهَا سِیْرَتَهَا الْاُوْلٰی (۱) ، اے موسیٰ اس کو پکڑلو اور ڈرو نہیں ہم اس کو اس کی اصلی حالت میں لوٹا دینگے ۔

اسی طرح حضرت عیسیٰ علیہ السلام کو اللہ رب العزت نے جہاں بے شمار معجزات عطا کئے وہیں پر آپ کو اس بات کا معجزہ عطا کیا کہ اگر آپ اندھے کی آنکھ پر پھونک مار دیتے تھے تو بینائی واپس آجاتی ، اگر کوڑھ کے مریض پر ہاتھ پھیرتے تو مرض جاتا رہتا ، مردہ کو حکم دیتے تو زندہ ہوجاتا ۔

اسی طرح اگر انبیاء علیہم السلام کے معجزات کا ذکر کیا جائے تو ایک طویل وقت درکار ہے اس سے یہ ثابت ہوتا ہے کہ اللہ تعالی نے ہر پیغمبر اور ہر رسول کو کچھ نہ کچھ معجزات ضرور عطا کئے جن سے عقلیں حیران اور مخاطب ششدر ہوگئے ۔

---

(۱)۔[سورۃ طٰہٰ ۔پ۱۶ ۔ آیات : ۱۷ ۔۲۱]

سرکاردوعالم صلی اللہ علیہ وسلم کی ذات گرامی چونکہ تمام انبیاء علیہم السلام سے افضل ہے اس لئے اللہ تعالی نے آپ کو وہ تمام محاسن اور عظمتیں عطا فرمائیں جو آپ کی ذات گرامی اور منصبِ نبوت کی شایانِ شان تھیں ، اسی کو علامہ اقبال مرحوم نے نہایت خوبصورت انداز میں بیان کیا ہے ۔

حسنِ یوسف دمِ عیسیٰ یدِ بیضاء داری
آنچہ خوباں ہمہ دارند تو تنہا داری

شاعر کہتا ہے کہ آپ کی ذات وہ متبرک ذات ہے کہ تمام انبیاء علیہم السلام کو اللہ نے جتنے معجزے عطا کئے وہ تمام ایک طرف اور آپ کی ذات گرامی ایک طرف ۔

غرض سرکار دوعالم صلی اللہ علیہ وسلم کے معجزات بے شمار اور لامتناہی ہیں اگر بیان کیا جائے تو یہ دن رات کی گردشیں ختم ہوجائیں گی لیکن آپ کے اوصاف وکمالات کو کامل اور مکمل طور پر بیان نہیں کیا جا سکتا ۔

گلچین تو از تنگی داماں گلہ دارد ۔ دامانِ نگہ تنگ وگل حسن تو بسیار

یوں تو سرکار دوعالم صلی اللہ علیہ وسلم کے معجزات تمام کے تمام بے مثال و بے نظیر ہیں مگر آپ کا معجزۂ معراج ان سب معجزوں میں انوکھا اور اچھوتا اور نرالا ہے ، جس سے آپ کی عظمتیں اور رفعتیں زمین وآسمان پر نقش ہوگئیں ۔

حضرت ابوذرؓ سے روایت ہے کہ آپ علیہ السلام ایک دن اپنے گھر

میں محوِ استراحت تھے ،کہ آپ کے گھر کی چھت کھلی اور جبرئیل علیہ السلام نازل ہوئے ، اور آپ کے سینے کو چاک کیا پھر اس میں سے کچھ نکالا اور اس کو آب زمزم سے دھویا اس کے بعد سونے کا ایک طشت لایا گیا جو ایمان وحکمت سے بھرا ہوا تھا اس کو سینۂ مبارک میں ڈال کر بند کردیا ، اس کے بعد مجھ کو سفید براق پر سوار کیا گیا پھر مجھے مسجد اقصیٰ جس کو بیتُ المُقَدَّس یا بیتُ المَقْدِسْ کہا جاتا ہے جو یروشلم میں واقع ہے لیکر آئے ، تو میں نے دیکھا کہ حضرت آدم علیہ السلام سے لے کر حضرت عیسیٰ مسیح علیہ السلام تک جتنے انبیاء و رسل ہیں وہ تمام کے تمام موجود ہیں ، پھر ایک فرشتہ نے اذان دینی شروع کی اَللّٰہُ اَکْبَرُ اَللّٰہُ اَکْبَرُ لیکن اَشْھَدُ اَنْ لَا اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہُ کہہ چکتا ہے اور اَشْھَدُ اَنَّ پر جب آتا ہے وہ فرشتہ تو رک جاتا ہے، اور سوچتا ہے کہ یہاں آدم بھی موجود ہیں نوح بھی موجود ہیں داؤد و سلیمان بھی موجود ہیں اور ابراہیم و اسماعیل بھی موجود ، موسیٰ و عیسیٰ بھی موجود ، کس کا نام لوں ۔

آیا آدَمُ صَفِیُّ اللّٰہِ کہوں ، یا نُوْحُ نَجِیُّ اللّٰہِ کہوں ، اَشْھَدُ اَنَّ دَاوٗدَ خَلِیْفَۃُ اللّٰہِ کہوں یا اَشْھَدُ اَنَّ اِسْمَاعِیْلَ ذَبِیْحُ اللّٰہِ کہوں ، یا مُوْسیٰ کَلِیْمُ اللّٰہِ کہوں ، یا عِیْسَیٰ رُوْحُ اللّٰہِ کہوں ھاتف غیبی سے آواز آتی ہے اے فرشتے سارا جہان ایک طرف میرا محبوب ایک طرف لَوْ لَاکَ لَمَا خَلَقْتُ الْاَفْلَاکَ اگرچہ روایت ان الفاظ کے ساتھ

مروی نہیں ہے،لیکن یہ روایت معناً ثابت ہے ،کہ اگر محمد ﷺ کو پیدا نہ کیا جاتا تو اس کائنات کا نام ونشان بھی نہ ہوتا (۱)۔(محمد نہ ہوتے تو کچھ بھی نہ ہوتا)

لہٰذا بلا تردد اَشْهَدُ اَنَّ مَحَمَّداً رَّسُوْلُ اللّٰهِ کہو ، اب اذان ختم ہوچکی ہے ، نماز کیلئے صفیں درست کی جارہی ہیں لیکن امام کی جگہ خالی ہے ، اب کون امامت کرے اب جبرئیل علیہ السلام آپ علیہ السلام کا ہاتھ پکڑ کر فرماتے ہیں ، اے محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم بلا شک و شبہ آپ ہی اس جماعت کی امامت کے حقدار ہیں ، تشریف لائیں اور نماز پڑھائیں ، اس کے بعد آپ نے ساتوں آسمانوں کی سیر کی اور رب ذوالجلال والجبروت سے رازونیاز فرمایا ، اور تجلی حق جس کو موسی جیسے جلیل القدر نبی نہ دیکھ سکے ،لیکن آپ علیہ السلام نے اللہ رب العزت کا دیدار فرمایا ،جس کو قرآن نے یوں تعبیر کیا ثُمَّ دَنَا فَتَدَلّٰى فَكَانَ قَابَ قَوْسَيْنِ اَوْ اَدْنٰى (۲) آپؐ پھر اللہ سے قریب ہوئے اتنے قریب ہوئے کہ جتنا دو کمانوں کے درمیان فاصلہ رہتا ہے، کبھی عرش پر قدم ہے کبھی فرش پر ہے سجدہ ۔کبھی خلق سے مخاطب کہیں حق سے گفتگو ہے الغرض اس وقت اللہ رب العزت نے آپ کو گیارہ انعامات عطا فرمائے جن میں سے ایک عظیم المرتبت نماز ہے ، اور دوسرا التحیات ہے جس کو نماز میں پڑھا جاتا ہے ، اور تیسرا تحفہ سورۂ بقرہ کی آخری آیات ہیں ۔(۳)

بس دعا کیجئے کہ اے اللہ ہمیں حسن نیت اور حسن عمل کی توفیق عطا فرما (آمین)

---

(۱)۔[قال القاری فی الموضوعات الکبری: موضوع لکن معناہ صحیح] ۔ (۲)۔[سورۃ النجم: پ۲۷ آیت ۸۔۹]
(۳)۔[اس سلسلہ میں روایات بہت مختلف ہیں، صحیح مسلم میں ہے کہ اس وقت آپ کو تین عطیے دیئے گئے]

فرضیتِ نماز منزل بمنزل

اَلْحَمْدُلِوَلِیِّہٖ وَالصَّلٰوۃُ عَلٰی نَبِیِّہٖ مُحَمَّدٍ وَّ آلِہٖ وَ صَحْبِہٖ اَجْمَعِیْنَ۔

اَمابعد: فَاَعوذ باللہ من الشیطان الرجیم بسم اللہ الرحمٰن الرحیم .

﴿ یٰاَیُّھَا الَّذِیْنَ اٰمَنُوْا اسْتَعِیْنُوْا بِالصَّبْرِ وَ الصَّلٰوۃِ ، اِنَّ اللّٰہَ مَعَ الصَّابِرِیْنَ﴾

(۱) صدق اللہ العظیم

حاضرین کرام ! اس وقت میں نے جس آیت کریمہ کی تلاوت کی ہے ، یہ سورۃ البقرہ کی ایک آیت کریمہ ہے ، اس آیت کریمہ میں اللہ سبحانہٗ وتعالی یوں ارشاد فرمارہے ہیں۔

" اے ایمان والو ! صبر اور نماز کے ذریعہ مدد چاہو ، بے شک اللہ صبر کرنے والوں کے ساتھ ہے "۔

حاضرین کرام ! اسلام میں پانچ نمازوں کی فرضیت شبِ معراج میں ہوئی، اس سے پہلے حضور اکرم شفیع اعظم علیہ السلام اور حضرات صحابہ کرام رضوان اللہ علیہم اجمعین صرف فجر اور عشاء کی نمازیں پڑھا کرتے تھے ، اسی طرح تہجد کی نماز حضور اکرم ﷺ پر فرض تھی ۔

۱۱ نبوی میں اللہ رب العزت نے حضور ختمی مرتبت علیہ السلام کو معراج پر بلایا

---

(۱)۔[سورۃ البقرہ: پ ۲ ۔آیت ۱۵۳]

اور رخصتی کے وقت اللہ رب العزت نے پچاس نمازیں فرض کیں ، جب حضور خاتم الأنبیاء علیہم السلام ان پچاس نمازوں کا تحفہ لے کر عرش الٰہی سے چھٹے آسمان پر اترے ، تو حضرت موسیٰ علیہ السلام نے دریافت کیا ، یَا حَبِیْبَ اللّٰہِ ! اے اللہ کے حبیب اللہ رب العزت نے آپ کی قوم کیلئے کیا تحفہ عنایت فرمایا ؟ آپ علیہ السلام نے ارشاد فرمایا کہ میری امت پر پچاس نمازیں فرض کی گئی ہیں ، حضرت موسیٰ علیہ السلام فرمانے لگے، اے اللہ کے محبوب ، میں نے اپنی قوم بنی اسرائیل کو خوب آزمایا ہے ، اس لئے آپ دربار خداوندی میں کچھ کمی کی درخواست کیجئے ، حضور پُرنور علیہ السلام اللہ کے حضور حاضر ہوکر تخفیف کی درخواست پیش فرمائی اور فرمایا ، اے احکم الحاکمین ! میری امت کمزور اور ضعیف ہے پچاس نمازوں کی متحمل نہیں ہوسکتی ، اللہ رب العزت نے آپ کی درخواست کو قبول فرمایا ، اور پانچ نمازیں کم فرمادیں ، پھر آپ کا گذر حضرت موسیٰؑ پر ہوا ، حضرت موسیٰؑ نے کہا ۴۵ نمازیں بھی بہت ہیں ، آپ اور کم کرائیے ، غرض حضور پُرنور علیہ السلام نے دوبارہ اللہ کے حضور کمی کی درخواست کی ، پھر پانچ نمازیں کم کردی گئیں ، پھر بھی موسیٰ علیہ السلام نے فرمایا ۴۰ نمازیں بھی بہت ہیں ، اور تخفیف کرائیے ، اس طرح حضور نبی کریم ﷺ نے حضرت موسیٰؑ کے کہنے کی وجہ سے نو مرتبہ دربار الٰہی میں کمی کی درخواست فرماتے رہے ، اور ہر مرتبہ پانچ پانچ نمازیں کم ہوتی رہیں ، یہاں تک کہ پانچ نمازیں باقی رہ گئیں ، حضرت موسیٰؑ نے پھر

کہا کہ آپ پھر جایئے اور کم کرایئے ،آپ علیہ السلام نے فرمایا ، اب مجھے شرم آتی ہے ، اس لئے کہ جب بھی میں گیا ہر ہر مرتبہ پانچ پانچ نمازیں کم کی گئیں ، اب باقی جو ہیں وہ صرف پانچ ہیں اگر اب میں گیا تو یہ پانچ بھی ختم ہو جائیں گی ۔ پھر اللہ رب العزت نے ارشاد فرمایا ہمارے یہاں یہی پہلے سے مقدر تھا ، کہ امتِ محمدیہ پر نمازیں پانچ فرض ہونگی ،لیکن ثواب ان کو پچاس کا دیا جائیگا (۱)۔

جب حضور سرورِ کائنات فخر موجودات علیہ السلام معراج سے واپس ہوئے تو دوسرے دن حضرتِ جبرئیل امین خدمت بابرکت میں ظہر کے وقت حاضر ہوئے ، عرض کیا ، یَا نَبِیَ اللّٰہِ ! اے اللہ کے نبی ، اللہ رب العزت نے مجھے آپ کی خدمت میں اس لئے بھیجا ہے تا کہ میں آپ کو نماز کے اوقات کی تعلیم عملی طور پر دوں ، اس کے بعد حضرت جبرئیلؑ خانۂ کعبہ کے دروازہ کے بائیں جانب اس مقام پر کھڑے ہوئے جس کو مقامِ جبرئیل کہا جاتا ہے ، اور ظہر کی نماز پڑھائی اور حضور خاتم الأنبیاء علیہ السلام نے حضرت جبرئیل کی اقتداء میں نمازِ ظہر ادا فرمائی ، پھر عصر کی نماز کا وقت ہوا ، تو عصر کی نماز پڑھائی پھر مغرب کے وقت میں مغرب کی نماز ، عشاء کے وقت میں عشاء کی نماز اور فجر کے وقت میں فجر کی نماز پڑھائی ۔

---

(۱)۔[هُنَّ خَمسٌ وَ هُنَّ خَمسُوْنَ : یہ نمازیں ادائیگی میں پانچ ہیں ، ثواب میں پچاس ہیں ، رواہ البخاری کتاب الصلاۃ ، بَابُ کَیْفَ فُرِضَتْ الصَّلَاۃُ فِی الْاِ سْرَاءِ رقم الحدیث:۳۴۹ ۔رواہ مسلم کتاب الایمان ، باب الاسراء رقم الحدیث:۴۱۱ ۔ و رواہ الترمذی: برقم ۔۲۰۳ ۔المجلد الأول]

ان پانچوں نمازوں کے طریقۂ تعلیم کے بعد حضرت جبرئیل امین علیہ السلام نے ارشاد فرمایا : هٰذَا وَقْتُ الْأَنْبِيَاءِ مِنْ قَبْلِكَ) اے پیارے نبی ﷺ یہ وہ پانچ اوقات ہیں جن میں مختلف انبیاء علیہم السلام نے نمازیں پڑھی ہیں ۔

طحاوی کی روایت ہے کہ جب حضرت آدم علیہ السلام سے جنت میں لغزش ہوئی جس کی پاداش میں حضرت آدم علیہ السلام زمین پر بھیج دیئے گئے ، تو حضرت آدم علیہ السلام برابر توبہ و استغفار کرتے رہے ، یہاں تک کہ اللہ رب العزت نے ان کی توبہ کو قبول فرمایا ، جس وقت حضرت آدم علیہ السلام کی توبہ قبول ہوئی وہ وقت فجر کا تھا ، حضرت آدم نے اس وقت بطور شکر کے دو رکعت ادا فرمائی ، یہ نمازِ فجر کی اصل ہوئی ۔

جس وقت حضرت ابراہیم علیہ السلام نے روئے زمین کی بے مثال قربانی کا مظاہرہ فرمایا کہ اپنے لختِ جگر کو اللہ کے حکم کے مطابق ذبح کرنے کیلئے تیار ہوگئے اور چھری گردنِ اسماعیل پر چل رہی تھی ، کہ اللہ نے اس بے مثال قربانی کو قبول فرما کر ایک جنتی دنبہ بطور فدیہ کے روانہ فرمایا جس کو قرآن نے وَ فَدَيْنٰهُ بِذِبْحٍ عَظِيْمٍ سے تعبیر کیا ہے ، تو حضرت ابراہیم علیہ السلام نے چار رکعت شکر کے طور پر ادا فرمائی وہ وقت ظہر کا تھا ، یہ نمازِ ظہر کی اصل قرار پائی (۲)۔

---

(۱)۔[سنن الترمذی : رقم الحدیث: ۱۵۰ ۔ ج ۱ ۔ ص ۲۸۰ ۔سنن البیہقی الکبری : رقم الحدیث: ۱۵۸۳۔ ج ۱ ص ۳۶۴ ۔ مسند أحمد :رقم الحدیث: ۳۰۸۱ ۔ج ۱ ص ۳۳۳ ۔مشکوٰۃ المصابیح ،رقم الحدیث:۵۸۳]

(۲)۔[امام طحاویؒ نے ابن عائشہ عبید اللہ بن محمد کا قول نقل کیا ہے ۔امانی الاحبار: ج ۲ ۔ص ۳۶۳]

اسی طرح جس وقت حضرت عزیر علیہ السلام کو دوبارہ زندہ کیا گیا، وہ وقت عصر کا تھا ، آپ نے چار رکعتیں شکرانہ کے طور پر ادا فرمائیں ، یہ نمازِ عصر کی اصل ہوئی ، اور جس وقت حضرت داود علیہ السلام کی توبہ قبول ہوئی ، وہ وقت مغرب کا تھا ، حضرت داود علیہ السلام نے تین رکعتیں شکرانہ کے طور پر ادا فرمائیں ، یہ نمازِ مغرب کی اصل ہوئی (۱)۔

ارشاد فرمایا رسولِ کریم نبی عظیم علیہ السلام نے کہ عشاء کی وہ نماز ہے جو کسی بھی قوم کو عطا نہیں کی گئی ، عشاء کی نماز صرف اور صرف امت محمدیہ کے لئے خاص ہے ۔ (۲)

حضرت شاہ ولی اللہ محدث دہلوی علیہ الرحمہ اپنی مشہور و معروف کتاب حجۃ اللہ البالغہ میں تحریر فرماتے ہیں ،کہ جس طرح عشاء کی نماز امتِ محمدیہ کے لئے خاص ہے اسی طرح نمازوں میں رکوع و سجود بھی امتِ محمدیہ کے لئے خاص ہے ، پچھلی امتوں پر جو نمازیں فرض تھیں ان نمازوں میں نہ رکوع تھے اور نہ سجدے تھے ، بلکہ صرف قیام اور تشہد تھا ، یہ اس امت کی خصوصیت اور افضلیت ہے کہ خداوند قدوس نے ہماری نمازوں میں رکوع و سجود کو شامل فرمایا (۳)۔

---

(۱)۔[امام طحاویؒ نے ابن عائشہ عبید اللہ بن محمد کا قول نقل کیا ہے ۔امانی الاحبار: ج ۲۔ص ۳۶۳۔مگر یہ سب روایتیں غیر معتبر ہیں](۲)۔[رواہ ابوداؤد، کتاب الصلاۃ ، بَابُ وَقتِ الْعِشَاءِ الْآخِرَةِ فِيْ حَدِيْثِ معاذ بن جبلؓ " اَعْتِمُوْا بِهٰذِهِ الصَّلَاةِ ، فَاِنَّكُمْ قَدْ فُضِّلْتُمْ بِهَا عَلَى سَائِرِ الْاُمَمِ ، وَ لَمْ تُصَلِّهَا اُمَّةٌ قَبْلَكُمْ " رقم الحدیث: ۴۲۱] ۔(۳)۔[مشکوۃ المصابیح : رقم الحدیث : ۶۱۲]

حضرات علمائے کرام لکھتے ہیں ، ایمان کے بعد سب سے پہلی چیز جو ایک مومن اور مسلمان پر فرض ہوتی ہے ، وہ نماز ہے ، قرآن حکیم ایک دو جگہ نہیں ، بلکہ بکثرت مقام پر اَقِیْمُوْا الصَّلٰوۃَ اَقِیْمُوْا الصَّلٰوۃ کے عنوان سے نماز کے قائم کرنے کا حکم دیا ہے ۔

حضور سرورِ کائنات نے ارشاد فرمایا: اَلصَّلٰوۃُ عِمَادُ الدِّیْنِ فَمَنْ اَقَامَھَا فَقَدْ اَقَامَ الدِّیْنَ وَ مَنْ ھَدَمَھَا فَقَدْ ھَدَمَ الدِّیْنَ (۱)۔

نماز دین کا ستون ہے جس نے اس کو قائم کیا اس نے دین کو قائم کیا ، اور جس نے نماز کو ضائع کیا اس نے دین کو ضائع کیا ۔

حضرت عبادہ بن صامت رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ حضور ﷺ نے ہمیں سات باتوں کی وصیت فرمائی ، جن میں سے دو یہ ہیں آپ علیہ السلام نے ایک موقع پر ارشاد فرمایا: لَا تُشْرِکُوْا بِاللّٰہِ وَ اِنْ قُطِّعْتُمْ اَوْ حُرِّقْتُمْ وَ لَا تَتْرُکُوْا الصَّلٰوۃَ مُتَعَمِّدِیْنَ فَمَنْ تَرَکَھَا مُتَعَمِّدًا فَقَدْ خَرَجَ مِنَ الْمِلَّۃِ(۲)۔

اے مسلمانو ! اللہ کے ساتھ کسی کو شریک نہ ٹھہرانا خواہ تمہارے ٹکڑے ٹکڑے کر دیئے جائیں یا تمہیں آگ میں جلا کر بھون دیا جائے ، دوسری نصیحت یہ فرمائی ، خبردار ! جان بوجھ کر نماز نہ چھوڑنا جس نے جان بوجھ کر نماز کو چھوڑا وہ ہماری امت سے خارج ہو گیا۔

---

(۱) [کشف الخفاء ج ۲ ص ۳۲ رقم الحدیث: ۱۶۲۱ ۔ رواہ الطبرانی ایضا] (۲) ۔[عن عبادۃ بن الصامت قال: اُوصانی خلیلی رسول اللہ ﷺ بسبع خصال فقال: لَا تُشْرِکُوْا بِاللّٰہِ شَیْئًا اِنْ قُطِّعْتُمْ اَوْ حُرِّقْتُمْ وَ لَا تَتْرُکُوْا الصَّلٰوۃَ مُتَعَمِّدِیْنَ فَمَنْ تَرَکَھَا مُتَعَمِّدًا فَقَدْ خَرَجَ مِنَ الْمِلَّۃِ رواہ الطبرانی فی وفی محمد بن نصر فی کتاب الصلاۃ بإسناد حسن لابأس بہما، بحوالہ الترغیب والترھیب ج ۱/۳۷۹]

کتنی سخت ڈانٹ اور وعید ہے اس کے باوجود ہمارا کیا حال ہے ، امت میں کتنے ایسے افراد ہیں جو نمازی ہیں ، کچھ یا تو آٹھ کی پڑھتے ہیں یعنی جمعہ کی یا پھر کھاٹ کی پڑھتے ہیں یعنی جنازہ کی نماز ، یا پھر تین سو ساٹھ کی یعنی عید الفطر اور عید الأضحیٰ کی نماز پڑھتے ہیں ، درمیان کی ساری نمازیں غائب ۔

حالانکہ یہی وہ نماز ہے جس کے متعلق حضور اکرم ﷺ نے ارشاد فرمایا ،

اَوَّلُ مَا يُحَاسَبُ بِهِ الْعَبْدُ يَوْمَ الْقِيَامَةِ اَلصَّلٰوةُ ، فَاِنْ صَلَحَتْ صَلَحَ سَائِرُ عَمَلِهٖ وَ اِنْ فَسَدَتْ فَسَدَ سَائِرُ عَمَلِهٖ (۱) ۔

قیامت کے دن سب سے پہلے تمام اعمال میں جس چیز کا ایک مؤمن ومسلمان سے حساب لیا جائیگا ، وہ نماز کا حساب ہوگا ، پس اگر نماز صحیح پوری اور عمدہ نکلی تو سارے اعمال درست ہونگے اور اگر نماز ہی درست نہ ہوئی ، تو سارے اعمال بیکار ہوجائیں گے ۔

جو لوگ اللہ کے گھر کو آباد نہیں کرتے ، نمازوں کا اہتمام نہیں کرتے ، وہ لوگ یہ نہ سمجھیں کہ ہم اللہ کی عبادت نہیں کرتے ، بلکہ حقیقت تو یہ ہے کہ اللہ کو ان کی عبادت پسند نہیں ہے ، اللہ نے ان کو اپنے در اور اپنی مسجد سے دور کر رکھا ہے کہ وہ راندۂ درگاہ ہیں ، وہ اس لائق و قابل نہیں ہیں کہ وہ ہمارے دربار میں حاضری دیں ، حالانکہ خداوند قدوس اس بات پر قادر ہیں کہ بندہ کی پیشانی کے بال پکڑ کر اپنی عبادت کرالیں ۔

---

(۱) ۔[رواہ الطبرانی فی الأوسط ولا بأس باسنادہ ، الترغیب والترھیب : رقم الحدیث : ۳۱ ۔ ج ۱ ص ۲۴۵]

یاد رکھئے ! ہمارا نمازیں پڑھنا ، زکوٰۃ و خیرات دینا ، یہ سب ہماری ضرورت ہے اللہ کو ہماری ان عبادتوں کی ضرورت نہیں اللہ رب کریم تو ہر چیز سے بے نیاز ہیں ۔

اس لئے ہر مؤمن و مسلمان کو اپنی آخرت کی فکر کرنا چاہئے ، اور نمازوں کے اہتمام سے ہی ہماری آخرت سنور سکتی ہے ۔

اللہ رب العزت ہمیں نمازوں سے پیار و محبت اور خشوع و خضوع کے ساتھ نماز ادا کرنے کی توفیق نصیب فرمائے ،

رَبِّ اجْعَلْنِیْ مُقِیْمَ الصَّلٰوۃِ وَ مِنْ ذُرِّیَّتِیْ رَبَّنَا وَ تَقَبَّل دُعَآء ، رَبَّنَا اغفِرْلِیْ وَ لِوَالِدَیَّ وَ لِلْمُؤْمِنِیْنَ یَوْمَ یَقُوْمُ الْحِسَابْ .

(آمین یارب العالمین)

اَللّٰھُمَّ اَرِنَا الْحَقَّ حَقاً وَّ ارْزُقْنَا اِتِّبَاعَہٗ وَ اَرِنَا الْبَاطِلَ بَاطِلًا وَّ ارْزُقْنَا اِجْتِنَابَہٗ وَ صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلٰی خَیْرِ خَلْقِہٖ مُحَمَّدٍ وَّ آلِہٖ وَ اَصْحَابِہٖ اَجْمَعِیْنَ

و آخِرُ دَعْوَانَا اَنِ الْحَمْدُ لِلّٰہِ رَبِّ الْعَالَمِیْنَ

زندگی آمد برائے بندگی .. زندگی بے بندگی شرمندگی
زندگی با بندگی تا بندگی -- زندگی بے بندگی شرمندگی

ستیزہ کار رہا ہے ازل سے تا امروز

(چراغِ مصطفوی سے شرارِ بولہبی)

اَلْحَمْدُ لِلّٰہِ الَّذِیْ بِنِعْمَتِہٖ تَتِمُّ الصَّالِحَاتُ ، وَ صَلَوَاتُ اللّٰہِ وَ سَلَامُہٗ عَلٰی اَکْرَمِ الْمَوْجُوْدَاتِ ، وَ عَلٰی آلِہٖ وَ اَصْحَابِہِ الَّذِیْنَ بَلَغُوْا اَقْصَیٰ الْغَایَاتِ۔

امّابعد :۔ فَاَعوذ باللہ من الشیطان الرجیم بسم اللہ الرحمٰن الرحیم .

﴿ یٰعِبَادِیَ الَّذِیْنَ اٰمَنُوْٓا اِنَّ اَرْضِیْ وَاسِعَۃٌ فَاِیَّایَ فَاعْبُدُوْنِ﴾ (۱)

صدق اللہ العظیم

حضرات سامعین کرام ! تلاوت کردہ آیت میں خالق دو جہاں صاحب کن فکاں ارشاد فرماتے ہیں ۔

'' اے میرے وہ بندو جو ایمان لائے ہیں (سن لو) بیشک میری زمین وسیع ہے پس میری ہی عبادت کرو '' ۔

ماہ رجب المرجب جیسا کہ گذشتہ جمعہ عرض کیا تھا کہ عظیم اسلامی واقعات لئے ہوئے ہے ، اسی ماہ مکرم میں ہجرتِ حبشہ کا واقعہ پیش آیا ۔

حضرات سامعین ! حق و باطل کا تصادم روز اول سے جاری ہے جب بھی حق آیا ہے اس کے مقابلہ میں باطل نمودار ہوا ہے ،حق جس شکل میں بھی آیا باطل اسی شکل میں آیا ہے اگر حق کی شکل میں ابراہیم آئے تو باطل نمرود کی شکل میں آیا،

---

(۱)۔[سورۃ العنکبوت :پ۲۱ ۔ آیت /۵۶]

حق اگر موسیٰ کی شکل میں آیا تو باطل فرعون کی شکل میں آیا ، حق اگر عیسیٰ کی شکل میں آیا تو باطل بنی اسرائیل کے سرکشوں کی شکل میں آیا ، حق اگر محمد رسول اللہ کی شکل میں آیا تو باطل ابولہب اور ابوجہل اور کفار مکہ کی شکل میں آیا ، جہاں بھی حق جائیگا باطل اس کے ساتھ ساتھ جائیگا ، لیکن حق غالب اور غلبہ پانے کیلئے آیا ہے اور باطل مغلوب اور ختم ہونے کیلئے آیا ہے خود ارشاد خداوندی ہے جَآءَ الْحَقُّ وَ زَهَقَ الْبَاطِلُ اِنَّ الْبَاطِلَ كَانَ زَهُوْقًا (۱) ۔ اور جب حق آتا ہے تو باطل رفو چکر ہو جایا کرتا ہے باطل کا مٹنا یقینی ہوتا ہے ، جب سرزمین مکہ میں جہالت کا دور دورہ تھا ، انسانیت کی کھیتی خشک ہو چکی تھی روحانیت کا باغ خزاں رسیدہ ہو چکا تھا ،وحشت و بربریت عرب کا مزاج بن چکی تھی ، جس طرح چیت بیساکھ کے مہینوں میں جب زمین سوکھ کر شق ہو جاتی ہے تو رحمتِ خداوندی بارش کی شکل میں نازل ہوکر روئے زمین کو لالہ زار بنا دیتی ہے ، ٹھیک اسی طرح جب انسانیت کی کھیتی خشک ہو چکی تھی روحانیت کا باغ خزاں رسیدہ ہو چکا تھا ، جہالت و بربریت کا دور دورہ تھا ، خالق کائنات نے اس ذات اقدس کا نزول اجلال فرمایا ، وادیٔ فاراں سے آفتابِ نبوت طلوع ہوا ، سرکشی و بت پرستی کے خلاف سرکار دو عالم صلی اللہ علیہ وسلم نے آواز بلند کی اور لوگوں سے بآواز بلند خطاب فرماتے ہوئے کہا ۔

---

(۱)۔[سورۃ بنی اسرائیل: پ ۱۵ ۔ آیت/ ۸۱]

یٰاَیُّھَا النَّاسُ قُوْلُوْا لَا اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہُ تُفْلِحُوْا (۱) ، اے لوگو ! بت پرستی چھوڑ دو ، اور تمام کے تمام اس خدائے واحد کی وحدانیت اور توحید کا اقرار کرو فلاح و کامیابی تمہارے قدم چومے گی ۔

صاحب المعجم الوسیط صفحہ نمبر ۶۸۲ میں ارشاد فرماتے ہیں فلاح کے معنی دونوں جہان کی کامیابی ہے ، اس خطاب عام کے بعد ایک مٹھی بھر لوگوں نے اسلام قبول کیا۔

یہ مٹھی بھر مسلمان حق کی شکل میں نمودار ہوئے تو باطل بھی خم ٹھونک کر میدان میں اتر گیا ،اسلام کے قبول کرنے پر صحابہ کرام رضوان اللہ علیہم اجمعین کو کیا کیا تکلیفیں نہیں دی گئیں ،کیا کیا ظلم وستم ان پر نہیں ڈھائے گئے ، وہی حضرت حمزہؓ جن کی دورِ جاہلیت میں مکہ مکرمہ میں اچھی خاصی عزت تھی لیکن جب اسلام کے مدعی ہوئے تو احد کی سرزمین نے وہ منظر بھی پیش کیا کہ حضرت حمزہؓ کی لاش اس حالت میں پڑی ہوئی ہے کہ آپ کے ناک کان کاٹ دیئے گئے اور سینہ چیر کر دل جگر نکال دیا گیا ۔

حضرت بلال حبشیؓ آپ علیہ السلام کے جانثار صحابہ میں سے تھے لیکن صرف اس پاداش میں کہ انھوں نے اسلام قبول کیا اور رسولِ اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے

---

(۱)۔[رواہ البخاری ۔ ربیعہ بن عبادؓ کہتے ہیں میں نے نبی کریمؐ کو بازار عکاظ اور ذی المجاز میں دیکھا لوگوں سے یہ فرماتے تھے '' یَا اَیُّھَا النَّاسُ قُوْلُوا لَا اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہُ تُفْلِحُوْا '' اور یہ حدیث مسند احمد میں بھی ہے اور طبرانی میں منیب غامدیؓ سے مروی ہے]

دستِ اطہر پر اللہ واحد کی وحدانیت کا اقرار کیا تو وہی بلال حبشیؓ جو اپنے مالک کے محبوب ترین غلام تھے ان کے اوپر وہ ظلم وستم کے پہاڑ توڑے گئے کہ تاریخ بھی اس خون آشام واقعہ کو دہراتے ہوئے کانپ جاتی ہے ،کہیں ان کو سخت گرمی میں ریت پر لٹا کر سینے پر پتھر رکھ دیا جاتا تو کہیں رات کو زنجیروں میں باندھ کر ننگے بدن پر کوڑے برسائے جاتے ،اور پھر دوسرے دن تپتے ہوئے صحراء میں ان زخموں کے ساتھ ان کو لٹایا جاتا اور کہا جاتا کہ یا تو محمد کی غلامی سے دست بردار ہو جاؤ، یا پھر موت کیلئے تیار ہو جاؤ ،خدا کی وحدانیت کا انکار کردو ، یا یوں ہی تڑپ تڑپ کر مرنے کیلئے تیار رہو ، آسمانِ دنیا بلالؓ کی محبت پر عش عش کر رہی ہے، گویا زبانِ حال سے بلالؓ یوں فرما رہے ہیں۔

جو جان مانگو تو جان دینگے جو مال مانگو تو مال دینگے
مگر ہم سے نہ ہو سکے گا نبی کا جاہ و جلال دینگے

حضرت سمیہ رضی اللہ عنہا جن کی عمر اسّی برس ہے ،انتہائی ضعیف وکمزور لیکن جب اسلام کی دولتِ بے بہا سے مشرف ہوئیں تو کافروں نے ان کے ساتھ کیا کچھ نہ کیا ، دنیا تو بڑے بوڑھوں پر رحم وکرم کیا کرتی ہے لیکن دنیائے کفر کا چودھری ابوجہل اسّی سال کی بوڑھی سمیہؓ کو رسیوں سے جکڑتا ہے اور سرِ بازار لا کر حضرت سمیہؓ سے کہتا ہے کہ اب یا تو جان بچاؤ یا ایمان ، قربان جائیے اس بوڑھی اور ناتواں عورت پر جس کا قلب ایمان کی قوت سے مالامال ہے ، اس ناتواں بوڑھی عورت کے شوہر نامدار

حضرت یاسرؓ کو انتہائی بے دردی کے ساتھ شہید کر دیا گیا ، ذرا تصور کیجئے اس بوڑھی عورت پر کیا گذری ہوگی ،لیکن وہ صبر و استقامت کا پیکر تھیں ، مصیبتوں اور آفتوں میں گرفتار ہیں ، رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم تسلی دے رہے ہیں ، سمیّہ صبر کرنا اِنَّ اللّٰهَ مَعَ الصَّابِرِيْنَ بے شک اللہ رب العزت تمہارے ساتھ ہیں ، صبر کا پیمانہ چھلکنے نہیں دیا ،اب ابوجہل کہتا ہے ایمان یا جان ،بتاؤ کیا چاہئے ؟ پوری دنیا کی تاریخ اٹھا کر دیکھ لو ، دنیا بھر کے قانون دانوں کے قانون اٹھا کر دیکھ لو ، موت سے پہلے اس کی آخری خواہش پوچھی جاتی ہے ، لیکن سمیّہ رضی اللہ عنھا سے آخری خواہش پوچھی نہیں جارہی ہے بلکہ ان سے کہا جا رہا ہے یا تو ایمان چھوڑدو یا جان دیدو ، حضرت سمیّہؓ کے ان دو بولوں پر فرشتے حیرت و استعجاب میں مبتلا ہیں ، کائنات کی گردش رک گئی کہ سمیّہؓ جواب کیا دیتی ہیں ، حضرت سمیّہؓ نے کمالِ استقلال کے ساتھ فرمایا ، اے دنیائے کفر کا چودھری سن لے ، اس ناتواں جسم پر پہاڑ توڑ دینا ، اس ناتواں جسم پر آگ کے انگارے برسانا ، اس ناتواں جسم کو کوڑوں سے مار مار کر لہولہان کر دینا ،ارے دشمنِ خدا سن لے، اب حضرت سمیّہؓ کے آنکھوں میں آنسو کے قطرات تیر رہے ہیں ،فرماتی ہیں کہ اے دشمنِ خدا یہ تو ایک جان ہے،افسوس تو مجھے اس بات پر ہو رہا ہے کہ یہ ایک ہی جان ہے اگر سو جانیں ہوتیں تو میں یکے بعد دیگرے سو جانیں اللہ کے اس مقدس دین کیلئے قربان کر دیتی ،سارا عالم حیرت واستعجاب ،آسمان کے فرشتے

حیران اور کائنات کا ذرہ ذرہ ششدر ،جب یہ جملہ کہا تو ابوجہل ملعون انتہائی عالمِ طیش میں ایک نیزہ حضرت سمیّہؓ کی شرمگاہ پر مارا اسی وقت شہید ہوگئیں ، اس طرح قربانیوں سے یہ دین ہم تک پہنچا ہے ، یہ تو رسولِ رحمت نبی ذی عظمت ﷺ کے غلاموں پر بیت رہا تھا ، خود رسولِ رحمت جس کے امتی ہونے کی عیسیٰؑ اور موسیٰؑ نے تمنا کی ، ان پر نماز کی حالت میں اونٹ کی اوجھڑی رکھ دی جاتی تھی ، وہ ذاتِ اقدس جس کے راستے پر فرشتے اپنے پر بچھاتے تھے ان کے راستے پر کانٹے بچھائے جاتے تھے، وہ ذاتِ اقدس جس پر پھول برسانا چاہئے تھا اس پر مکہ میں کوڑا کرکٹ اور پتھر برسائے جاتے تھے ، جس کے پیر میں جنت الفردوس کے جوتے ہوں اس کے جوتے طائف میں خون سے تربتر ہوتے ہیں ، جس ذات اقدس کے آگے پیچھے فرشتے صف بصف چلتے ہیں اس ذات اقدس کے پیچھے شہر طائف کے اوباش لڑکے ہاتھوں میں پتھر لئے ہوئے چل رہے تھے ، اس ذاتِ اقدس کی پیاری لختِ جگر حضرت زینبؓ کو کس بے دردی کے ساتھ دورانِ حمل اونٹ پر سے نیزہ مار کر گرایا گیا ، آپ کی ذات پر کیا کیا گذری ہوگی ، ذرا تصور فرمائیں۔

مسلمانو ! ظلم وستم کی وہ کونسی داستان ہے جو آپ علیہ السلام پر نہ آزمائی گئی ہو ،کب تک یہ ظلم وستم کا سلسلہ برداشت کرتے، ایک نہ ایک دن تو صبر کے پیمانہ کو چھلکنا تھا ، کب تک خدائے واحد کے پرستار تختۂ مشق بنتے ، رحمتِ خداوندی کو جوش میں آنا تھا ، آگیا حضرت جبرئیل علیہ السلام

خدائے واحد کا حکم اور پروانہ لے کر حاضر ہوتے ہیں ، اور حکم سناتے ہیں یٰعِبَادِیَ الَّذِیْنَ اٰمَنُوْٓا اِنَّ اَرْضِیْ وَاسِعَۃٌ فَاِیَّایَ فَاعْبُدُوْنِ(۱)، اے میرے وہ بندوں جو رب واحد کی وحدانیت کے اقرار پر ستائے گئے دل برداشتہ نہ ہوں ، اللہ کی زمین وسیع ہے اگر تمہیں یہاں تنگی ہے تو کوئی بات نہیں دوسری جگہ چلے جاؤ ، لیکن اس جگہ بھی اسلام پر ثابت قدم رہنا اور اپنے رب ہی کی عبادت کرنا ، حکمِ رب پاکر حضراتِ صحابہ کرامؓ کو آپ علیہ السلام نے اکھٹا کیا اور فرمایا : اے میرے پروانو ! طبیعت تو نہیں چاہتی کہ تم کو اپنے سے جدا کروں لیکن تمہاری یہ تکلیفیں دیکھی نہیں جاتی اب تم حبشہ کی طرف ہجرت کرجاؤ وہ بھلائی کی سرزمین ہے وہاں ظلم وستم نہیں ہوتا جب تک اللہ تعالی تمہاری اس مصیبت کو دور کرنے کی کوئی صورت نہ پیدا کرے تم لوگ وہاں ٹھہرے رہو ، اس حکم کو پاکر حضرات صحابہ کرامؓ (گیارہ مرد اور چار عورتوں) نے حبشہ کی جانب ہجرت فرمائی، یہی وہ ماہِ محترم رجب المرجب ہے جس میں حضرات صحابہ کرامؓ نے حبشہ کی جانب ہجرت فرمائی (۲)۔

اللہ سے دعا کیجئے اے اللہ ہم کمزور ہیں ہمیں ایمانی طاقت نصیب فرما، اے اللہ ہمیں صحابہ کرامؓ جیسی ہمت اور جرأت نصیب فرما۔ (آمین)

وَ آخِرُ دَعْوَانَا اَنِ الحَمْدُ لِلّٰہِ رَبِّ الْعَالَمِیْنْ

❁ ❁ ❁

---

(۱)۔[سورۃ العنکبوت :پ۲۱ ۔ آیت ۵۶/]۔

(۲)۔[تاریخ اسلام: مولانا اکبر شاہ نجیب آبادی ، ج۱۔ص ۱۰۹]

نماز میں خشوع وخضوع کی تاکید

اَلْحَمدُ لِلّٰہِ اَحْمَدُہٗ سُبحَانَہٗ وَ تَعَالٰی وَ اُصَلِّی عَلَی النَّبِیِّ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَ سَلَّمَ ۔

اما بعد: قال اللہ تعالی فی کتابہ المجید والفرقان الحمید

فَاَعوذ باللہ من الشیطان الرجیم بسم اللہ الرحمٰن الرحیم .

﴿ قَدْ اَفْلَحَ الْمُؤْمِنُوْنَ ، الَّذِیْنَ ھُمْ فِیْ صَلَاتِھِمْ خَاشِعُوْنَ ﴾ (۱)

صدق اللہ مولانا العظیم

" فَقَدْ وَرَدَ فِی الْحَدِیْثِ : یَأتِیْ عَلَی النَّاسِ زَمَانٌ یُصَلُّوْنَ وَ لَا یُصَلُّوْنَ " (۲)

بزرگانِ محترم و برادرانِ مکرم ! اس وقت میں نے سورۃ المؤمنون کی دو آیات کریمہ نیز ایک حدیث نبوی کی تلاوت کی ہے ، تلاوت شدہ آیات میں حق سبحانہٗ وتقدس ارشاد فرمارہے ہیں ۔

" وہ مؤمن ومسلمان فلاح وکامیابی کو پہنچ چکے جو اپنی نمازوں میں خشوع کرنے والے ہیں "

حدیث شریف میں ارشاد فرمایا گیا کہ لوگوں پر ایک ایسا زمانہ آئیگا ،

---

(۱)۔[سورۃ المؤمنون :پ ۱۸۔آیت ۱۔ ۲] ۔

(۲)۔[رواہ احمد۔طبقات الحنابلہ لابن ابی یعلی باب رسالۃ الصلاۃ ۔ج ۱۔ص ۱۴۱]

کہ وہ بظاہر نمازیں پڑھیں گے لیکن درحقیقت ان کی نماز نماز نہ ہوگی۔

سامعینِ کرام ! ان آیاتِ کریمہ میں اللہ رب ذوالجلال نے مومن ومسلمان کی ایک خاص صفت کو بیان فرمایا ہے جس کی آج ہمیں اور آپ کو بہت ضرورت ہے ، اللہ تعالی فرماتے ہیں قَدْ اَفْلَحَ الْمُؤْمِنُوْنَ وہ مومن ومسلمان فلاح پا گئے ، ان مؤمنوں اور مسلمانوں کیلئے کامیابی مقدر ہے، الَّذِیْنَ ھُمْ فِیْ صَلَاتِھِمْ خَاشِعُوْنَ جو اپنی نمازوں کے اندر خشوع و خضوع پیدا کرتے ہیں ، ایک تو یہ ہے کہ ہم میں بہت سے آدمی ایسے ہیں جن کا نمازی بننا ہی ابھی باقی ہے ، اس لئے کہ نماز تو اسلام کا ایک اہم رکن ہے اس کے بغیر تو کوئی مسلمان اپنے مسلمان ہونے کا دعویٰ کر ہی نہیں سکتا ، لیکن ان دو آیات کریمہ میں جو خطاب کیا گیا ہے ، وہ ان مسلمانوں سے ہے جو نماز تو پڑھتے ہیں لیکن اپنی نمازوں میں خشوع و خضوع نہیں برتتے ، ان کی نماز اس درجہ کی نہیں ہے جس طرح کہ ایک ادنیٰ درجہ کے مسلمان کی ہونا چاہئے ۔

خشوع وخضوع کا مطلب کیا ہے میں سیدھے سادھے الفاظ میں بتانے کی کوشش کروں گا ، خشوع وخضوع کا مطلب یہ ہے کہ آدمی جب تمام چیزوں کو چھوڑ کر نماز کیلئے اَللّٰہُ اَکْبَرُ کہہ کر کھڑا ہوتا ہے تو اس کی توجہ نہ دکان کی طرف ہو نہ تجارت ومکان کی طرف ، دنیا کی کسی بھی تعلق رکھنے والی چیز کی طرف نہ ہو ، دل ودماغ دونوں اللہ رب العزت کی طرف متوجہ ہوں ،

یہ تو اندرونی اور باطنی طور پر ہوا ، اور ظاہری اعتبار سے اس کے تمام اعضاء پُرسکون ہوں ، یہ نہیں کہ نماز میں کھڑا ہوا ہے کبھی کوری نگاہ سے اِدھر دیکھ رہا ہے ، تو کبھی گوشۂ چشم سے اُدھر دیکھ رہا ہے ، یہ سب چیزیں خشوع وخضوع کے خلاف ہیں ، ظاہری اعتبار سے جسم پر ایسا سکون طاری کرے کہ دیکھنے والا یہ سمجھنے پر مجبور ہو جائے کہ یہ آدمی نہیں بلکہ یہ ایک ستون ہے ، یہ کوئی مشکل بات نہیں ہے ۔

حضرات صحابہ کرامؓ کے اندر یہ بات تھی ایسی نماز جو پڑھتے ہیں ان کیلئے نماز مشکل نہیں ہوا کرتی ، بلکہ ان کیلئے بہت ہی کشش رکھنے والی ہوتی ہے ، لیکن جن کی نمازوں میں سکون نہیں ہوتا ، ان کیلئے نماز مشکل ترین چیز ثابت ہوتی ہے ، کہ کب نماز ہو اور میں مسجد سے بھاگوں ، قرآن مجید میں اللہ تبارک و تعالیٰ اس کو ارشاد فرمارہے ہیں ، وَ اِنَّهَا لَكَبِيْرَةٌ اِلَّا عَلَى الْخَاشِعِيْنَ ، اللہ تعالی خود ہی ارشاد فرمارہے ہیں توجہ فرمایئے ، بے شک نماز مشکل ترین اور بڑی چیز ہے اِلَّا عَلَى الْخَاشِعِيْنَ مگر ان لوگوں کے لئے ، کوئی مشکل نہیں جو اپنی نمازوں میں خشوع و خضوع رکھتے ہوں ، بلکہ ان کیلئے وہ نماز باعثِ سکون بنتی ہے ، آرام وراحت کا سبب بنتی ہے ۔

یہی وجہ ہے حضور اکرم شفیع اعظم علیہ الصلاۃ والتسلیم نے ارشاد فرمایا لَا صَلَاةَ لِمَنْ لَا يَتَخَشَّعْ ، اس شخص کی نماز نماز نہیں ہے جس کی نماز

میں خشوع و خضوع نہ ہو ، بلکہ ایسی ہی نماز کے متعلق حضور ختمی مرتبت فداہ ابی وامی نے ارشاد فرمایا : یَنْقُرُ کَنَقْرِ الدِیْکِ(۱) ، ایسی نمازوں کو مرغی کی ٹھونک سے تشبیہ دی ، جس طرح مرغی دانے چگتے وقت اپنی چونچ کو جلدی جلدی مارا کرتی ہے اسی طرح بے خشوع و خضوع کی نماز میں سجدے اور رکوع ہوا کرتے ہیں ۔

اسی طرح حاکم و ترمذی کی روایت ہے حضرت ابو ہریرہؓ ارشاد فرماتے ہیں کہ نبی رحمت علیہ السلام نے ایک شخص کو دیکھا کہ نماز میں اپنی داڑھی سے کھیل رہا ہے تو ارشاد فرمایا : لَوْ خَشَعَ قَلْبُ ھٰذَا لَخَشَعَتْ جَوَارِحُہٗ (۲) کہ اگر اس شخص کہ دل میں خشوع و خضوع کی ذرہ برابر بھی مقدار ہوتی تو اس کے اعضاء و جوارح میں سکون وٹھہراؤ ہوتا ۔

رئیس المفسرین حضرت عبداللہ بن عباسؓ سے دریافت کیا گیا کہ اِقَامَۃُ الصَّلٰوۃِ یعنی نماز کو قائم کرنے سے مطلب کیا ہے، حضرت عبداللہ بن عباسؓ نے ارشاد فرمایا ، اِقَامَۃُ الصَّلٰوۃِ تَمَامُ الرُّکُوْعِ وَ السُّجُوْدِ وَ التِّلَاوَۃُ وَ الْخُشُوعُ (۳)

ارشاد فرمایا : نماز میں رکوع وسجود کو اچھی طرح ادا کیا جائے ،قرآن مجید کی تلاوت کا حق بھی ادا کیا جائے ، اور پوری طرح متوجہ ہوکر اللہ کے حضور

(۱)۔[الترغیب والترھیب ۱/۱۹۸ ۔ ۳۷۰ ۔ اِذَا سَجَدْتَ فَمَکِّنْ وَ لَا تَنْقُرْ نَقْرَ الدِّیْکِ۔ ابوداؤد ۔ المعجم الصغیر ج۲ص۱۰۲] (۲)۔[مصنف عبدالرزاق للصنعانی ج۲/۲۶۷۔فتح الباری لابن رجب کتاب الصلاۃ ج ۵/۱۷۹] (۳)۔[جامع البیان عن تاویل أی القرآن (تفسیر الطبری) ج۱ص۱۰۴۔۳۹۲]

خشوع و خضوع کے ساتھ نماز پڑھنا ، نماز کو قائم کرنا ہے ۔

بخاری شریف کی حدیث ہے جو حضرت ابو ہریرہؓ سے مروی ہے کہ رسول اکرم شفیع اعظمؐ مسجد میں تشریف لائے ، ایک شخص مسجد میں آیا اور اس نے نماز پڑھی پھر دربار رسالت میں حاضر ہوکر آپ علیہ السلام کو سلام عرض کیا ، آپ نے سلام کا جواب دیتے ہوئے ارشاد فرمایا : اِرْجِعْ فَصَلِّ فَاِنَّکَ لَمْ تُصَلِّ لوٹ جاؤ اور نماز دوبارہ پڑھو تم نے نماز کو ادا نہیں کیا ، وہ شخص دوبارہ نماز پڑھ کر دربار نبوی میں باریاب ہوتا ہے ، آپ علیہ السلام پھر یہی ارشاد فرماتے ہیں اِرْجِعْ فَصَلِّ فَاِنَّکَ لَمْ تُصَلِّ وہ صحابی تیسری مرتبہ نماز پڑھ کر خدمتِ نبوی میں حاضر ہوتے ہیں ، تیسری مرتبہ بھی یہی ارشاد فرمایا اِرْجِعْ فَصَلِّ فَاِنَّکَ لَمْ تُصَلِّ(۱) تو وہ صحابی رسول عرض کرتے ہیں ، اس ذاتِ عالی کی قسم جس نے آپ کو دینِ حق دے کر اس دنیائے رنگ و بو میں بھیجا ہے مجھے اس سے اچھی نماز نہیں آتی ، لہٰذا مجھے سکھلا دیجئے ۔

اب سید الانبیاء والمرسلین علیہ الصلاۃ والتسلیم ارشاد فرماتے ہیں ذرا توجہ فرمایئے ، جب تم نماز کا ارادہ کرو تو اچھی طرح سے وضو کرو پھر قبلہ رو ہوکر کھڑے ہو جاؤ ، پھر تکبیر کہو پھر قرآن کا جو حصہ تم کو آسان ہو وہ پڑھو پھر رکوع کرو ، اور تمہارا یہ رکوع سکون و اطمینان کے ساتھ ہو پھر رکوع سے اٹھ کر کھڑے ہو جاؤ ، پھر سجدہ میں جاؤ اور تمہارا سجدہ پورے

(۱)۔[رواہ البخاری، بَابُ وُجُوْبِ الْقِرَاءَۃِ لِلْاِمَامِ وَ الْمَأْمُوْمِ فِی الصَّلَوَاتِ کُلِّھَا رقم الحدیث: ۷۵۷۔ومسلم ج ۱ ص ۱۷۰۔اور حدیث بالا میں مذکور صحابی رسول کا نام نامی خلاد بن رافعؓ ہے]

اطمینان سے ہو پھر سجدہ سے اٹھ کر بیٹھو ، اس بیٹھنے میں بھی پورا اطمینان و سکون ہو ، اس کے بعد دوسرا سجدہ کرو یہ سجدہ بھی سکون واطمینان کا کمالِ مظہر ہو پھر اسی طرح نماز کو پوری کرو ۔

علامہ ابن قیم علیہ الرحمہ نے اپنی کتاب '' الصلاۃ ''میں ایک حدیث صحیح کو نقل فرماتے ہیں : سرورِ کائنات فخرِ موجودات علیہ السلام نے ارشاد فرمایا کہ روئے زمین پر ایسے بے شمار افراد موجود ہیں جنھوں نے ساٹھ ساٹھ سال نمازیں پڑھیں ہیں ،لیکن حقیقت میں ان کی ایک نماز بھی کامل اور مکمل نہیں ہوئی ،صحابہ کرامؓ نے دریافت کیا وَکَیْفَ ذٰلِکَ یَا رَسُوْلَ اللّٰہِ؟ یہ کیسے اے اللہ کے رسول ! آپ علیہ السلام نے ارشاد فرمایا یَتِمُّ الرُّکُوْعَ وَ لَا یَتِمُّ السُّجُوْدَ ، وَ یَتِمُّ السُّجُوْدَ وَ لَا یَتِمُّ الرُّکُوْعَ (۱) ،کہ وہ رکوع ٹھیک کرتے ہیں تو سجدہ پورا نہیں کرتے اور اگر سجدہ پورا کرتے ہیں تو رکوع ٹھیک نہیں کرتے ، بھلا ایسے شخص کی نماز کیوں کر زیورِ قبول سے مزین ہوسکتی ہے جس کا دل تو علائق دنیا میں مشغول ہو اور سارا جسم نماز میں ، اسی کو علامہ اقبالؒ نے بیان کیا ہے ۔

جو میں سر بسجدہ ہوا کبھی تو زمیں سے آنے لگی صدا
تیرا دل تو ہے صنم آشنا تجھے کیا ملے گا نماز میں

---

(۱)۔[عَنْ أَبِی هُرَیْرَةَؓ عَنِ النَّبِیِّ ﷺ قَالَ : إِنَّ الرَّجُلَ لَیُصَلِّیْ سِتِّیْنَ سَنَةً ، وَ مَا تُقْبَلُ لَهُ صَلَاةٌ لَعَلَّهُ یُتِمُّ الرُّکُوْعَ وَ لَا یُتِمُّ السُّجُوْدَ ، وَیُتِمُّ السُّجُوْدَ وَ لَا یُتِمُّ الرُّکُوْعَ ۔ رواہ ابوالقاسم الأصبہانی، وینظر سندہ ۔ بحوالہ الترھیب والترغیب ، الترھیب من عدم اتمام الرکوع و السجود۔رقم الحدیث:۸ ج ۱ص ۳۲۷]

دل علائق دنیا میں کاروبار و تجارت میں مشغول ہے ، اور جبینِ نیاز زمین پر رگڑ رہا ہے ایسے زمین پر رگڑنے سے کچھ حاصل نہیں ہوتا ، جب تک قلب و دماغ اور خیالات و تفکرات اللہ سے ہم کلام نہ ہوں ۔

ہاں وہی نماز اللہ کو پسند ہے جس میں دل و دماغ بھی بارگاہِ ایزدی میں سراپا توجہ بنا ہوا ہو ، اور اعضاء و جوارح بھی سراپا سکون ، یہ کب ہوسکتا ہے اور کیسے ہوسکتا ہے؟ یہ ایک سوال ہے ۔

یہی سوال جب حضرت حاتم اصم رضی اللہ عنہ سے پوچھا گیا تو آپ نے ارشاد فرمایا ، جب نماز کا وقت ہوتا ہے تو تو وضو کر پھر اس جگہ جہاں نماز پڑھنا ہے تھوڑی دیر کو بیٹھ جا تا کہ اعضاء و جوارح میں سکون آجائے ، پھر کھڑا ہو اور اپنے چہرے کو اس جانب کر جو سارے عالم کا قبلہ ہے ، پھر اس بات کا تصور کر کہ میں اس وقت پلِ صراط پر کھڑا ہوں ، جس کی دھار تلوار سے زیادہ تیز اور بال سے زیادہ باریک ہے ، جس کے نیچے جہنم کی ہولناک وادی ہے ، ذرا قدم لڑکھڑایا جہنم کے آغوش میں چلا جاؤنگا ، پھر اس بات کا تصور کر کہ جنت میرے داہنے جانب ہے اور دوزخ کی بھڑکتی اور آسمان سے باتیں کرتی ہوئی آگ میرے بائیں جانب ہے ، پھر اس بات کا تصور کرے کہ ملکُ الموت میرے پیچھے موجود ہے اور یہ میری آخری نماز ہے کہ ختمِ نماز کے بعد ملکُ الموت بدن سے روح کو جدا کر دیں گے ، پھر تکبیر کہہ پھر قرأت و رکوع و سجود کر پھر نماز سکون سے ختم کر

اگراس طرح تصور کرتے ہوئے نماز پڑھے تو چند ہی دنوں میں ہماری نمازوں میں وہ تاثیر پیدا ہو سکتی ہے جو تاثیر حضرات صحابہ کرامؓ اورحضرات صوفیائے کرام کی نمازوں میں تھی ۔

آج بھی ہو جو ابراہیم سا ایماں پیدا
آگ کرسکتی ہے اندازِ گلستاں پیدا

بس دعا کیجئے کہ اللہ رب العزت ہم سب کو خلوصِ نیت اخلاص وللّٰہیت اورخشوع و خضوع کے ساتھ نماز پڑھنے کی توفیق عطا فرمائے ۔

(آمین بجاہ سید المرسلین محمد وآلہ واصحابہ اجمین)

وآخِرُ دَعْوَانَا اَنِ الْحَمْدُ لِلّٰہِ رَبِّ الْعَالَمِیْنَ
وَالصَّلٰوۃُ وَ السَّلَامُ عَلٰی رَسُوْلِہٖ مُحَمَّدٍ وَّ آلِہٖ وَ اَصْحَابِہٖ
اَجْمَعِیْنَ بِرَحْمَتِکَ یَااَرْحَمَ الرَّاحِمِیْنَ

❁ ❁ ❁
❁ ❁

اسلامی پردہ کی حقیقت

اَلحَمدُ لِلّٰہِ رَبِّ الْعَالَمِیْنَ وَ الصَّلٰوۃُ وَ السَّلَامُ عَلٰی اَفْضَلِ الْمُرْسَلِیْنَ وَ مَنِ اھْتَدٰی بِھُدَاھُمْ اِلٰی یَوْمِ الدِّیْنِ ۔ اَمابعد
قال اللہ تبارک وتعالیٰ فی کتابہ المجید والفرقان الحمید ،
فاَعوذ باللہ من الشیطان الرجیم بسم اللہ الرحمٰن الرحیم .

﴿ یٰاَیُّھَا النَّبِیُّ قُلْ لِّاَزْوَاجِکَ وَ بَنٰتِکَ وَ نِسَآءِ الْمُؤْمِنِیْنَ یُدْنِیْنَ عَلَیْھِنَّ مِنْ جَلَابِیْبِھِنَّ ، ذٰلِکَ اَدْنٰی اَنْ یُّعْرَفْنَ فَلَا یُؤْذَیْنَ وَ کَانَ اللّٰہُ غَفُوْرًا رَّحِیْماً ﴾

(۱)۔ صدق اللہ العظیم

حاضرین کرام ! اس وقت میں نے جس آیت کریمہ کی تلاوت کی ہے یہ سورۃ الأحزاب کی ایک آیت ہے اس آیت میں اللہ سبحانہٗ و تعالیٰ یوں ارشاد فرمارہے ہیں ۔

'' اے پیارے نبی ! آپ اپنی بیویوں اور اپنی بیٹیوں اور مسلمانوں کی عورتوں سے فرمادیجئے کہ اپنی چادریں گھونگھٹ کی طرح اپنے اوپر لٹکا لیا کریں تاکہ ان کی پہچان ہوجائے کہ یہ شریف زادیاں ہیں ، پھر انہیں ستانے کی کوئی ہمت نہ کرسکے گا ، اور اللہ تعالیٰ مغفرت کرنے والا مہربان ہے '' ۔

(۱)۔ [سورۃ الأحزاب :پ ۲۲ ۔آیت / ۵۹]

حاضرین کرام! آج کے اس خطبہ میں اسلامی پردہ کی حقیقت کیا ہے اس پر روشنی ڈالوں گا۔

قرآن کریم نے عورتوں کو دنیا کی زینت نہیں بلکہ گھر کی زینت قرار دیتے ہوئے ارشاد فرمایا : اَلْمَالُ وَ الْبَنُوْنَ زِیْنَةُ الْحَیٰوةِ الدُّنْیَا (۱) ، کہ مال و دولت اور مرد بچے اس دنیا کی زینت ہیں ، اور عورتوں کے بارے میں وَ قَرْنَ فِیْ بُیُوْتِکُنَّ (۲) یعنی اپنے اپنے گھروں میں جمی بیٹھی رہیں کہہ کر عورتوں کو گھر کی زینت قرار دیا ہے ، البتہ ارشاد فرمایا گیا کہ اگر کسی ضرورت کی وجہ سے گھر کی چہار دیواری سے نکلنا پڑے تو حکم دیا یُدْنِیْنَ عَلَیْهِنَّ مِنْ جَلَابِیْبِهِنَّ ، کہ اپنے اوپر چادریں لٹکا کر باہر نکلو ، رئیس المفسرین حضرت سیدنا عبداللہ بن عباسؓ سے دریافت کیا گیا یہ چادر لٹکانے سے کیا مراد ہے؟ آپ نے ارشاد فرمایا : ’’ اَمَرَ اللّٰهُ نِسَاءَ الْمُؤْمِنِیْنَ اِذَا خَرَجْنَ مِنْ بُیُوْتِهِنَّ فِیْ حَاجَةٍ اَنْ یُغَطِّیْنَ وُجُوْهَهُنَّ مِنْ فَوْقِ رُؤُسِهِنَّ بِالْجَلَابِیْبِ وَ یُبْدِیْنَ عَیْنًا وَاحِدَةً ‘‘ ۔ (۳)

اللہ تبارک وتعالی نے اس آیت کریمہ میں مسلمانوں کی عورتوں کو حکم دیا ہے کہ جب وہ کسی ضرورت سے اپنے گھروں سے نکلیں تو اپنے سروں کے اوپر سے

---

(۱)۔[سورۃ الکہف: پ۱۵۔آیت ۴۶] ۔ (۲)۔[سورۃ الأحزاب : پ ۲۲۔آیت ۳۳]
(۳)۔[تفسیر ابن کثیر ج ۹۔ص ۵۱۹۔مختصر تفسیر ابن کثیر لمحمد علی الصابونی سورۃ الأحزاب ،الآیۃ/۵۹ المجلد الثالث ص ۱۱۴]

یہ چادریں لٹکا کر چہروں کو چھپالیں اور صرف ایک آنکھ راستہ دیکھنے کیلئے کھلی رکھیں ۔

آج کے نام نہاد لوگ زور و شور سے یہ آواز اٹھا رہے ہیں کہ عورت کا چہرہ پردہ میں شامل نہیں ہے ، یاد رکھئے یہ ایک غلط پروپیگنڈہ ہے ۔

اب آپ خود بتلایئے کیا یہ زمانہ شرافت و دیانت کا زمانہ ہے ؟ کیا یہ زمانہ تقویٰ و طہارت کا زمانہ ہے ؟ ہرگز نہیں ، آج کا زمانہ بے حیائی اور بے غیرتی کا زمانہ ہے ،آج فتنے جوان ہو رہے ہیں ،شرافت وانسانیت دم توڑ رہی ہے ، ایسے زمانہ میں عورت کا چہرہ کھول کر سر بازار گھومنا فتنہ کا پیش خیمہ ہے ، امت کے چاروں مسلک میں چاہے وہ امام مالکؒ کا مسلک ہو یا امام شافعیؒ کا ، امام احمد بن حنبلؒ کا مسلک ہو یا امام اعظم ابوحنیفہؒ کا چاروں ائمہ کے نزدیک عورت کا چہرہ پردہ میں شامل ہے ۔

حضرت ام المؤمنین عائشہ الصدیقہ رضی اللہ عنھا آپ علیہ السلام کی اہلیہ محترمہ ہیں حضور پرنور علیہ السلام کے ارشادات کو حضرت عائشہؓ سے زیادہ کون جان سکتا ہے ،خود ارشاد فرماتی ہیں حجۃ الوداع کے موقعہ پر ہم حضور اکرمؐ کے ساتھ تھے ، جب لوگ ہمارے سامنے آتے تو ہم اپنے منہ پر چادر لٹکا لیا کرتے تھے ، اور جب وہ سامنے سے چلے جاتے تو ہم چہرہ کھول دیتے تھے۔

حضور اکرمؐ کی مبارک مجلس قائم ہے ، ایک صحابیہ جن کا لڑکا جنگ میں شہید ہو گیا تھا ان کو لڑکے کی شہادت کی خبر ملی تو پریشان حال برقعہ پہنے ہوئے

حضور علیہ السلام کی خدمت میں حاضر ہوئیں ، جو لوگ اس مجلس میں بیٹھے ہوئے تھے بڑے تعجب سے اس عورت کو دیکھ کر کہنے لگے یہ کیسی عورت ہے؟ یہ کیسی ماں ہے کہ اس کا لختِ جگر اور نورِ نظر شہید ہوگیا اور یہ ہے کہ برقعہ پہنے ہوئے چہرے پر نقاب ڈالے ہوئے آئی ہے، حالانکہ غم کی حالت میں کس کو کس کی خبر ہوتی ہے ، وہ صحابیہ شاگردۂ رسول تھیں اللہ کے رسول کی فیض یافتہ تھیں، انہوں نے کہا لوگو! بے شک میرا لختِ جگر مارا گیا ہے ،میری ممتا کا جنازہ نکل گیا ہے لیکن میری عزت وعصمت کا جنازہ نہیں نکلا ،میری شرم وحیا کو موت نہیں آئی ہے کہ میں نقاب پھینک دوں(۱)۔

ذرا تصور کیجئے ، جوان بیٹا مارا جائے ، بڑھاپے کا سہارا ٹوٹ جائے، اس ماں کی ممتا کا کیا حال ہوگا ، لیکن اس حالت میں بھی انھوں نے پردہ و حجاب کو نہیں چھوڑا ،آج معمولی معمولی باتوں پر پردہ کو چھوڑ دیا جاتا ہے ، یہ واقعہ ہماری ماؤں اور بہنوں کیلئے درسِ عبرت ہے ۔

امام غزالیؒ اپنی کتاب احیاء العلوم میں لکھتے ہیں ، وَ النِّسَاءُ یَخْرُجْنَ مُتَنَقِّبَاتٌ کہ آپ علیہ السلام کے مبارک دور میں عورتیں اگر کسی ضرورت سے باہر نکلتی تھیں تو چہروں پر نقاب ڈال کر نکلا کرتی تھیں (۲)۔

---

(۱)۔[جاء ت امرأة الی النبی ﷺ یقال لها أم خلاد ،وهی متنقبة تسأل عن ابنها .....الخ رواه أبوداؤد۔کتاب الجهاد۔باب فضل ، قتال الروم علی غیرهم،رقم الحدیث:۲۴۸۸]

(۲)۔[فتح الباری۔ ج ۲ ۔ ص۵۵۔ عن صفیة بنت عن عائشةؓ أنها کانت تصوف و هی متنقبة۔رقم الحدیث؛۴۲۸ ۔ لیث عن عطاء و طاوس قالا: لا تطوف المرأة و هی متنقبة،و لا تصلی و هی متنقبه ، رقم الحدیث:۴۲۹ ۔ ذکر طواف النساء بالبیت متنقبات۔ اخبارمکہ]

آپ علیہ السلام نے ارشاد فرمایا :وَ لٰکِنْ یَخْرُجْنَ تَفَلَّاتٍ (۱)،اگر عورتیں گھر سے باہر نکلیں تو ایسے میلے کچیلے کپڑے پہن کر نکلیں کہ مرد ان کی طرف مائل نہ ہوں ۔

اس کے برخلاف آج ہماری عورتیں گھروں میں میلی کچیلی رہتی ہیں اور جب باہر جانا ہو یا کسی فنکشن Fanction میں شریک ہونا ہو تو وہ زرق برق لباس پہن کر جاتی ہیں کہ نہ دیکھنے والا بھی دیکھنے پر مجبور ہوجائے ، حالانکہ عورت کیلئے حکم ہے کہ زیب وزینت صرف اپنے شوہر کیلئے کرے اگر شوہر کیلئے زیب وزینت نہ کرے بلکہ دوسروں کو دکھلانے کیلئے زیب وزینت کرے تو وہ حرام ہے گناہ عظیم ہے،اسی لئے حضرت عمرؓ فرمایا کرتے تھے کہ عورتوں کو عمدہ لباس ،نفیس پوشاک مت دو ورنہ یہ گھر سے باہر نکلنے لگیں گی۔

اب عورت کو کن کن لوگوں سے پردہ کرنا ضروری ہے اور کن کن سے نہیں ، اس سلسلہ میں یہ بات خاص طور پر یاد رکھئے ، جن مردوں سے نکاح حرام ہے ان کے سامنے اگر عورت کا چہرہ اور بازو ، سر اور پنڈلیاں کھل جائے تو کوئی حرج نہیں اور وہ محرم کون کون سے ہیں جن سے پردہ ضروری نہیں ، (۱)۔اپنے باپ دادا سے جن سے یہ پیدا ہوئی (۲)۔شوہر سے (۳)۔شوہر کے باپ دادا یعنی جس سے اس کا شوہر پیدا ہوا (۴)۔اپنی اولاد سے (۵)۔شوہر کی وہ اولاد جو دوسری بیوی سے ہو (۶)۔ اپنے بھائی سے

(۱)۔[سئل النبی ﷺ عن خروج النساء،فقال یخرن تفلات ،مصنف عبدالرزاق ۔رقم الحدیث:۵۱۱۹۔عن ابی ھریرۃؓ قال قال رسول اللہ ﷺ لاتمنعوا اماء اللہ مساجد اللہ ولا یخرجن الا وھن تفلات ۔نفس المصدر ۔رقم حدیث:۵۱۲۱۔]

چاہے وہ سگا یا علاتی ہو یا اخیافی ، یعنی ماں جایا ہو ، یا باپ جایا (یہاں پر یاد رکھئے ، ماموں زاد، خالہ زاد ، تایازاد ، چچازاد ، پھوپھی زاد بھائیوں سے اور منہ بولے بھائی سے پردہ لازم اور ضروری ہے)۔

(۷)۔اپنے بھتیجوں سے (۸)۔اپنے بھانجوں سے (۹)۔چچا اور تایا سے ، (۱۰)۔ ماموں سے (۱۱)۔ مسلمان عورتوں سے (غیر مسلم عورتوں سے جہاں تک ہو سکے پردہ کریں کیونکہ غیر مسلم عورتوں سے پردہ کرنا مستحب ہے) (۱۲)۔ان عورتوں سے جو تمہاری باندیاں ہیں (۱۳)۔ ان مردوں سے جو ایسے پاگل ہوں کہ عورت کی طرف ان کی طبیعت مائل نہ ہوتی ہو ، (۱۴)۔ نابالغ بچوں سے ، ان تمام افراد کے سامنے عورت کا چہرہ بازو اور پنڈلیاں اور سر کھل جائے تو کوئی حرج نہیں ، اس کے علاوہ بدن کے دوسرے حصوں کو پردے میں رکھنا لازم اور ضروری ہے(۱) ۔

ان کے علاوہ جتنے لوگ ہیں ان سے پردہ کرنا واجب اور ضروری ہے ، مثال کے طور پر اکثر عورتیں جیٹھ سے دیور سے بہنوئی سے اپنی نند کے شوہر سے پردہ نہیں کرتیں ان سے پردہ ضروری ہے اسی طرح مرد ان عورتوں سے پردہ کریں جن سے نکاح کسی بھی وقت ہو سکتا ہے ۔

ہمارے علاقہ میں اکثر مسلمان عورتوں میں ساڑی پہننے کا عام رواج ہے جس کی وجہ سے عورت کی کمر اور پیٹ کا اکثر حصہ بے پردہ رہتا ہے

(۱)۔[دیکھئے معارف القرآن :تفسیر آیت :۵۵ سورۃ الأحزاب: لا جناح علیھن فی آبائھن و لا أبنائھن....الخ ۔بین أن ھؤلاء الأقارب لا یجب الاحتجاب منھم کما استثناھم فی سورۃ النور عند قولہ تعالیٰ: ولا یبدین زینتھن الا لبعولتھن....الخ ۔اور ملاحظہ فرمائیں مکمل بیان القرآن جلد ہفتم تا دوازدہم ۔تفسیر سورۂ نور جلد ۸ ۔ص ۱۴ ۔جلد ۹ ص ۶۲]

یہ بالکل حرام ہے اس کا چھپانا نامحرم تو نامحرم محرم سے بھی ضروری ہے ، اس لئے ایسی قمیص شلوار پہنی جائے جس سے بدن کا یہ حصہ ظاہر نہ ہو ۔

ہاں جب مسلمان عورتیں دنیا کی زندگی میں پردہ کا اتنا اہتمام کریں گی جتنا کہ شریعت میں لازم و ضروری قرار دیا گیا تو ایسی ہی عورتوں کیلئے یہ بشارت اور خوشخبری کافی ہے کہ حدیث میں ارشاد فرمایا گیا ، جب جنتی جنت میں داخل ہوجائیں گے تو جنت میں ہر جمعہ کو اللہ رب العزت کا دیدار ہوگا ، جنتی مردوں کو حکم ہوگا میدان مزید میں جمع ہوجاؤ ، پھر اللہ رب العزت اپنا دیدار فرمائیں گے جب جنتی مرد دیدار خداوندی سے لطف اندوز ہوکر اپنے اپنے محلوں میں پہونچیں گے تو ان کی بیویاں بڑے تعجب سے کہیں گی یہ کیسا نور اور نورانیت ہے تمہارے چہرے پر کہ آج تک ہم نے ایسا نور نہیں دیکھا ، مرد کہیں گے آج ہمیں دیدار الٰہی نصیب ہوا ہے یہ اس کا نور ہے ۔ پھر مرد لوگ اپنی اپنی بیویوں سے کہیں گے آج کیا بات ہے ہم بھی تمہارے حسن میں نکھار دیکھتے ہیں آج تمہارے حسن و جمال میں چار چاند دیکھتے ہیں ، عورتیں کہیں گی ، دنیا میں ہم نامحرم مردوں سے پردہ کیا کرتی تھیں اس کا صلہ اللہ رب العزت نے ہمیں یہ دیا کہ تم مردوں کو اللہ نے میدان مزید میں بلاکر اپنا دیدار کرایا اور ہم پردہ نشینوں کو اللہ تبارک وتعالی نے خود یہاں آکر اپنا دیدار کرایا ۔ (۱)

---

(۱)۔[رواہ ابن ابی الدنیا موقوفاً ۔بحوالہ الترغیب والترھیب ۔رقم الحدیث :۱۲۲۔ج ۴ ص ۵۴۶]

ذرا تصور کیجئے اور خیال فرمایئے کیا اعزاز ہے ، اس سے بڑھ کر اعزاز اور کیا ہوسکتا ہے ہماری پردہ نشیں عورتوں کیلئے کتنی خوشی ومسرت کی بات ہے ، اللہ ہمیں عقل سلیم دے اور ہماری عورتوں کو عمل کی توفیق عطا فرمائے ۔

(آمین یارب العالمین)

و آخِرُ دَعْوَانَا اَنِ الْحَمْدُ لِلّٰهِ رَبِّ الْعَالَمِيْنَ وَ صَلَّى اللّٰهُ تَعَالٰى عَلٰى خَيْرِ خَلْقِهٖ سَيِّدِنَا وَ مَوْلَانَا مُحَمَّدٍ وَ عَلٰى آلِهٖ وَ صَحْبِهٖ اَجْمَعِيْنَ بِرَحْمَتِكَ يَا اَرْحَمَ الرَّاحِمِيْنَ

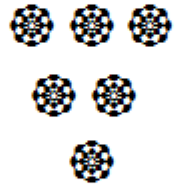

رزق حلال کی فضیلت اور سود کی نحوست

اَلْحَمْدُ لِلّٰہِ الَّذِی ھَدَانَا لِدِینِہِ القَوِیْمِ وَ مَنَّ عَلَیْنَا بِبِعْثَۃِ النَّبِیِّ الْکَرِیْمِ

اَمابعد : قال اللہ تبارک وتعالیٰ فی کتابہ المجید والفرقان الحمید ،

فَاَعوذ باللہ من الشیطان الرجیم بسم اللہ الرحمٰن الرحیم .

﴿ فَاِذَا قُضِیَتِ الصَّلٰوۃُ فَانْتَشِرُوْا فِی الْاَرْضِ وَ ابْتَغُوْا مِنْ فَضْلِ اللّٰہِ وَ اذْکُرُوْا اللّٰہَ کَثِیْراً لَّعَلَّکُمْ تُفْلِحُوْنَ ﴾ (۱)

صدق اللہ العظیم

وَ رُوِیَ عَنْ عَائِشَۃَ ؓ قَالَتْ : قَالَ رَسُوْلُ اللّٰہِ ﷺ بَاکِرُوْا الْغُدُوَّ فِیْ طَلَبِ الرِّزْقِ فَاِنَّ الْغُدوَّ بَرَکَۃٌ وَ نَجَاحٌ ۔(۲)

بزرگان محترم و عزیزان مکرم ! اس وقت میں نے سورۂ جمعہ کی ایک آیت کریمہ نیز ایک حدیث شریف کی تلاوت کی ہے ، اس آیت کریمہ میں اللہ سبحانہ وتقدس ارشاد فرمارہے ہیں ۔

''جب جمعہ کی نماز ہوجائے تو زمین پر پھیل جاؤ اور اللہ کا رزق تلاش کرو اور اللہ کا جتنا ذکر ہوسکے کرتے رہو ، تاکہ تم کامیاب ہوجاؤ ''

---

(۱)۔[سورۃ الجمعہ: پ۲۸ ۔آیت ۱۰](۲)۔ [رُوِیَ عَنْ عَائِشَۃَ ؓ قَالَتْ: قَالَ رَسُوْلُ اللّٰہِ ﷺ بَاکِرُوْا الْغُدُوَّ فِیْ طَلَبِ الرِّزْقِ ،فَاِنَّ الْغُدُوَّ بَرَکَۃٌ وَ نَجَاحٌ ،رواہ البزار و الطبرانی فی الاَسط بحوالہ الترغیب ج ۲ ص ۵۲۹ ۔۵۳۰]

نیز حدیث شریف میں فرمایا گیا : بَاکِرُوْا الْغُدُوَّ فِیْ طَلَبِ الرِّزْقِ فَاِنَّ الْغُدوَّ بَرَکَۃٌ وَ نَجَاحٌ (۱) کہ رزق کی تلاش میں صبح سویرے نکل جاؤ اس لئے کہ صبح سویرے نکلنا باعثِ برکت اور کامیابی کی علامت ہے ۔

حاضرین کرام ! اس میں کوئی شک نہیں کہ اسلام نے انسان کو روزی حاصل کرنے اور مال کمانے کی اجازت دی ہے لیکن اسلام روزی کے حاصل کرنے کے سلسلہ میں دو باتوں کی بطور خاص تاکید کرتا ہے ، ایک تو یہ کہ انسان خود اپنے دست و بازو سے کمائے ،خود محنت و مزدوری کرے، دوسروں پر ہرگز بوجھ نہ بنے ، اور کسی کے سامنے دستِ سوال دراز نہ کرے بھیک نہ مانگے ، دوسرے یہ کہ جو کمائے حلال اور پاکیزہ ہو، حرام نہ ہو، حلال طریقہ سے کمائے جس میں کسی حرام کا شائبہ نہ ہو ۔

محنت و مزدوری ، تجارت و صنعت کے سلسلے میں احادیث شریفہ میں بے شمار فضائل و مناقب آئے ہیں ۔

ایک حدیث میں ارشاد فرمایا گیا : اِنَّ اَطْیَبَ مَا اَکَلْتُمْ مِنْ کَسْبِکُمْ (۲) کہ سب سے پاکیزہ کھانا جو تم نے کھایا وہ تمہاری اپنی کمائی کا ہے ۔

رافع بن خدیجؓ سے روایت ہے کہ صحابہ کرامؓ نے ایک موقعہ پر حضور اکرم سرور عالم صلی اللہ علیہ وسلم سے دریافت فرمایا : اَیُّ الْکَسْبِ اَطْیَبُ؟

(۱)۔[رواہ البزار و الطبرانی فی الأوسط ، بحوالہ الترغیب و الترھیب ، الترغیب فی البکور فی طلب الرزق وغیرہ ، رقم الحدیث: ۲ ۔ ج ۲ ص ۵۲۹ ۔ ۵۳۰]۔(۲)۔[مشکوۃ المصابیح ، باب الکسب وطلب الحلال رقم الحدیث: ۲۶۵۰۔ مسند أحمد ۔ رقم الحدیث: ۶۶۷۸ ۔ ج ۲ ص ۱۷۹ ۔ نفس المصدر برقم ۲۵۳۳۵ ۔ ج ۶ ص ۱۶۲]

کہ کون سی کمائی سب سے پاک ہے ؟ حضور پُرنور ﷺ نے ارشاد فرمایا : عَمَلُ الرَّجُلِ بِيَدِهٖ وَ كُلُّ بَيْعٍ مَبْرُوْرٍ (۱) ، کہ آدمی کی اپنے ہاتھ کی کمائی اور ہر وہ خرید وفروخت جو شرعی خرابیوں اور برائیوں سے پاک ہو وہی دراصل سب سے پاک کمائی ہے ۔

بخاری و ابن ماجہ کی روایت ہے کہ حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا : اِنَّ نَبِیَّ اللّٰهِ دَاوٗدَ عَلَيْهِ الصَّلٰوةُ وَ السَّلَامُ كَانَ يَأْكُلُ مِنْ عَمَلِ يَدِهٖ (۲) کہ اللہ کے نبی حضرت داؤد علیہ السلام محنت و مزدوری کرکے ہی کھایا کرتے تھے۔

یہ وہ احادیث مبارکہ ہیں جن سے اسلام میں محنت ومزدوری اور اپنے ہاتھ کی کمائی کی اہمیت و فضیلت کا پتہ چلتا ہے ، کمائی کے سلسلہ میں اسلام نے جو دوسری ہدایات دی ہے وہ بھی انتہائی اہم ہے ، وہ یہ کہ حلال طریقہ سے کمایا جائے اور مکمل طور پر حرام سے بچا جائے ، قرآن مجید میں حضرات انبیاء علیہم السلام سے خطاب فرماتے ہوئے ارشاد فرمایا گیا ، يٰۤاَيُّهَا الرُّسُلُ كُلُوْا مِنَ الطَّيِّبٰتِ وَ اعْمَلُوْا صَالِحاً (۳) ۔ اے رسولو ! پاک چیزیں کھاؤ اور نیک اعمال کرو، اس آیت کریمہ میں حلال کھانے کا جو حکم انبیاء کرام کو دیا گیا ہے وہی حکم ایک دوسری آیت میں عام مسلمانوں کو دیا جارہا ہے ۔

---

(۱)۔[رواہ الطبرانی فی الکبیر و الأوسط ورواتہ ثقات ، مسند أحمد عن رافع ۱۴۱/۴ ۔ الترغیب و الترھیب ۳۳۴/۲ ۔مشکوۃ ۲۴۲ رقم الحدیث:۲۷۸۳](۲)۔[بخاری شریف ۲۸۷/۱ ۔ابن ماجہ ۱۵۶ رقم الحدیث: ۲۱۳۸] (۳)۔[سورۃ المؤمنون : پ ۱۸ ۔آیت ۵۱ ۔والحدیث عن ابی ھریرۃؓ ، رواہ مسلم والترمذی، الترغیب: رقم الحدیث ۱۔ج ۲۔ص ۵۴۵]

يَآ يُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا كُلُوْا مِنْ طَيِّبٰتِ مَا رَزَقْنٰكُمْ ۔ (۱)

کہ اے ایمان والو ! جو ہم نے تم کو رزق دیا اس میں سے پاک چیزیں کھاؤ ،

حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے حلال روزی کمانے کو نماز روزہ وغیرہ کے بعد ایک فرض قرار دیا ہے ، ارشاد فرمایا : طَلَبُ الْحَلَالِ فَرِيْضَةٌ بَعْدَ الْفَرِيْضَةِ (۲) ، کہ حلال کمائی کا طلب کرنا فرض عبادتوں کے بعد ایک فرض ہے ۔

جو لوگ صنعت وحرفت ، کاروبار و تجارت میں حلال وحرام کا بالکل خیال نہیں کرتے اور جائز و ناجائز سب جمع کرنے کی فکر میں رہتے ہیں ان کیلئے انتہائی سخت وعیدیں ہیں ۔

مخبر صادق علیہ السلام نے ارشاد فرمایا: لَا يَدْخُلُ الْجَنَّةَ جَسَدٌ غُذِّيَ بِحَرَامٍ (۳) وہ جسم جنت میں نہیں جائیگا جس کی پرورش مال حرام سے ہوئی ہو،

ایک دوسری حدیث میں ارشاد فرمایا گیا : جس نے دس درہم کا کپڑا خریدا ، اس میں ایک درہم حرام کمائی کا تھا تو وہ کپڑا جب تک اس شخص کے بدن پر رہیگا خدائے علیم و خبیر اس کی نماز قبول نہیں کریں گے ، اتنا کہنے کے بعد حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما نے اپنے دونوں کانوں میں انگلیاں

---

(۱)۔[سورۃ البقرہ : پ۲ ۔آیت ۱۷۲] ۔۔(۲)۔[رُوِیَ عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ مَسْعُوْدٍ ؓ اَنَّ النَّبِیَّ ﷺ قَالَ : طَلَبُ الْحَلَالِ فَرِيْضَةٌ بَعْدَ الْفَرِيْضَةِ ، رواہ الطبرانی و البیہقی بحوالہ الترغیب رقم الحدیث : ۳ ۔ج ۲/ ۵۴۶ ، الترغیب و الترھیب : ۲۶۷۶ / شعب الایمان : ۸۷۴۱ / کشف الخفاء : ۱۰۲/۲]۔(۳)۔[عَنْ اَبِیْ بَكْرٍ الصِّدِّيْقِ ؓ عَنِ النَّبِیِّ ﷺ قَالَ : لَا يَدْخُلُ الْجَنَّةَ جَسَدٌ غُذِّيَ بِحَرَامٍ رواہ ابویعلی والبزار ، والطبرانی فی الأوسط والبیہقی ، وبعض اسانیدھم حسن بحوالہ الترغیب والترھیب ، لَا يَدْخُلُ الْجَنَّةَ جَسَدٌ غُذِّيَ بِحَرَامٍ ، رقم الحدیث : ۲۴ ج ۲/ص ۵۵۳]

ڈال لیں اورفرمایا: صُمَّتَا اِنْ لَمْ یَکُنِ النَّبِیُّ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَ سَلَّمَ سَمِعْتُہُ یَقُوْلُہٗ (۱)۔میرے دونوں کان بہرے ہوجائیں اگر میں نے یہ ارشاد حضور اکرم ﷺ سے نہ سنا ہو ۔

ذرا تصور کیجئے کتنی سخت وعید اور ڈانٹ ہے اس کے بعد بھی ہمیں ہوش نہ آئے ، اور ہم حلال وحرام اور جائز و ناجائز کی تمیز کے بغیر کمانے میں مشغول رہیں تو یہ ہمارا ہی نقصان اور خسارہ ہے ۔

بھلا بتاؤ تو سہی اس فانی دنیا کی خاطر ،چندروزہ آرام کی خاطر آخرت کے ابدی اور ہمیشہ ہمیش رہنے والے نقصان کو برداشت کرنا کہاں کی عقلمندی ہے؟ بلکہ یہ تو سراسر گھاٹے اور خسارے کی بات ہے ۔

اس کے برخلاف ہم اپنے سماج و معاشرہ پر نظر ڈالیں بلکہ زندگی کے کسی بھی شعبہ پر نظر ڈالیں ،ہر جگہ حرام ہی حرام نظر آتا ہے ، چاہے صنعت و حرفت ہو یا کارو بار و تجارت ، غرض ہمارا سارا معاشرہ ہماری ساری سوسائٹی حرام میں مبتلا نظر آتی ہے ، حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے بالکل بجا فرمایا تھا: یَأتِیْ عَلَی النَّاسِ زَمَانٌ ، لَا یُبَالِیْ الْمَرْءُ مَا اَخَذَ مِنْہُ أَ مِنَ الْحَلَالِ اَمْ مِنَ الْحَرَامِ (۲) ۔

کہ لوگوں پر ایک ایسا زمانہ آنے والا ہے کہ آدمی کو اس بات کی پرواہ بھی نہ ہوگی

---

(۱)۔[رواہ احمد بحوالہ الترغیب والترھیب ۔رقم الحدیث:۱۰ ۔ج ۲۔ص ۵۴۸] ۔ (۲)۔[رواہ البخاری ۲۷۶/۱ ۔ ۲۷۹ ۔والنسائی وزادرزین فیہ: فا ذ ذٰلک لا تُجَابُ لَھُمْ دَعْوَۃٌ ۔الترغیب والترھیب ۔ رقم الحدیث:۱۶ ۔ج ۲۔ص ۵۵۰]

کہ میں نے جو مال کمایا ہے وہ حرام طریقہ سے کمایا ہے یا حلال طریقہ سے۔
بلاشک و شبہ آپ کہہ سکتے ہیں کہ یہی وہ زمانہ ہے جس کے متعلق آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے پیشین گوئی فرمائی تھی، آج ہر جگہ سود کی بھرمار ہے، کہیں سود انشورنس و بیمہ Insurance کی شکل میں تو کہیں فائنس اور لون Loan کی شکل میں ہے۔

سود کی نحوست سے متعلق ارشادِ ربانی ہے : اَلَّذِیْنَ یَأْکُلُوْنَ الرِّبٰوا لَا یَقُوْمُوْنَ اِلَّا کَمَا یَقُوْمُ الَّذِیْ یَتَخَبَّطُهُ الشَّیْطَانُ مِنَ الْمَسِّ ذٰلِکَ بِاَنَّهُمْ قَالُوْا اِنَّمَا الْبَیْعُ مِثْلُ الرِّبٰوا وَاَحَلَّ اللّٰهُ الْبَیْعَ وَحَرَّمَ الرِّبٰوا(۱)۔
جولوگ سود کھاتے ہیں وہ قیامت کے دن اپنی اپنی قبروں سے اس طرح اٹھیں گے جیسے وہ شخص جس کو شیطان نے لپٹ کر باؤلا بنادیا ہو یہ اس وجہ سے کہ انہوں نے کہا کہ خرید وفروحت بھی تو سود ہی کی طرح ہے ، حالانکہ اللہ تبارک وتعالی نے خرید وفروخت کو حلال اور سود کو حرام قرار دیا ہے۔
دوسری جگہ اللہ رب العزت نے صاف صاف بیان کردیا : یَمْحَقُ اللّٰهُ الرِّبٰوا وَ یُرْبِی الصَّدَقَاتِ وَ اللّٰهُ لَا یُحِبُّ کُلَّ کَفَّارٍ اَثِیْمٍ (۲)۔
اللہ تعالی سود کو گھٹاتے ہیں اور صدقات وخیرات کو بڑھاتے ہیں اور اللہ تعالی کسی کفر والے کو گناہ کرنے والے کو بالکل پسند نہیں کرتے۔
عام مفسرین کرام اس آیت کے ضمن میں تحریر فرماتے ہیں کہ سود کا گھٹانا

---

(۱)۔[سورۃ البقرہ :پ ۳۔ آیت ۲۷۵]
(۲)۔[سورۃ البقرہ :پ ۳ ۔آیت ۲۷۶]

اورصدقات و خیرات کو بڑھانا دنیا و آخرت دونوں کے اعتبار سے ہے ، آخرت کے اعتبار سےتویوں ہے کہ سودخوارکو اس کا مال آخرت میں ذرہ برابر بھی کام نہ آئے گا بلکہ الٹا اس پروبالِ جان بن جائیگا ۔

دنیاکے اعتبار سے یوں کہ سود جس مال میں شامل ہوجاتا ہےوہ مال تو خود ہلاک ہوتا ہی ہے اور ساتھ ہی ساتھ دوسرے مال کوبھی ہلاک وبرباد کردیتا ہے ۔

آج ہم کھلی آنکھوں مشاہدہ کررہے ہیں کہ کل تک جن کی زندگی عیش وعشرت سے گذررہی تھی ، آج ان کی زندگی فقر وفاقہ اورغربت میں بسرہورہی ہے ،کل جو کروڑپتی اور لکھپتی کہلاتے تھے آج دانہ دانہ کے محتاج ہیں ، کل جو بڑے مالداراور سرمایہ دار تھے دیکھتے ہی دیکھتے ان کا دیوالیہ نکل چکا ہے ۔

حضرت معمر رحمۃ اللہ علیہ جوبڑے صاحبِ دل اور پابندسنت خدا رسیدہ بزرگ تھے وہ ارشاد فرماتے ہیں کہ میں نے اپنے بزرگوں سے سنا ہے اور بزرگوں کا تجربہ ہے کہ سود لینے والے پر چالیس سال گذرنے نہیں پاتے کہ اس کے مال میں گھاٹا آجاتا ہے اور ایسا زبردست گھاٹا کہ بڑے بڑے لوگوں کو خاک چاٹنے پر مجبورکر دیتا ہے ۔

غرض سود وہ مرض ہے جس کی کوئی دوا نہیں، سود وہ ناسور ہے جوانسان کو بربادی کے قریب ہی نہیں بلکہ برباد ہی کردیتا ہے ، سود وہ بلا ہے جوسماج و معاشرہ میں تنگ دستی اور بے برکتی لاتا ہے ، انھیں برائیوں کے

پیش نظر خدائے ارحم الراحمین نے اپنے بندوں کو سود سے بچنے کا حکم یوں دیا، کہ وَ اَحَلَّ اللّٰهُ الْبَيْعَ وَحَرَّمَ الرِّبوا، کہ اللہ تبارک وتعالی نے خرید وفروخت کو جائز قرار دیا ہے لیکن سود کو حرام قرار دیا ہے ، صرف ایک دو جگہ نہیں قرآن کریم کی دسیوں آیتوں میں سود کی مذمت اور برائی بیان کی گئی ہے ، پھر اسی پر بس نہیں محسنِ انسانیت غم خوار امت سرور کائنات صلی اللہ علیہ وسلم کی تقریباً چالیس احادیث شریفہ ایسی ہیں جن میں سود کی برائی بیان فرمائی گئی ہے۔

قلّتِ وقت کے باعث صرف پانچ حدیثوں پر اکتفا کرتا ہوں ، طبرانی نے حضرت عبداللہ بن سلام رضی اللہ عنہ سے وایت کیا ہے کہ حضور اکرم ﷺ نے ارشاد فرمایا : جان بوجھ کر سود کا ایک درہم کھانا تینتیس (33) مرتبہ زنا کرنے سے بڑا گناہ ہے (۱)۔

حضرت ابوھریرہؓ سے روایت ہے کہ حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا : الرِّبَا سَبْعُوْنَ بَابًا اَدْنَاهَا كَالَّذِىْ يَقَعُ عَلٰى اُمِّهٖ (۲) ۔

سود کے ستر درجے ہیں ان میں سب سے کم درجہ یہ ہے کہ آدمی اپنی ماں سے زنا کرے ، الأمَان الحَفِيْظ ۔

---

(۱)۔[عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ سَلَامٍ عَنْ رَسُوْلِ اللّٰهِ ﷺ قَالَ : اَلدِّرْهَمُ يُصِيْبُهُ الرَّجُلُ مِنَ الرِّبَا أَعْظَمُ عِنْدَ اللّٰهِ مِنْ ثَلَاثَةٍ وَ ثَلَاثِيْنَ زَنْيَةً يَزْنِيْهَا فِى الْاِسْلَامِ ، رواه الطبرانی فی الکبیر۔بحوالہ الترغیب رقم الحدیث:۱۲ ۔ج ۳/ص ٦]۔ (۲)۔[عَنْ اَبِىْ هُرَيْرَةَؓ قَالَ: قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ : الرِّبَا سَبْعُوْنَ بَاباً أَدْنَاهَا كَالَّذِى يَقَعُ عَلٰى أُمِّهٖ ، رواه البیہقی باسناد لا بَأسَ بِهٖ ، ثُمَّ قَالَ : غَرِيْبٌ بِهٰذَا الْاِسْنَادِ ، وَ اِنَّمَا يُعْرَفُ بِعَبْدِ اللّٰهِ بْنِ زِيَادٍ عَنْ عِكْرِمَةَ ، يَعْنِىْ ابن عَمَّارٍ ،قَالَ : وَ عَبْدُ اللّٰهِ بْنُ زِيَادٍ هٰذا مُنْكِرُ الْحَدِيْثِ ۔بحوالہ الترغیب والترھیب ۔رقم الحدیث:۱۱۔ج ۳۔ص ٦]

ابن ماجہ کی روایت ہے کہ حضور اکرم نبی خاتم ﷺ نے ارشاد فرمایا : سود کا مال چاہے کتنا ہی زیادہ ہو جائے اس کا انجام تنگ دستی اور افلاس و پستی ہے۔ (۱)

مسند احمد کی ایک حدیث میں ارشاد فرمایا گیا جس قوم میں سود عام ہو جائے تو اللہ تعالی اس قوم پر قحط سالی اور گرانی مسلط کر دیتے ہیں ، اور جس قوم میں رشوت عام ہو جائے تو دشمنوں کا رعب و دبدبہ اور غلبہ اس قوم پر مسلط کر دیتے ہیں ۔ (۲)

بلاشک وشبہ آپ علیہ السلام کا فرمان بجا اور سو فیصد بجا ہے ، کیا آج ملک بھر میں قحط سالی کا دور دورہ نہیں ہے ؟ اور گرانی باوجود چیزوں کی فراوانی کے قیمتوں میں دن بدن ایسا اضافہ ہوتا چلا جا رہا ہے کہ انسان کی اتنی کمائی نہیں جتنا کہ اس کا خرچ ہے ، آج برکتیں اٹھالی گئیں ہیں۔

حضرت عوف بن مالکؓ کی روایت ہے کہ حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے ان کو بطور نصیحت کے فرمایا ، اے عوف ان گناہوں سے بچو جو معاف نہیں کئے جاتے ان میں سے ایک مال غنیمت کی چوری کرنا اور دوسرے سود کھانا (۳) یہ سب تو دنیوی عذاب ہیں ، آخرت کا عذاب اس سے کہیں زیادہ سخت اور مشکل ہے

---

(۱)۔[عَنِ ابنِ مسعودٍؓ عَنِ النَّبِيِّ ﷺ قال:مَا أَحَدٌ أَكثَرَ مِنَ الرِّبَا إِلَّا كَانَ عَاقِبَةُ أَمرِهِ إِلَى قُلٍّ ۔الترغیب،رقم الحدیث ۲۷،ج ۳ص ۱۰] لیے وقلۃ ن ماجہ، والحاکم،وقال صحیح الاسناد،وفی لفظ لہ قال: الرِّبَا وَ إِنْ كَثُرَ فَإِنَّ عَاقِبَتَهُ إِلَى قُلٍّ

(۲)۔[عَنْ عَمْرِو بْنِ الْعَاصِؓ قَالَ : سَمِعْتُ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ يَقُوْلُ : مَا مِنْ قَوْمٍ يَظْهَرُ فِيْهِمُ الرِّبَا إِلَّا أُخِذُوْا بِالسَّنَةِ ، وَ مَا مِنْ قَوْمٍ يَظْهَرُ فِيْهِمُ الرِّشَا إِلَّا أُخِذُوْا بِالرُّعْبِ ۔ رواہ أحمد بإسناد فیہ نظر ، بحوالہ الترغیب رقم الحدیث :۲۱۔ج ۳ص ۸] ۔ (۳)۔[روی عن عوف بن مالکؓ قال: قال رسول اللہ ﷺ:ایاک والذنوب التی لاتغفر: الغلول فمن غل شیئا أتی بہ یوم القیامۃ وآکل الربا۔۔۔۔الخ رواہ الطبرانی بحوالہ الترغیب رقم الحدیث:۲۶ ج ۳ص ۱۰]

ارشاد خداوندی ہے : اَلَّذِیْنَ یَأْکُلُوْنَ الرِّبوٰا لَا یَقُوْمُوْنَ اِلَّا کَمَا یَقُوْمُ الَّذِیْ یَتَخَبَّطُهُ الشَّیْطَانُ مِنَ الْمَسِّ ..... الی آخر الآیۃ(۱)۔

جولوگ سود کھاتے ہیں کل قیامت کے دن وہ اپنی قبروں سے اس طرح اٹھ رہے ہونگے جس طرح وہ آدمی اٹھتا ہے جس کو کسی شیطان یا جن نے اپنے قابو میں کر رکھا ہو ، یعنی جنون و پاگل پن کی ایک حالت ہوگی جو سود خوار پر مسلط کردی جائیگی (۲)۔

غرض سود ایک خطرناک مرض ہے جس سے چھٹکارا حاصل کرنا ہر مؤمن اور مسلمان پر لازم اور ضروری ہے اس لئے کہ بظاہر تو اس میں نفع نظر آتا ہے لیکن فی الحقیقت یہ ایک تباہی و بربادی کا پیش خیمہ ہے ۔

شاعر اسلام علامہ اقبالؒ نے کیا خوب کہا ہے ۔

ظاہر میں تجارت ہے حقیقت میں جوا ہے
سود ایک کا لاکھوں کیلئے مرگ مفاجات

اب اللہ رب العزت سے دعا کیجئے کہ اے اللہ ہمیں ہمت و توفیق دیجئے کہ ہم سود جیسی خطرناک برائی سے توبہ کرسکیں ۔

(آمین بجاہ سید المرسلین محمد و آلہ اجمعین)

وَآخِرُ دَعْوَانَا اَنِ الحَمْدُ لِلّٰهِ رَبِّ الْعَالَمِیْنَ

---

(۱)۔[سورۃ البقرۃ :پ۳ ۔آیت ۲۷۵]۔(۲)[روی عن عوف بن مالکؓ قال : قال رسول اللہ ﷺ إیاک والذنوب ۔الی آخر الحدیث ۔رواہ الطبرانی بحوالہ الترغیب والترھیب رقم الحدیث:۲۶ ج ۳ص ۱۰]

مؤذنِ رسول حضرت بلال حبشیؓ

اَلْحَمْدُ لِلّٰہِ رَبِّ الْعَالَمِیْنَ وَالصَّلٰوۃُ وَالسَّلَامُ عَلٰی رَسُوْلِہِ الْکَرِیْمِ۔
اَمابعد : فَاَعوذ باللہ من الشیطان الرجیم بسم اللہ الرحمٰن الرحیم .

﴿ وَ السّٰبِقُوْنَ الْاَوَّلُوْنَ مِنَ الْمُهٰجِرِیْنَ وَ الْاَنْصَارِ وَ الَّذِیْنَ اتَّبَعُوْهُمْ بِاِحْسَانٍ رَّضِیَ اللّٰهُ عَنْهُمْ وَ رَضُوْا عَنْهُ ﴾ (۱)

صدق اللہ العظیم

برادرانِ ملت! اس وقت میں نے جس آیت کریمہ کی تلاوت کی ہے، یہ سورۃ التوبہ کی ایک آیت کریمہ ہے ، اس آیت میں اللہ سبحانہٗ وتعالی ارشاد فرمارہے ہیں۔

"مہاجرین وانصار میں سے جولوگ پہلے ایمان لائے اور جنہوں نے ان کا اتباع اخلاص کیساتھ کیا، اللہ تعالی ان سے راضی ہوگیا اور وہ اللہ سے راضی ہوگئے"

یہ رجب المرجب کا مہینہ ہے جلیل القدر صحابی رسول، امام المؤذنین بالصلاۃ و الفلاح سیدنا و مولانا بلال بن رباح الحبشیؓ کی وفات جمادی الأخری کے اواخر میں ہوئی تھی۔

حضرت بلال حبشیؓ کا اصلی نام بلال والد کا نام رباح اور والدہ کا نام حمامہ

---

(۱)۔[سورۃ التوبہ :پ۱۱ ۔ آیت ۱۰۰]

اور آپ کالقب مؤذن رسول ، امام المؤذنین اور خادم رسول ہے ، آپ پیدائشی اعتبار سے حبشی النسل غلام تھے ، حبشہ سے بکتے بکاتے مکہ کے بازار میں پہنچے ، مکہ کے ایک سردار امیہ بن خلف نے آپ کو خرید لیا ، بلال حبشیؓ امیہ بن خلف کی بکریاں چرایا کرتے تھے ایک دن بکریاں چراتے ہوئے غارِ حرا کے قریب پہونچے تو دیکھا نبی آخرالزماں اور صدیق اکبر تشریف فرما ہیں ، رسولِ اکرم ﷺ نے بلال حبشیؓ سے فرمایا بلال ہمیں بھوک لگی ہے اگر تم اجازت دو تو وہ سامنے والی بکری سے دودھ دوھ لیں، بلال حبشی نے تعجب سے کہا ، یا محمد یہ بکری تو چلنے کے لائق بھی نہیں بھلا دودھ کیسے دیگی ، آپؐ نے فرمایا بلال اجازت دینا تمہارا کام ہے ، دودھ نکالنا میرا کام ہے اجازت مل گئی ، رسول اکرمؐ نے جونہی بکری کے سوکھے تھن پر اپنا نورانی ہاتھ پھیرا ، بکری کا تھن دودھ سے لبالب بھر گیا ، پھر آپ نے دودھ نوش فرمایا صدیق اکبرؓ نے پیا پھر بلال حبشی نے پیا ۔

بلال حبشی کے دل کی دنیا بدل گئی وہ سمجھ گئے کہ یہ کوئی عام انسان نہیں بلکہ یہ اللہ کا برگزیدہ بندہ ہے ، پھر رسول اکرم ﷺ نے بلال پر ایمان و اسلام کو پیش کیا ، حضرت بلال دامنِ اسلام سے وابستہ ہو گئے ۔

امیہ بن خلف کو جونہی اطلاع ملی ، غیظ و غضب سے بھر گیا، کبھی اتنے کوڑے مارتا کہ پیٹھ لہولہان ہو جاتی ، کبھی گرم پتھروں پر لٹا کر سینہ پر بھاری پتھر رکھ دیتا ، اور کہتا کہ محمد عربی کا انکار کر اور لات و عزیٰ کی پرستش کر، لیکن

توحید و رسالت کا یہ متوالا جواب میں صرف یہ کہتا اَحَدْ اَحَدْ اَحَدْ عبادت وبندگی کا حق صرف اللہ وحدہ لاشریک کو ہے۔

بلال حبشیؓ پر ہوتے ظلم وستم دیکھ کر رسول اکرم ﷺ کی آنکھوں میں آنسو آجاتے اور فرماتے کاش محمد کے پاس اتنی دولت ہوتی کہ محمد بلال کو خرید لیتا۔

ایک دن صدیق اکبرؓ حضرت بلالؓ کے پاس سے گزرے تو دیکھا کہ امیہ نہایت سختی سے مار رہا ہے، صدیق اکبرؓ سے رہا نہ گیا فرمایا امیہ! اَلَا تَتَّقِیْ اللّٰہَ فِیْ ھٰذَا الْمِسْکِیْنِ حَتیٰ مَتیٰ اَنْتَ؟(۱) اے امیہ، اللہ سے ڈر اس غریب پر کب تک ظلم کرتا رہیگا، پھر فرمایا، امیہ میرے پاس ایک نہایت طاقتور غلام ہے اس کے بدلے بلال کو دیدے، امیہ راضی ہوگیا صدیق اکبرؓ بلال حبشی کو لے کر دربارِ رسالت میں تشریف لائے، بلال کو دیکھ کر رسولِ اکرم ﷺ کا چہرۂ انور کھل اٹھا، فرمایا ابوبکر کاش اس سودے میں تم محمد کو بھی شریک کرلیتے تو کیا ہی اچھا ہوتا۔

آزاد ہونے کے بعد سیدنا بلال حبشیؓ ہر وقت رسولِ اکرم ﷺ کی خدمت میں حاضر رہتے، سفر ہو یا حضر، خلوت ہو یا جلوت، حدیث شریف میں آتا ہے کہ حضرت بلال حبشیؓ کا یہ معمول تھا کہ جہاں کہیں رسولِ اکرم ﷺ تشریف لیجاتے حضرت بلالؓ آپ کے آگے آگے رہتے تاکہ آپ کیلئے راستہ صاف کریں، لوگ حضرت بلال کو دیکھ کر سمجھ لیتے کہ نبی آخر الزماں ﷺ

---

(۱)۔[الرِّیَاضُ النَّضَرَۃُ فِیْ مَنَاقِبِ الْعَشَرَۃ۔ الجزء الثانی ۔ الصفحۃ : ۲۳]

تشریف لا رہے ہیں ۔
معراج سے واپسی پر رسولِ اکرم نے فرمایا ، میں جب جنت میں داخل ہوا تو مجھے اپنے آگے آگے بلال کے قدموں کی آواز سنائی دی ۔
سبحان اللہ کیا مقام ہے ، بلال دنیا میں نبی کے آگے آگے رہتے تھے یہ ادا اللہ رب العزت کو ایسی پسند آئی کہ بلالؓ کو جنت میں بھی نبیؐ سے آگے رکھا ۔
ہجرت کے بعد جب اسلام میں اذان مشروع ہوئی تو رسول اکرم ﷺ نے بلال حبشیؓ کو حکم دیا کہ تم اذان دو تمہاری اذان اللہ اور اس کے رسول کو پسند ہے۔
ایک عام مؤذن کی بڑی شان ہوتی ہے ، جو سوتی ہوئی انسانیت کو جگاتا ہے، اور انہیں خدا کے حضور سربسجود ہونے کی دعوت دیتا ہے ۔
آپ تو مؤذنِ رسول ہیں آپ امام المؤذنین ہیں ، رسولِ اکرم ﷺ نے ارشاد فرمایا قیامت کے دن روئے زمین کے تمام مؤذنین مؤذنِ رسول بلال حبشیؓ کی قیادت و امارت میں جنت میں داخل ہونگے ۔
فتحِ مکہ کا دن ہے ، رسولِ اکرم ﷺ فاتحانہ شان کے ساتھ کعبۃ اللہ میں داخل ہوئے ، اور فرمایا ، اَیْنَ بِلَالٌ ؟ بلال کہاں ہیں ، بلال حبشی نے عرض کیا ، لَبَّیْکَ یَا رَسُوْلَ اللّٰہِ آپ علیہ السلام نے ارشاد فرمایا ۔
بلال ! آج اللہ واحد نے اسلام کو فتح عطا فرمائی ہے ، کعبۃ اللہ کی چھت پر کھڑے ہو کر آج ایسی اذان دینا کہ مکہ کی وادی توحید و رسالت کی آواز سے گونج جائے، بلال آج عشق و مستی میں ڈوب کر نشۂ توحید میں جھوم کر اذان دو،

ایک حبشی النسل سیاہ فام کالے رنگ والے غلام کا کیا مقام ہے رسولِ اکرم ﷺ کی نظر میں یہی وہ اسلام کی تعلیم ہے ۔

لَا فَضْلَ لِعَرَبِیٍّ عَلَی عَجَمِیٍّ وَ لَا لِعَجَمِیٍّ عَلَی عَرَبِیٍّ وَ لَا لِأَحْمَرَ عَلَی اَسْوَدَ وَلَا لِأَسْوَدَ عَلَی أَحْمَرَ (۱) ۔

نہ عربی کو عجمی پر نہ عجمی کو عربی پر نہ کالے کو گورے پر نہ گورے کو کالے پر کوئی فوقیت و امتیاز نہیں ، بحیثیت انسان سب برابر ہیں ۔

ایک دن امیر المؤمنین عمر بن الخطاب ؓ کے منہ سے نکل گیا کہ اے بلال تم کالے ہو ، فوراً احساس ہوا کہ رسولِ اکرم کے یہاں حضرت بلال کا کیا مقام ہے ، اسی وقت حضرت عمرؓ زمین پر لیٹ گئے اور فرمایا اے بلال تم اپنے پاؤں سے عمر کے جسم کو روندو کہ قیامت کے دن اس جملہ کی وجہ سے عمر کی پکڑ نہ ہو جائے ۔

حضرت بلالؓ نے فرمایا آپ اللہ کے نبی کے پیارے اور خسر ہیں ، بھلا میں آپ کے جسم پر پاؤں کیسے رکھ سکتا ہوں ، بس میں نے معاف کر دیا ، بس اسی دن سے حضرت عمرؓ بلالؓ کو جب کبھی بلاتے تو ان الفاظ سے بلاتے تھے ، یَا سَیِّدِیْ بِلَال ، اے میرے سردار و سرتاج بلال ۔

رسولِ اکرم ﷺ کی حیاتِ مبارکہ تک آپ مسجد نبوی کے خصوصی مؤذن رہے ، آپؐ کی وفات کے بعد حضرت بلالؓ اداس و غمگین رہنے لگے ، پوری زندگی نگاہیں رسولِ پُرنور کے چہرۂ انور کی عادی تھیں ، اب بلالؓ کی نگاہیں رخِ انورؐ

(۱)۔[الترغیب والترھیب : رقم الحدیث : ۴۴۹۴۔ج ۳، ۳۷۵۔ مسند احمد۔رقم الحدیث: ۲۳۵۳۶۔ ج ۵ ص ۴۱۱۔ فتح الباری ج ۶ ص ۵۲۷ ۔ حیاۃ الصحابہ ۳/ ۴۰۸]

کو تلاش کیا کرتی تھیں ، آخر رہا نہیں گیا مدینہ چھوڑ کر مصر چلے گئے۔
ایک مدت کے بعد خواب میں رسولِ اکرم ﷺ کا دیدار ہوا ،آپ علیہ السلام نے فرمایا ، بلال ! کیا تمہیں ہماری یاد نہیں آتی ؟ ہڑبڑا کر بیدار ہوئے ، اسی وقت مدینہ منورہ کی طرف روانہ ہو گئے ، جب مدینہ منورہ میں داخل ہوئے ، پورے مدینہ میں کہرام مچ گیا ،سارا مدینہ مؤذنِ رسول کے دیدار کیلئے اُمڈ آیا ۔
صحابہؓ نے اذان دینے کی فرمائش کی ،لیکن سیدنا بلال حبشیؓ انکار فرماتے رہے کہ آخر اب اذان کس کیلئے دوں ، میری عادت تھی کہ میں جب اَشْھَدُ اَنَّ مُحَمَّداً رَّسُوْلُ اللّٰہِ کہتا تو جمال نبیؐ کا دیدار کیا کرتا تھا ، اب نہ ہی وہ جمال ہے اور نہ ہی وہ صاحب جمال ، حضرات حسنؓ و حسینؓ تشریف لائے اور فرمایا ، چچا جان ! اذان دیجئے ، سیدنا بلال حبشیؓ نے رسول اکرم ﷺ کے ان محبوب نواسوں کو سینہ سے چمٹا لیا ، اور فرمانے لگے میں پوری دنیا کو انکار کر سکتا ہوں مگر تمہیں کیسے انکار کر سکتا ہوں ۔
اذان دینا شروع کیا ، اہل مدینہ تڑپ اٹھے ، لوگوں کو رسول اکرمؐ کا زمانہ یاد آ گیا ، کیا جوان کیا بوڑھے ، کیا بچے کیا عورتیں ،عورتیں دودھ پیتے بچوں کو اٹھا کر مسجد نبوی کی طرف دوڑ پڑیں۔
مدتوں بعد جب بلال حبشیؓ کے لبوں پر اذان دیتے ہوئے صاحبِ لولاک صلی اللہ علیہ وسلم کا مبارک نام آیا ، تو نگاہیں عالم تصور میں رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کو تلاش کرنے لگیں بے ہوش ہو کر زمین پر گر پڑے ،

پھر مدینہ میں رہا نہ گیا سیریا (دمشق) تشریف لے گئے وہیں اعلاء کلمۃ اللہ کے لئے اسلام کی دعوت وتبلیغ اور جہاد میں مصروف رہے۔

آخر ۲۰ھ جمادی الأخری کے اواخر میں انتقال فرما گئے اور وہیں مدفون ہوئے۔

بنا کردند خوش رسمے بخاک وخون غلطیدن
خدا رحمت کند ایں عاشقان پاک طینت را

بس دعا کیجئے رب کریم ہم سب کو حضرت بلالؓ حبشی جیسا عشقِ رسول نصیب فرمائے۔

(آمین یارب العالمین)

اَللّٰھُمَّ اَرِنَا الْحَقَّ حَقاً وَّ ارْزُقْنَا اِتِّبَاعَهٗ وَ اَرِنَا الْبَاطِلَ بَاطِلًا وَّ ارْزُقْنَا اِجْتِنَابَهٗ وَ صَلَّی اللّٰهُ تَعَالٰی عَلٰی خَیْرِ خَلْقِهٖ مُحَمَّدٍ وَّ آلِهٖ وَ اَصْحَابِهٖ اَجْمَعِیْنَ
وَ آخِرُ دَعْوَانَا اَنِ الحَمْدُ للّٰهِ رَبِّ الْعَالَمِیْنَ

❁❁❁
❁❁
❁

سن ہجری کا آٹھواں مہینہ" شعبان المعظم "

شب براءت کی فضیلت

(قرآن وحدیث کے تناظر میں)

اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ وَحْدَهٗ وَ الصَّلٰوةُ وَ السَّلَامُ عَلٰی مَنْ لَا نَبِیَّ بَعْدَهٗ وَ عَلٰی آلِهٖ وَ اَصْحَابِهٖ اَجْمَعِینَ ۔

اُمابعد :۔ فَاَعوذ باللہ من الشیطان الرجیم بسم اللہ الرحمٰن الرحیم .

﴿ حٰمٓ ، وَ الْکِتٰبِ الْمُبِیْنِ ، اِنَّا اَنْزَلْنٰهُ فِیْ لَیْلَةٍ مُّبٰرَکَةٍ اِنَّا کُنَّا مُنْذِرِیْنَ ، فِیْهَا یُفْرَقُ کُلُّ اَمْرٍ حَکِیْمٍ ﴾ (۱) صدق اللہ العظیم

حاضرین کرام ! اس وقت میں نے سورۃ الدخان کی چار آیات کریمہ تلاوت کی ہے ، ان آیات کریمہ میں حق سبحانہ و تقدس ارشاد فرمارہے ہیں، حٰمٓ قسم ہے کتاب مبین کی بیشک ہم نے اس کتاب کو ایک برکت والی رات میں اتارا ہے (۲) ، اور ہم ہی بندوں کو آگاہ کرنے والے ہیں ، اور اسی رات میں ہر حکمت والا معاملہ ، سال بھر کے تمام معاملات فرشتوں کے حوالے کئے جاتے ہیں ۔

اس رات کے سلسلہ میں کتب احادیث میں بہت سی روایات ہیں ، ان تمام

---

(۱)۔[سورۃ الدخان ۔پ۲۵ ۔آیت :۱۔۴] ۔(۲)۔[نزول قرآنی سے مراد حقیقتاً نزول قرآنی نہیں ہے بلکہ نزول کا فیصلہ مراد ہے کہ اس مبارک رات میں ہم نے قرآن کے نازل کرنے کا فیصلہ کردیا تھا ، پھر نزول حقیقی شب قدر میں ہوا ۔ (فضائل الایام والشہور :ص ۱۰۸]

روایات کوعلامہ سیوطی علیہ الرحمہ نے ''الدُرُّ المَنْثُورُ فی التفسیرِ بِالمأثُور'' نامی اپنی معرکۃ الآراء کتاب میں جمع فرما دیا ہے ۔

شب براءت کے سلسلہ میں جتنی بھی روایات ہیں ، خواہ وہ فضائل سے متعلق ہوں یا احکام واعمال سے ، ان تمام روایات کوسند کے اعتبار سے دیکھا جائے تو محدثین کرام نے اس پر کلام کیا ہے ، اور ساری روایات کوضعیف بتایا ہے۔

لیکن اگر ان تمام روایات کوالگ رکھ دیا جائے ،اورحضرات صحابہ کرام رضوان اللہ علیہم اجمعین کے عمل کواگر دیکھا جائے ، تو حضرات صحابہؓ کا عمل یہ بتلاتا ہے کہ کبار صحابہؓ اور تابعین عظامؒ کا ہمیشہ سے یہ معمول اور دستور رہا ہے کہ شب براءت میں بیدار رہ کرعبادات کیا کرتے تھے ۔

بہرحال احادیث شریف میں اس مبارک رات کے چار نام آئے ہیں ، لَیْلَۃُ الصَّکْ ، لَیْلَۃُ الْمُبَارَکَۃْ ، لَیْلَۃُ الرَّحْمَۃْ اور لَیْلَۃُ الْبَرَاءَ ۃْ ،

اس رات کے اندر جہنمیوں کوجہنم سے آزادی دی جاتی ہے ، یہ نجات والی رات ہے ۔

لیلۃ الرحمۃ: کہ اس رات میں اللہ کی رحمت جوش میں آتی ہے ، لیلۃ المبارکۃ: کہ یہ رات نہایت برکت والی رات ہے ، لیلۃ البراءۃ: یہ رات ان جہنمی لوگوں کیلئے جہنم سے چھٹکارے کی رات ہے جن پر جہنم واجب کردی گئی ہے ،

ام المؤمنین حضرت عائشہ الصدیقہؓ فرماتی ہیں کہ ایک دن سول اکرم ﷺ

میرے یہاں آرام فرماتھے ، اچانک رات میں میری نیند کھلی تو میں نے دیکھا کہ رسول اکرم ﷺ تشریف فرمانہیں ہیں ، حضرت عائشہ الصدیقہؓ ارشادفرماتی ہیں کہ مجھے شیطانی وسوسے آنے لگے کہ کہیں ایسا تو نہیں کہ آپؐ دوسری ازواج مطہرات کے پاس تشریف لے گئے ہوں ،اسی خیال سے میں اپنے حجرے سے باہر نکلی اور رسول اکرمؐ کو تلاش کرنا شروع کیا ، یہاں تک کہ میں جنت البقیع پہونچی تو دیکھا کہ حضور اکرم ﷺ اس حال میں تشریف فرماہیں کہ آپؐ کے دونوں ہاتھ بارگاہ الٰہی میں دراز ہیں ،اور زبان مبارک سے یہ کلمہ جاری ہے ، اَللّٰھُمَّ اغْفِرْ لِأَھْلِ بَقِیْعِ الْغَرْقَدِ ، اے اللہ! قبرستان بقیع کے تمام مرحومین کی مغفرت فرما ۔

حضرت عائشہ الصدیقہؓ فرماتی ہیں کہ جب میں نے دیکھا کہ سول اکرمؐ دعائے مغفرت میں مشغول ہیں ، تو میں الٹے پاؤں دوڑی اپنے حجرے میں واپس لوٹ آئی ،اتنے میں اچانک رسول اکرم ﷺ حجرے میں داخل ہوئے ، اس وقت میں ہانپ رہی تھی ، دوڑنے کی وجہ سے میرا سانس پھول رہا تھا ، رسول اکرم ﷺ نے دریافت فرمایا : کہ اے عائشہ کیا بات ہے ؟ ام المؤمنین حضرت عائشہ الصدیقہ نے فرمایا : یارسول اللہ ! آپ کو موجود نہ پاکر میں گھبرا گئی اور مجھ پر شیطانی وسوسے آنے شروع ہوگئے ،اور میں آپ کو تلاش کرتے کرتے قبرستان بقیع پہونچی ، تو آپ کو وہاں موجود پاکر دل کو تسلی ہوئی ، اور میں واپس لوٹ آئی ، رسول اکرم ﷺ مسکرائے اور فرمایا :

يا عَائِشَةُ أَكُنْتِ تَخَافِيْنَ ؟ اے عائشہ ! کیا تم ڈرتی ہو کہ اللہ اور اس کے رسول تم پر ظلم کریں گے ، کیا تم یہ سمجھتی ہو کہ اللہ اور اس کے رسول تم پر ظلم کریں گے، پھر فرمایا : اے عائشہ میرے پاس حضرت جبریلؑ تشریف لائے تھے ،اور فرمایا : يا حَبِيْبَ اللّٰهِ! آپ کو معلوم ہے کہ یہ کون سی رات ہے؟ میں نے پوچھا کون سی رات ہے؟ حضرت جبریلؑ نے فرمایا یہ رات شعبان کی نصف رات ہے،اس رات کو لَيْلَةُ الْبَرَاءَةْ کہتے ہیں اس رات میں اللہ رب العزت قبیلۂ بنو کلب کی بکریوں کے بالوں کے برابر مخلوق کو جہنم سے آزاد فرماتے ہیں جن پر جہنم واجب ہو چکی تھی (۱)۔

اور پھر مجھے اللہ کا حکم ہوا کہ میں مرحومین کیلئے دعاء واستغفار کروں ، لہٰذا میں جنت البقیع چلا گیا ، اس کے بعد رسول اکرم ﷺ نے حضرت عائشہؓ سے فرمایا، کہ اے عائشہ اگر تم اجازت دو تو میں رات بھر اللہ کی عبادت کروں ، حضرت عائشہؓ نے فرمایا : فِدَاکَ أَبِیْ وَ أُمِّیْ يا رَسُوْلَ اللّٰهِ اے اللہ کے رسولؐ میرے ماں باپ آپ پر قربان ہوں ، آپ کو اجازت ہے، اجازت ملنے کے بعد رسول اکرم ﷺ نماز میں کھڑے ہو گئے (۲)۔

حضرت عائشہ فرماتی ہیں کہ نماز میں لمبا قیام فرمایا پھر رکوع بھی نہایت لمبا کیا، پھر سجدہ بھی نہایت لمبا کیا ، اور سجدہ اتنا طویل کیا کہ میرے دل میں یہ خوف ستانے لگا کہ کہیں ایسا تو نہیں کہ آپ ﷺ دنیا سے رحلت فرما گئے ہوں ، میں

---

(۱)۔ [عرب کے ہر قبیلہ میں بہت سی بکریاں ہوتی تھیں ، لیکن قبیلۂ بنو کلب میں سب سے زیادہ بکریاں تھیں] ۔ (۲)۔[مظاہر حق جدید :ج ۲۔ص ۱۹۵]

نے اپنی انگلی سے رسول اکرم ﷺ کے مبارک تلوے کو سہلایا تو تھوڑی سی حرکت محسوس ہوئی تو مجھے تسلی ہوئی اور میرے دل کو اطمینان ہوا ۔(۱)

حضرت علی مرتضیٰ کرم اللہ وجہہ ارشاد فرماتے ہیں : اِذَا کَانَتْ لَیْلَۃُ النِّصْفِ مِنْ شَعْبَانَ ، جب شعبان کی پندرہویں رات ہوتی ہے تو ، اِنَّ اللّٰہَ یَنْزِلُ فِیْھَا بِغُرُوْبِ الشَّمْسِ اِلَی السَّمَاءِ الدُّنْیَا ، اللہ رب العزت غروب شمس سے لیکر طلوع فجر تک آسمان دنیا پر نزول اجلال فرماتے ہیں ، پہلے آسمان پر اللہ کی تجلیات نازل ہوتی ہیں ، اور پوری رات اللہ رب العزت کی طرف سے یہ اعلان ہوتا رہتا ہے ، اَلَا مِنْ مُسْتَغْفِرٍ ؟ ہے کوئی مغفرت کا چاہنے والا؟ ہے کوئی ندامت کا آنسو بہانے والا؟ کہ میں اس کی مغفرت کردوں(۲)۔

اور یہ حقیقت ہے کہ کوئی انسان گناہ سے مبرّا نہیں ، حدیث شریف میں آتا ہے ، کُلُّ بَنِیْ آدَمَ خَطَّاءٌ وَ خَیْرُ الْخَطَّائِیْنَ التَّوَّابُوْنَ (۳) ۔

سارے اولاد آدم گنہگار ہیں اور سب سے بہترین گنہگار وہ ہیں جو توبہ اور استغفار کرنے والے ہیں ، اَلْاِنْسَانُ مُرَکَّبٌ مِنَ الْخَطَأِ وَ النِّسْیَانِ ہر انسان خطأ ونسیان کا پتلا ہے ،کوئی انسان یہ دعویٰ نہیں کرسکتا کہ میں نے کوئی

---

(۱)۔[مظاہر حق جدید ج ۲ ص ۱۹۵۔ الترغیب والترھیب ،الترغیب فی صوم رمضان ۔رقم الحدیث :۱۳۔ج ۲۔ص ۱۱۹]

(۲)۔[عَنْ عَلِیٍّ قَالَ قَا لَ : رَسُوْلُ اللّٰہِ اِذَا کَانَتْ لَیْلَۃُ النِّصْفِ مِنْ شَعْبَانَ فَقُوْمُوْا لَیْلَھَا وَ صُوْمُوْا یَوْمَھَا فَاِ نَّ اللّٰہَ تَبَارَکَ تَعَالَی یَنْزِلُ فِیْھَا بِغُرُوْبِ الشَّمْسِ اِلَی السَّمَاءِ الدُّنْیَا فَیَقُوْلُ: اَلَا مِنْ مُسْتَغْفِرٍ فَاَغْفِرَ لَہٗ ، اَلَا مِنْ مُسْتَرْزِقٍ فَاَرْزُقُہٗ ، اَلَا مِنْ مُبْتَلیً فَاُعَافِیَہٗ ، اَلَا کَذَا، اَلَا کَذَا حَتّٰی یَطْلُعَ الْفَجْرُ۔الترغیب۔ج۲۔ص ۳۶۰۔وتفسیر روح المعانی ،ص۱۰۲۔رواہ ابن ماجہ۔الترغیب والترھیب ،الترغیب فی صوم رمضان ،رقم الحدیث :۱۴ ۔ ج ۲۔ ص۱۱۹]۔(۳)۔[رواہ الترمذی، رقم الحدیث: ۲۵۰۱۔ و ابن ماجہ ،ابواب الزھد ۔ رقم الحدیث : ۴۲۵۱۔ و معارف الحدیث ،کتاب الأذکار ،رقم الحدیث: ۲۷۲۔ج ۵ص ۲۰۱۔ والترغیب والترھیب :رقم الحدیث:۱۱۔ج ۴ص ۱۹]

گناہ نہیں کیا ہے ،تو اللہ رب العزت پوری رات یہ اعلان کرتے ہیں ،اَلا مِنْ مُسْتَغْفِرٍ؟ فَاَغْفِرَ لَهُ ، ہے کوئی گنہگار جو اپنے گناہوں سے معافی چاہنے کیلئے میرے در پر آئے ، میں اس کو معاف کرنے کیلئے تیار ہوں ۔

حدیث شریف میں رسول اکرم ﷺ نے ارشاد فرمایا : کہ ایک مؤمن کی سب سے بڑی خوش نصیبی یہ ہے کہ دنیا کے اندر اس کے گناہ معاف کردیئے جائیں،اسی بنیاد پر اللہ رب العزت جنت کا داخلہ نصیب فرماتے ہیں، ہر انسان کی خوش نصیبی یہ ہے کہ اس کے گناہ دنیا کے اندر ختم ہوجائیں ۔

حدیث شریف میں رسول اکرم ﷺ نے ارشاد فرمایا : کہ جب قیامت کے دن بندہ کو اللہ کے حضور حاضر کیا جائیگا تو اللہ تعالی اس کے ایک ایک گناہ گن گن کر بتلائیں گے کہ تو نے یہ گناہ کیا ، تو نے یہ گناہ کیا ، وہ بندہ صاف انکار کردیگا ، کہ اے اَحْکَمُ الْحَاکِمِیْنَ میں نے تو کوئی گناہ ہی نہیں کیا ، تو اللہ تبارک وتعالی یہ ارشاد فرمائیں گے ،ٹھیک ہے اگر تم نے کوئی گناہ نہیں کیا ہے تو ہم گواہ پیش کرتے ہیں ، سب سے پہلے فرشتوں کو بلایا جائیگا ، کراماً کاتبین دو فرشتے جو ہر انسان کے نامۂ اعمال لکھنے پر مقرر ہیں ، انہیں بلایا جائیگا اور کہا جائیگا کہ یہ شخص اپنے گناہوں سے انکار کر رہا ہے ، اور نامۂ اعمال میں لکھے ہوئے گناہوں کو جھٹلا رہا ہے ،کراماً کاتبین گواہی دیں گے، بخدا ہم نے جو کچھ دیکھا وہی لکھا ہے اس بندے نے جو کیا ہے وہی لکھا ہے، وہ بندہ انکار کریگا کہ یہ فرشتے جھوٹ بول رہے ہیں، اللہ رب العزت دوسرا گواہ پیش کریں گے

کہ اس کے نامۂ اعمال کو پیش کیا جائیگا ،وَ اِذَا الصُّحُفُ نُشِرَتْ (۱) ، اس کے نامۂ اعمال کو کھول دیا جائیگا ، وہ بندہ نامۂ اعمال کو پڑھ کر کہیگا کہ فرشتے نے غلط لکھا ہے ، اللہ رب العزت فرمائیں کہ ٹھیک ہے ہم تیسرے گواہ کو پیش کرتے ہیں ، چنانچہ اللہ تبارک وتعالی زمین کے اس حصہ کو حاضر ہونے کا حکم دیں گے ، جس پر گناہ کیا گیا تھا ، وہ زمین کا حصہ گواہی دیگا کہ فلان شخص نے میرے اوپر یہ یہ گناہ کیا ہے ، یَوْمَئِذٍ تُحَدِّثُ اَخْبَارَھَا (۲) ،کل قیامت کے دن زمین گواہی دیگی جو کچھ اس کے اوپر کیا گیا تھا ، وہ بندہ اس سے بھی انکار کردیگا ، اور کہے گا کہ زمین بھی جھوٹ بول رہی ہے ، فرشتے بھی جھوٹ بول رہے ہیں اور نامۂ اعمال میں بھی جھوٹ لکھا گیا ہے ، تو اللہ رب العزت ارشاد فرمائیں گے کہ ٹھیک ہے ہم تیرے لئے چوتھا گواہ پیش کرتے ہیں ،قرآن کہتا ہے ، اَلْیَوْمَ نَخْتِمُ عَلٰی اَفْوَاھِھِمْ وَ تُکَلِّمُنَآ اَیْدِیْھِمْ وَ تَشْھَدُ اَرْجُلُھُمْ بِمَا کَانُوْا یَکْسِبُوْنَ (۳) اللہ تبارک وتعالی اس دن اس کے منہ پر مہر لگادیں گے،اور اس کے ہاتھ پیر اور اعضائے جسمانی سے کہا جائیگا کہ تم خود بتلاؤ کہ تمہارے صاحب نے تجھ سے کیا کیا کرایا ہے اس وقت انسان کے ہاتھ پیر اور اعضائے جسمانی خود اس کے خلاف گواہی دیں گے کہ میرے صاحب نے مجھ سے یہ یہ کام کرائے ہیں ۔

اس وقت انسان بڑے تعجب سے پوچھے گا ، وَ قَالُوْا لِجُلُوْدِھِمْ لِمَ شَھِدْتُّمْ

(۱)۔[سورۃ التکویر ۔پ ۳۰ ۔آیت:۱۰]

(۲)۔[سورۃ الزلزال ۔پ۳۰ ۔آیت:۴] ۔ (۳)۔[سورۂ یٰس :پ ۲۳ ۔آیت ۶۵]

عَلَيْنَا (۱) ، اے ہاتھ اے پیر اور اے اعضائے جسمانی تم میرے ہو اور آج تم میرے ہی خلاف گواہی دے رہے ہو ، گناہ تو ہم نے تمہاری ہی لذت کیلئے کئے تھے ، اور آج تم ہمارے ہی خلاف بولنے کیلئے کھڑے ہو گئے، اسوقت ہاتھ پیر اور دیگر اعضاء کہیں گے ، قَالُوْا اَنْطَقَنَا اللّٰهُ الَّذِیْ اَنْطَقَ كُلَّ شَیْءٍ (۲) ۔

اے بے وقوف انسان ! تو یہ سمجھتا تھا کہ ہم سب تیرے ہیں، جان لے کہ ہم تیرے نہیں بلکہ اللہ کے غلام ہیں، اللہ تعالی نے ہم کو تیرے پاس امانت کے طور پر دیا تھا تا کہ تم صحیح استعمال کرو لیکن تم نے اس کا غلط استعمال کیا ، تو آج اللہ نے ہمیں بولنے کی طاقت دی ہے آج ہم وہی بولیں گے جو تو نے کیا ہے چار گواہ اللہ تعالی گناہ پر متعین فرمائیں گے، چھٹکارے کا کوئی راستہ نہیں ہوگا، جب یہ حدیث رسول اکرم ﷺ نے حضرات صحابہ کرامؓ کے مجمع میں بیان فرمایا ، تو سارے صحابہ کرامؓ پر ایک عجیب سی سراسیمگی طاری ہوگئی ، سارے صحابہؓ پریشان ہو گئے کہ کیا معاملہ ہوگا روز محشر میں ، ایک صحابی رسول جرأت کر کے کھڑے ہوئے اور فرمایا : یَا رَسُوْلَ اللّٰهِ ! کیا کوئی ایسی شکل بھی ہیکہ بندۂ مؤمن جب خدا کے سامنے حاضر ہو، تو ان کے کوئی گناہ ہی نہ رہے اور گناہ پر جو چار گواہ ہیں وہ چاروں گواہ بھی نہ رہیں ، کوئی ایسا طریقہ ہے تو بتلایئے؟ تو اللہ کے رسولؐ نے ارشاد فرمایا : تُوْبُوْا اِلَى اللّٰهِ جَمِيْعاً اَيُّهَا الْمُؤْمِنُوْنَ

---

(۱)۔[حم سجدہ :پ۲۴ ۔ آیت۲۱] . (۲)۔[حم سجدہ :پ۲۴ ۔ آیت۲۱]

لَعَلَّكُمْ تُفْلِحُوْنَ ، (۱) کہ اے مؤمنو! تم سب مل کر اللہ تبارک و تعالی سے توبہ و استغفار کو لازم پکڑو ،کہ جب تم توبہ کروگے تو اللہ رب العزت تمھارے سارے گناہوں کو معاف فرمادیں گے۔

حدیث شریف میں اللہ کے رسول ﷺ نے ارشاد فرمایا: اِذَا تَابَ الْعَبْدُ مِنْ ذُنُوْبِهٖ أنْسَى اللّٰهُ عَزَّ وَ جَلَّ حَفَظَتَهٗ ذُنُوْبَهٗ ، وَ اَنْسَى ذٰلِکَ جَوَارِحَهٗ ،جب بندۂ مؤمن اخلاص وللّٰہیت کے ساتھ توبہ کرتا ہے تو اللہ رب العزت اس کی توبہ قبول کر لیتے ہیں اور اس کی توبہ قبول کرنے کے بعد سب سے پہلا کام یہ کرتے ہیں کہ فرشتوں سے اس گناہ کی یاد داشت ختم کردیتے ہیں یہاں تک کہ نامۂ اعمال سے اس کے گناہ مٹادیئے جاتے ہیں۔

فرشتوں کے ذریعہ نہیں مٹایا جاتا بلکہ اللہ رب العزت خود اپنے دست قدرت سے مٹادیتے ہیں ،تا کہ کوئی گواہ موجود نہ ہو، کہ بندۂ مؤمن کو جو معاف کیا گیا وہ کسی فرشتے کو بھی معلوم نہ ہو ، اللہ رب العزت نے معاف کیا ہے، میں گواہ ہوں، وَ مَعَالِمَهٗ مِنَ الْاَرْض ، اور جس خطہ زمین پر گناہ ہوا ہے اس خطۂ ارض سے بھلادیئے جاتے ہیں ، یہاں تک کہ وہ بندۂ مؤمن جب اللہ رب العزت کے حضور آتا ہے تو حدیث کے الفاظ حَتّٰى يَلْقَى اللّٰهَ يَوْمَ الْقِيَامَةِ وَ لَيْسَ عَلَيْهِ شَاهِدٌ مِنَ اللّٰهِ بِذَنْبٍ (۲) ، جب وہ بندہ مؤمن اللہ کے حضور حاضر

---

(۱)۔[سورۃالنور: پ ۱۸۔آیت ۳۱](۲)[وَ رُوِیَ عَنْ اَنَسٍؓ قَالَ : قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ : اِذَا تَابَ الْعَبْدُ مِنْ ذُنُوْبِهٖ أنْسَى اللّٰهُ عَزَّ وَ جَلَّ حَفَظَتَهٗ ذُنُوْبَهٗ ، وَ اَنْسَى ذٰلِکَ جَوَارِحَهٗ ، وَ مَعَالِمَهٗ مِنَ الْاَرْضِ حَتّٰى يَلْقَى اللّٰهَ يَوْمَ الْقِيَامَةِ وَ لَيْسَ عَلَيْهِ شَاهِدٌ مِنَ اللّٰهِ بِذَنْبٍ رواه الأصفهانی ،بحوالہ الترغیب والترھیب ،کتاب التوبۃ والزھد ۔اذا تاب العبد أنسی اللہ عزو جل حفظتہ ذنوبہ ، رقم الحدیث : ۱۷ ۔ج ۴ /ص ۹۴۔۹۵]

ہوتا ہے ، تو اس کے گناہ پر کوئی ایک بھی گواہ موجود نہیں ہوتا ۔

توبہ واستغفار کے اندر اللہ رب العزت نے یہ تاثیر رکھی ہے اور اللہ تعالی کی رحمت تو اتنی وسیع ہے کہ ایک حدیث میں اللہ کے رسول ﷺ نے ارشاد فرمایا : یَا ابْنَ آدَمَ لَوْ بَلَغَتْ ذُنُوْبُکَ عَنَانَ السَّمَاءِ ثُمَّ اِسْتَغْفَرْتَنِیْ غَفَرْتُ لَکَ ، اے ابن آدم اگر تیرے گناہ زمین سے لیکر آسمان کی سرحد تک پہونچ جائیں، ایک دوسری حدیث میں فرمایا گیا کہ اگر تیرے گناہ اتنے ہوں جتنے سمندر کے جھاگ ہوتے ہیں، یا تیرے گناہ اتنے ہوں جتنے دنیا کی ریت کے ذرات ہوتے ہیں ، یا درختوں کے پتے ہوتے ہیں ، ثم اِسْتَغْفَرْتَنِیْ پھر تم مجھ سے مغفرت طلب کرو ، میرے دربار میں آکر ندامت کے آنسو بہاؤ فَغَفَرْتُ لَکَ ،تو میں تجھے معاف کردونگا۔(۱)

اور جب اللہ رب العزت ہی کے دربار سے یہ اعلان ہوتا ہو '' هَلْ مِنْ مُسْتَغْفِرٍ فَاَغْفِرَلَهُ '' کہ ہے کوئی مغفرت کا طلبگار جس کی میں مغفرت کروں اور اسی وقت بندہ مؤمن فوراً حاضر ہوکر اپنے گناہوں کی معافی چاہے تو یقینی بات ہے کہ اللہ رب العزت اس کو ضرور قبول فرمائیں گے ، لیکن توبہ کرنے کیلئے چند اصول وضوابط ہیں جن کا پاس ولحاظ ضروری ہے ۔

علامہ آلوسی علیہ الرحمہ نے قرآن کریم اور احادیث شریفہ سے یہ مضمون اخذ کرکے لکھا ہے کہ توبہ کے چار شرائط ہیں ۔

---

(۱)۔[عن انس بن مالک ؓ قال: سمعت رسول اللہ ﷺ یقول: ''قال اللہ تبارک وتعالی: یا ابن آدم ۔۔الی آخر الحدیث ۔ رواہ الترمذی ،ابواب الدعوات ،باب (الحدیث القدسی، یا ابن آدم انک ماد عوتنی)۔۔رقم الحدیث : ۳۵۴۰]

(۱)۔ اَنْ یَقْلَعَ عَنِ الْمَعْصِیَةِ ، سب سے پہلی شرط تو یہ ہے کہ انسان جس گناہ میں مبتلا ہے اور جس گناہ سے توبہ کررہا ہے ، اس گناہ کو فوراً چھوڑ دے ،
(۲)۔ وَ اَنْ یَنْدِمَ عَلَیْهَا ، دوسری شرط یہ ہے کہ بندہ جو گناہ کیا ہے اس پر نادم ہو کہ میں نے جو کیا وہ غلط کیا ، اللہ رب العزت کو ناراض کردیا ، اپنے آپ سے گناہوں پر نادم وشرمندہ ہو ۔
(۳)۔ وَ اَنْ یَعْزِمَ عَزْماً جَازِماً اَنْ لَا یَعُوْدَ اِلَیْهَا اَبَداً ۔ اور تیسری شرط یہ ہے کہ مضبوط اور پختہ ارادہ کرے کہ آئندہ اس گناہ کو کبھی نہیں کرونگا ۔
(۴)۔ اور چوتھی شرط یہ ہے کہ اگر وہ گناہ مخلوق سے تعلق رکھتا ہو ، حقوق العباد کی حق تلفی کے قبیل سے ہو ، جیسے کسی پر ظلم کیا ، کسی کو تکلیف پہونچا دی ، کسی کا مال غصب کرلیا ، یا نقصان کردیا ، تو صاحب معاملہ سے معافی مانگ لے ، جب تک یہ چار شرائط پورے نہیں ہونگے اس وقت تک کسی انسان کی توبہ قبول نہیں ہوگی (۱) ۔

حضرت علیؓ ارشاد فرماتے ہیں کہ اس رات میں اللہ رب العزت آسمان دنیا پر نازل ہوکر یہ اعلان فرماتے ہیں کہ اَلَا مِنْ مُسْتَغْفِرٍ ؟ ہے کوئی مغفرت کا طلبگار جس کی میں مغفرت کروں ، اَلَا مِنْ مُسْتَرْزِقٍ فَاَرْزُقَهُ ؟ ہے کوئی روزی کا طلبگار ، ہے کوئی فاقہ میں مبتلا ، ہے کوئی غربت کا مارا ، آئے میرے پاس آکر مجھ سے مانگے ، میں اسے روزی دینے کیلئے تیار ہوں ،

(۱)۔[روح المعانی فی تفسیر القرآن العظیم والسبع المعانی للعلامہ محمود الآلوسی ۔ و فی شرح صحیح مسلم للشیخ محی الدین ابوزکریا النوویؒ ثلاثۃ شروط: اَول الذکر تین شرطیں، ج ۲۔ص ۴۵ ۔نفس المصدر ج ۱۷۔ص ۲۵]

اَلا مِنْ مُبْتَلیً فَاُعَافِیْهِ ؟ ہے کوئی مصیبت زدہ کہ وہ مصیبت سے پناہ مانگے ، تو میں اسے عافیت دوں (۱) ۔

حضرات محدثین کرام تحریر فرماتے ہیں کہ حضرت علیؓ کی اس حدیث میں تین باتوں کا خاص طور سے ذکر کیا گیا ہے (۱)۔ پہلی چیز گناہوں سے معافی کی درخواست ، (۲)۔ دوسری چیز رزق کی طلب ، (۳)۔ تیسری چیز مصیبت سے پناہ ، یہ تینوں چیزیں انسان کی عافیت کی علامت ہے، اگر انسان سے دنیا کے اندر کوئی گناہ ہوا اور وہ گناہ توبہ کر کے معاف ہو جاتا ہے تو اس سے بڑھ کر کوئی نعمت نہیں، اور دوسری چیز اس کو رزق مل جائے ، اور تیسری چیز آلام ومصائب سے نجات مل جائے ، تو اس سے بڑی کوئی نعمت نہیں ۔

ایک حدیث میں اللہ کے رسول ﷺ نے ارشاد فرمایا کہ جس شخص کو اس دنیا کے اندر چار چیزیں نصیب ہو جائے ، وہ روئے زمین کا سب سے خوش قسمت انسان ہے، فرمایا کہ: (۱)۔ نیک بیوی مل جائے وفادار اور اطاعت شعار بیوی ہو ، متقی اور پرہیز گار ہو۔ (۲)۔ وطن میں رزق مل جائے یعنی جس مقام پر رہتا ہے وہیں رزق کا انتظام ہو جائے ، (۳)۔ عمدہ سواری مل جائے ، (۴)۔ ہوا دار مکان مل جائے ، جہاں اچھی طرح ہوا اور روشنی آتی ہو (۲)۔ فرمایا کہ جس کو یہ چار چیزیں نصیب ہو وہ روئے زمین کا سب سے خوش قسمت

---

(۱)۔[رواہ ابن ماجہ ، بحوالہ الترغیب والترھیب ، الترغیب فی صوم شعبان، رقم الحدیث:۱۴۔ج ۲ ص ۱۱۹]۔(۲)۔[الترغیب والترھیب: من سعادۃ ابن آدم المرأۃ الصالحۃ، رقم الحدیث :۹۔۱۰۔ ج ۳۔ص ۴۲]

انسان ہے،فرمایا کہ جس کو رزق حلال مل جائے وہ سب سے زیادہ خوش نصیب انسان ہے،اس لئے کہ انسان کو جب رزق حلال نہیں ملتا ہے تو پھر وہ حرام روزی کی طرف بڑھتا ہے ، چوری ڈکیتی کرنے لگتا ہے ، تو فرمایا کہ آج کی رات رزق طلب کرو ، میں رزق دینے کیلئے تیار ہوں ، رزق حلال مانگو ، اللہ رب العزت کے خزانہ میں کسی چیز کی کمی نہیں وہ ضرور عطا فرمائیں گے ۔

لیکن شرط یہ ہے کہ مانگا جائے اس انداز سے کہ اللہ رب العزت عطا فرمادیں، اخلاص سے ایسا رونا اور گڑگڑانا،ایسی عاجزی وانکساری جو اللہ رب العزت کو پسند آئے ، اس انداز سے مانگا جائے ۔

تیسری چیز فرمایا کہ مصیبت سے پناہ،دنیا کے اندر انسان کسی بھی مصیبت میں مبتلا ہو ، چاہے مرض ہو، چاہے تکلیف ہو ، چاہے پریشانی ہو، یہ تمام چیزیں مصیبت کے ضمن میں آتی ہیں ۔

تو فرمایا کہ اگر کوئی مصیبت میں مبتلا ہو ، تو ڈرنے کی بات نہیں ، وہ میرے دربار میں آکر مانگے ، اس لئے کہ مصیبت کا عطا کرنا ہمارا ہی کام ہے، اور اس سے عافیت عطا کرنا ہمارا ہی کام ہے ۔

حضرت علیؓ نے فرمایا کہ اللہ رب العزت آسمان دنیا پر نازل ہوکر یہ اعلان فرماتے ہیں، اس کے باوجود اگر ہم رزق طلب نہ کریں ،گناہوں سے معافی نہ مانگیں ،مصیبتوں سے پناہ نہ چاہیں، تو یہ ہماری بہت بڑی بدبختی ہے۔

حضرت عائشہؓ سے ایک مرتبہ رسول اکرم ﷺ نے فرمایا: اے عائشہ ! تم

جانتی ہو کہ یہ کون سی رات ہے، اس رات میں کیا ہوتا ہے ؟ حضرت عائشہؓ نے کہا : مَا فِیْهَا یَا رَسُوْلَ اللّٰهِ ؟ اس رات میں کیا ہوتا ہے ، آپ ہی بتلادیجئے ، رسول اکرم ﷺ نے فرمایا : فِیْهَا اَنْ یُکْتَبَ کُلُّ مَوْلُوْدٍ مِنْ بَنِیْ آدَمَ فِیْ هٰذِهِ السَّنَةِ ، وَفِیْهَا اَنْ یُکْتَبَ کُلُّ هَالِکٍ مِنْ بَنِیْ آدَمَ فِیْ هٰذِهِ السَّنَةِ وَ فِیْهَا تُرْفَعُ اَعْمَالُهُمْ وَ فِیْهَا تُنَزَّلُ اَرْزَاقُهُمْ ،(۱)

فرمایا رسول اکرم ﷺ نے کہ اس مبارک رات کے اندر اللہ رب العزت اس بات کا فیصلہ فرماتے ہیں ، کہ اس سال کے اندر کتنے انسان اور کون کون پیدا ہوگا ، اور اسی رات کے اندر اللہ رب العزت یہ بھی فیصلہ فرمادیتے ہیں کہ اس سال کے اندر کتنے انسان اور کون کون مرنے والے ہیں ، یعنی یہ رات موت وحیات کے فیصلہ کی رات ہے ، اس لئے یہ رات نہایت مبارک رات ہے ، حضرات صحابہ کرامؓ تابعین عظام اور سلف صالحین کا یہ معمول رہا ہے کہ اس رات کے اندر عبادت کا اہتمام کیا کرتے تھے ۔

لہٰذا آپ تمام حضرات سے یہی گذارش ہے کہ اس رات کے کسی وقت کو ضائع نہ ہونے دیجئے ، یہ نہایت قیمتی رات ہے ، اور اس رات کے اندر جہاں تک ہوسکے نمازوں کا اہتمام ہو ، نوافلوں کا اہتمام ہو ، تلاوت قرآن کریم کا اہتمام ہو، بجائے نوافل پڑھنے کے اپنی قضا نمازیں پڑھئے ، نماز تو بہر حال ہر انسان پر فرض ہے، اس سے تو کسی کو چھٹکارا نہیں ،حدیث شریف میں تو فرمایا گیا

---

(۱) ۔[مشکاۃ المصابیح ، مظاہر حق ۔ج ۲۔ص ۱۹۹۔ و۔ رواہ البیھقی فی الدعوات الکبیر]

اَوَّلُ مَا یُحَاسَبُ بِهِ الْعَبْدُ یَوْمَ الْقِیَامَةِ الصَّلاَةُ (۱) ، قیامت کے دن سب سے پہلے جس چیز کا حساب کیا جائے گا وہ نماز کا ہوگا ۔

فَاِنْ صَلَحَتْ صَلَحَ سَائِرُ عَمَلِهٖ وَ اِنْ فَسَدَتْ فَسَدَ سَائِرُ عَمَلِهٖ ، اگر نماز صحیح نکل آتی ہے تو سارے اعمال صحیح نکل آئیں گے اور اگر نماز اکارت گئی تو سارے اعمال ضائع اور بیکار ہو جائیں گے ۔

تو نمازوں کا اہتمام تو نہایت ضروری ہے، اور ہر مؤمن عاقل اور بالغ مرد و عورت پر فرض ہے، تو جتنی نمازیں ہماری غفلت سے قضاء ہوگئی ہیں ان قضاء نمازوں کو ادا کیا جائے، اور اس کے بعد اگر فرصت ہو تو تلاوت قرآن ذکر و اذکار ہیں، درود شریف اور دعاؤں میں اپنے اوقات کو صرف کیا جائے ۔

اس رات کی شرعی حیثیت صرف اس قدر ہے کہ شبِ براءت ایک مقدس رات ہے ، اس رات میں آں حضرت ﷺ روزمرہ سے زیادہ عبادت فرماتے تھے ، مُردوں کی دعائے مغفرت کیلئے قبرستان تشریف لے جاتے تھے، اور دوسرے دن روزہ رکھتے تھے ، یہی شبِ براءت منانے کا اصل طریقہ ہے کہ اس رات میں زیادہ سے زیادہ عبادت کرکے اپنے گناہوں کی مغفرت چاہیں ، اور قبرستان جا کر سنت طریقہ کے مطابق اپنے آباؤ واجداد اور اعزاء

---

(۱)۔ [عن عبد الله بن قرطؓ قالَ : قالَ رسولُ اللّٰهِ ﷺ : أوَّلُ مَا یُحَاسَبُ بِهِ الْعَبْدُ یَوْمَ الْقِیَامَةِ اَلصَّلَاةُ ، فَا نْ صَلَحَتْ صَلَحَ سَائِرُ عَمَلِهٖ ، وَا نْ فَسَدَتْ فَسَدَ سَائِرُ عَمَلِهٖ ، الطبرانی فی الأوسط ، و لا بأس با سناده ا ن شاء الله : الترغیب والترهیب : رقم الحدیث : ۳۱۔ ،ج ۱ ص ۲۴۵]

واقارب اور عامۃ المسلمین کیلئے دعائے مغفرت کریں اور اگلے دن روزہ رکھیں ۔

اللہ تعالی ہم سب کو قرآن وسنت کے مطابق عمل کرنے
کی توفیق عطا فرمائے۔

اَللّٰھُمَّ وَفِّقْنَا بِعَمَلٍ یُحِبُّکَ فِیْ لَیْلَۃِ الْبَرَاءَ ۃِ اِیْمَانًا
وَ اِحْتِسَابًا بِحُرْمَۃِ سَیِّدِ الْاَنْبِیَاءِ وَ الْمُرْسَلِیْنَ
وَ الصَّلٰوۃُ وَ السَّلَامُ عَلَیْہِ وَ عَلٰی آلِہٖ وَاَزْوَاجِہٖ
وَ اَصْحَابِہٖ وَ اَتْبَاعِہٖ اِلٰی یَوْمِ الْقِیَامَۃِ وَ الدِّیْنِ .

(آمین یارب العالمین)

وَ مَا عَلَیْنَا اِلا الْبَلاغُ الْمُبِیْنُ

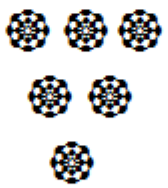

توبہ واستغفار گناہوں کا تریاق

اَلْحَمْدُ لِلّٰہِ اَحْمَدُہٗ سُبْحَانَہٗ وَ تَعَالٰی وَ اُصَلِّی عَلٰی النَّبِیِّ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَ سَلَّمَ ۔ اَمابعد :

قال اللہ تعالی فی کتابہ المجید والفرقان الحمید

فَاَعوذ باللہ من الشیطان الرجیم بسم اللہ الرحمٰن الرحیم .

﴿ وَ تُوْبُوْا اِلَی اللّٰہِ جَمِیْعاً اَیُّھَا الْمُؤْمِنُوْنَ لَعَلَّکُمْ تُفْلِحُوْنَ ﴾ (۱)

صدق اللہ مولانا العظیم

حاضرین کرام ! اس وقت میں نے جس آیت کریمہ کی تلاوت کی ہے وہ سورۃ النور کی ایک آیت کریمہ ہے اس آیت میں اللہ سبحانہٗ وتقدس ارشاد فرمارہے ہیں : ’’ اے ایمان والو تم سب کے سب اللہ کے حضور توبہ کرو تاکہ تم فلاح و کامیابی کو پہونچ سکو ‘‘ ۔

حدیث شریف میں رسول اکرم شفیع اعظم علیہ الصلوٰۃ والتسلیم نے ارشاد فرمایا ، کُلُّ بَنِیْ آدَمٍ خَطَّاءٌ وَ خَیْرُ الْخَطَّائِیْنَ التَّوَابُوْنَ (۲) ۔ حضرت آدم علیہ السلام کی اولاد بحیثیت انسان ہونے کے خطا کار وگنہ گار ہیں فطرت انسانی کے اندر اللہ سبحانہٗ و تعالی نے گناہ کا مادّہ رکھا ہے ۔

---

(۱)۔[سورۃ النور :پ ۱۸ ۔آیت ۳۱] ۔ (۲)۔[رواہ الترمذی، رقم الحدیث: ۲۵۰۱۔ و ابن ماجہ و الدارمی ومعارف الحدیث ،کتاب الأذکار ،رقم الحدیث: ۲۷۲۔ج ۵ص ۲۰۱ ۔ والترغیب والترھیب رقم الحدیث:۱۱ج ۴ص ۱۹]

لہٰذا تم سب اولاد آدم گنہ گار ہو ، تم میں سب سے بہترین گنہ گار وہ ہے جو کثرت سے توبہ واستغفار کرتا ہے ۔

حضرات علمائے کرام لکھتے ہیں :

جب کبھی انسان سے کوئی گناہ سرزد ہوتا ہے تو اللہ سبحانہٗ وتعالی اس گناہ کے ثبوت کیلئے چار گواہ تیار فرماتے ہیں ۔

حدیث شریف میں رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا : میدان محشر میں ایک گنہ گار بندے کو اللہ کے حضور حاضر کیا جائے گا ، اللہ تعالی اس بندے کو اس کے ایک ایک گناہ یاد دلائیں گے ، وہ بندہ صاف انکار کردیگا کہ میں نے کوئی گناہ نہیں کیا ہے ، اللہ تعالی زمین کو حاضر ہونے کا حکم دیں گے ۔

سورۃ الزلزال میں ارشاد فرمایا : يَوْمَئِذٍ تُحَدِّثُ اَخْبَارَهَا (۱) ، ہاں اس دن زمین گواہی دے گی کہ اس شخص نے مجھ پر فلاں فلاں گناہ کئے ہیں تیری نافرمانی پر نافرمانی کی ہے ۔

پھر اللہ سبحانہٗ و تعالی دوسرے گواہ کے طور پر دو فرشتے جن کا نام کرامًا کاتبین ہے جو انسان کے نامۂ اعمال لکھنے پر متعین ہیں ،ان کو طلب فرمائیں گے ۔

سورۃ الانفطار میں ارشاد فرمایا گیا كِرَاماً كَاتِبِيْنَ يَعْلَمُوْنَ مَا تَفْعَلُوْنَ(۲)، کراماً کاتبین جو کچھ انسان کرتا ہے اس کو جانتے ہیں وہ گواہی دیں گے ،

---

(۱)۔[سورۃ الزلزال ۔پ۳۰۔آیت:۴]۔(۲)۔[سورۃ الانفطار۔پ ۳۰ ۔آیت :۱۱۔۱۲]

کہ اس بندے نے فلاں فلاں گناہ ہماری موجودگی میں کئے ہیں ۔

پھر اللہ تبارک و تعالی تیسرے گواہ کے طور پر حکم دیں گے کہ اس بندے کے نامۂ اعمال کو کھول دو ، وَاِذَا الصُّحُفُ نُشِرَتْ (۱) ، اس وقت انسان انکار کریگا فرشتوں نے غلط کہا ہے ، زمین نے غلط گواہی دی ہے ، فرشتوں نے جو لکھا ہے وہ غلط ہے ۔

اس وقت اللہ سبحانہٗ و تعالی ارشاد فرمائیں گے تھوڑی دیر ٹھہر جا ، اَلْيَوْمَ نَخْتِمُ عَلٰى اَفْوَاهِهِمْ وَ تُكَلِّمُنَآ اَيْدِيْهِمْ وَ تَشْهَدُ اَرْجُلُهُمْ بِمَا كَانُوْا يَكْسِبُوْنَ (۲) پھر اللہ تبارک وتعالی اس کے منہ پر مہر لگا دیں گے، اس کے ہاتھ پیر اعضاء جسمانی سے فرمائیں گے تم خود بتلاؤ تمہارے صاحب نے تم سے کیا کیا کام کرائے ہیں ؟ ۔

يَّوْمَ تَشْهَدُ عَلَيْهِمْ اَلْسِنَتُهُمْ وَ اَيْدِيْهِمْ وَ اَرْجُلُهُمْ بِمَا كَانُوْا يَعْمَلُوْنَ(۳)،اس دن ہماری زبان ، ہمارے ہاتھ پیر اعضاء جسمانی خود ہمارے خلاف گواہی دیں گے کہ اس شخص نے ہم سے یہ یہ کام کرائے ہیں ، غرض ہمارے اعضاء ہمارے خلاف گواہی دیں گے،اس دن انسان اپنے ہاتھ و پیر اور اعضاء جسمانی سے کہے گا وَ قَالُوْا لِجُلُوْدِهِمْ لِمَ شَهِدْتُّمْ عَلَيْنَا(۴)، اے میرے اعضاء تم تو میرے ہو ، میرے خلاف کیوں گواہی دے رہے ہو؟

---

(۱)۔[سورۃ التکویر ۔پ۳۰۔آیت:۱۰] ۔ (۲)۔[سورۂ یٰس :پ ۲۳ ۔آیت ۶۵] ۔
(۳)۔[سورۃ النور :پ۱۸۔آیت ۲۴] ۔ (۴)۔[حم سجدہ :پ۲۴ ۔ آیت۲۱]

اس وقت اعضاء کہیں گے قَالُوْا اَنْطَقَنَا اللّٰهُ الَّذِیْ اَنْطَقَ کُلَّ شَیْءٍ(۱) ،
ارے بے وقوف انسان ! آج تک تو یہ سمجھتا تھا کہ میں تیرا ہوں ، جان لے کہ میں تیرا نہیں بلکہ اللہ کا غلام ہوں ، اللہ نے بولنے کی طاقت دی ہے ،آج ہم سب کچھ بولیں گے جو تم نے ہم سب سے کرائیں ہیں ،ان چار گواہوں کی گواہی سے انسان کے گناہ ثابت کئے جائیں گے ۔

علامہ آلوسیؒ تفسیر روح المعانی میں اور علامہ شیخ محی الدین ابوزکریا نوویؒ شرح مسلم میں تحریر فرماتے ہیں کہ توبہ و استغفار کی قبولیت کیلئے چار شرطیں ہیں (۱) پہلی شرط یہ ہے کہ أَنْ یَقْلَعَ عَنِ الْمَعْصِیَّةِ جس گناہ سے توبہ کررہا ہے اس گناہ کو فوراً چھوڑدے، (۲) دوسری شرط أَنْ یَنْدِمَ عَلَیْهَا اس گناہ پر دل سے ندامت اور شرمندگی پیدا ہوجائے ، (۳) توبہ کی تیسری شرط أَنْ یَعْزِمَ عَزْماً جَازِماً أَنْ لَا یَعُوْدَ اِلَیْهَا أَبَداً ،پختہ عزم کرلے کہ آئندہ اس گناہ کو کبھی نہ کروں گا دل میں ٹھان لے کہ جان چلی جائے لیکن گناہ نہ کروں گا،(۴) توبہ کی چوتھی شرط ، اگر گناہ حقوق العباد سے تعلق رکھتا ہو ، کسی کا مال دبایا ہو تو مال ادا کردے، کسی کی غیبت کی ہو تو اس سے معافی طلب کرے وغیر ذلک (۲)۔
جب ان شرائط کے ساتھ بندۂ مؤمن توبہ واستغفار کرتا ہے تو اللہ تعالی اس کی خطاؤں کو معاف فرمادیتے ہیں ۔

---

(۱)۔[حم سجدہ :پ۲۴ ۔ آیت۲۱]۔(۲)۔[تفسیر روح المعانی ، وفی شرح صحیح مسلم للنووی ، للتوبۃ ثلاثۃ شروط أَنْ یَقْلَعَ عَنِ الْمَعْصِیَّة ، أَنْ یَنْدِمَ عَلَی فِعْلِهَا،أَنْ یَعْزِمَ عَزْماً جَازِماً أَنْ لَا یَعُوْدَ اِلَی مِثْلِهَا أَبَداً ۔ شرح النووی علی صحیح مسلم ج۲۔ص۴۵۔ج۱۷۔ص۲۵]

جامع الترمذی ابواب الدعوات میں حضرت اُبوسعیدؓ سے روایت ہے آپ علیہ السلام نے ارشاد فرمایا ، اللہ تعالی ارشاد فرماتے ہیں جو شخص تین مرتبہ اَسْتَغْفِرُ اللّٰہِ العَظِیْمِ الَّذِیْ لَا اِلٰہَ اِلَّا ھُوَ الْحَیُّ الْقَیُّوْمُ وَ أَتُوْبُ اِلَیْہِ پڑھ لے اللہ تعالی اس کے گناہوں کو معاف فرمادیتے ہیں (۱) ۔

یٰا ابْنَ آدَمَ لَوْ بَلَغَتْ ذُنُوْبُکَ عَنَانَ السَّمَاءِ ثُمَّ اِسْتَغْفَرْتَنِیْ غَفَرْتُ لَکَ(۲) اے انسان ! اگر تیرے گناہ آسمان کے بادلوں کو پہونچ جائیں پھر بھی تو مجھ سے مغفرت طلب کرے تو میں تجھے بخش دونگا ، اگر تیرے گناہ سمندر کے جھاگوں کے برابر ہوں ، اگر چہ تیرے گناہ ریت کے ذرات کے برابر ہوں ، اگر تیرے گناہ زمین وآسمان کے درمیانی حصہ کو بھر سکتے ہیں تو میری مغفرت ورحمت بھی زمین وآسمان کو بھر سکتی ہے ۔

خود رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا: وَ اللّٰہِ اِنِّیْ لَاَسْتَغْفِرُ اللّٰہَ وَ اَتُوْبُ اِلَیْہِ فِی الْیَوْمِ اَکْثَرَ مِنْ سَبْعِیْنَ مَرَّۃً(۳) اس ذات کی قسم جس کے قبضہ میں محمد کی جان ہے میں دن بھر میں ستّر سے زیادہ مرتبہ اپنے پروردگار سے توبہ واستغفار کرتا ہوں ۔

---

(۱)۔[رواہ الترمذی فی ابواب الدعوات ، باب منہ [اَسْتَغْفِرُ اللّٰہَ لَا اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہُ ھُوَ الْحَیُّ الْقَیُّوْمُ] رقم الحدیث: ۳۳۹۷، وباب فی دعاء الضیف، رقم الحدیث :۳۵۷۷] ۔ (۲)۔[رواہ الترمذی ، ابواب الدعوات ، باب [الحدیث القدسی : یَا ابْنَ آدَمَ اِنَّکَ مَادَعَوْتَنِیْ رقم الحدیث : ۳۵۴۰] ۔ (۳)۔[رواہ البخاری ، کتاب الدعوات ، باب استغفار النبی ﷺ فی الیوم واللیلۃ ۔رقم الحدیث :۶۳۰۷ ، ریاض الصالحین باب التوبۃ رقم الحدیث:۱۳]

ارشادفرمایا رسول اکرم ﷺ نے حضرات صحابہ کرامؓ سے اِذَا تَابَ الْعَبْدُ فَاَنْسَی اللّٰہُ الحَفَظَۃَ ذُنُوْبَہٗ وَ اَنْسَی ذٰلِکَ جَوَارِحَہٗ وَ مَعَالِمَہٗ مِنَ الْاَرْضِ ، جب بندۂ مؤمن اپنے پروردگار کے حضور حاضر ہوکر ندامت وشرمندگی کے ساتھ توبہ واستغفار کرتا ہے ،تو اللہ تعالی اس کے گناہ ملائکہ یعنی کراماً کاتبین سے بھی بھلا دیتے ہیں،جن اعضاء وجوارح سے گناہ سرزد ہوا تھا ان سے بھی بھلادیتے ہیں،وَاَنْسَی ذٰلِکَ جَوَارِحَہٗ وَمَعَالِمَہٗ مِنَ الْاَرْضِ اورجس خطۂ زمین پر گناہ ہوا تھا اس زمین سے نشانات گناہ مٹادیتے ہیں ، حَتّٰی یَلْقَی اللّٰہَ یہاں تک کہ وہ بندۂ مؤمن جب میدان محشر میں بارگاہِ الٰہی میں حاضر ہوگا وَ لَیْسَ عَلَیْہِ شَاھِدٌ مِنَ اللّٰہِ بِذَنْبٍ (۱)، اس کے گناہ پر گواہی دینے والا کوئی نہ ہوگا ، خدا کی رحمت کے کیا ٹھکانے ہیں۔

بس دعا کیجئے رب کریم ہمارے سارے گناہوں کو معاف فرمادے اور ہمیں گناہوں سے نفرت اور بچنے کی توفیق عطا فرمائے ۔

(آمین یارب العالمین)

و ما علینا الا البلاغ المبین

---

(۱)-[وَ رُوِیَ عَنْ اَنَسٍؓ قَالَ : قَالَ رَسُوْلُ اللّٰہِ ﷺ : اِذَا تَابَ الْعَبْدُ مِنْ ذُنُوْبِہٖ أَنْسَی اللّٰہُ عَزَّ وَ جَلَّ حَفَظَتَہٗ ذُنُوْبَہٗ ، وَ اَنْسَی ذٰلِکَ جَوَارِحَہٗ ، وَ مَعَالِمَہٗ مِنَ الْاَرْضِ حَتّٰی یَلْقَی اللّٰہَ یَوْمَ الْقِیَامَۃِ وَ لَیْسَ عَلَیْہِ شَاھِدٌ مِنَ اللّٰہِ بِذَنْبٍ . رواہ الأصفھانی ،بحوالہ الترغیب والترھیب ،کتاب التوبۃ والزھد ۔اذا تاب العبدُ أنسیٰ اللّٰہُ عزو جلَّ حَفَظَتَہٗ ذُنُوْبَہٗ ، رقم الحدیث : ۱۷ ۔ ج۴ رص ۹۴۔۹۵]

اصحابی کالنجوم

(صحابہ کرامؓ درخشندہ ستارے)

اَلْحَمْدُ لِلّٰہِ رَبِّ الْعَالَمِیْنَ وَ الصَّلٰوۃُ وَالسَّلَامُ عَلٰی رَسُوْلِہِ الْکَرِیْمِ ۔

اَمابعد : فَاَعوذ باللہ من الشیطان الرجیم بسم اللہ الرحمٰن الرحیم .

﴿ وَ السّٰبِقُوْنَ الْاَوَّلُوْنَ مِنَ الْمُھٰجِرِیْنَ وَ الْاَنْصَارِ وَ الَّذِیْنَ اتَّبَعُوْھُمْ بِاِحْسَانٍ رَّضِیَ اللّٰہُ عَنْھُمْ وَ رَضُوْا عَنْہُ وَ اَعَدَّ لَھُمْ جَنّٰتٍ تَجْرِیْ تَحْتَھَا الْاَنْھٰرُ خٰلِدِیْنَ فِیْھَا اَبَدًا ، ذٰلِکَ الْفَوْزُ الْعَظِیْمُ ﴾(۱)

صدق اللہ العظیم

سامعین کرام ! اس وقت میں نے جس آیت کریمہ کی تلاوت کی ہے ، وہ سورۃ التوبہ کی ایک آیت کریمہ ہے اس آیت میں اللہ سبحانہٗ وتعالیٰ یوں ارشاد فرمارہے ہیں ۔

" مہاجرین وانصار میں سے جولوگ پہلے ایمان لائے اوروہ لوگ جنھوں نے ان کا اتباع اخلاص کے ساتھ کیا ، اللہ تعالیٰ ان سے راضی ہوا اوروہ اللہ سے راضی ہوگئے، ان کیلئے ایسی جنتیں ہیں جن کے نیچے نہریں بہہ رہی ہیں ، وہ اس میں ہمیشہ ہمیش رہیں گے ، یہی عظیم کامیابی ہے" ۔

---

(۱)۔[سورۃ التوبہ : پ۱۱ ۔آیت ۱۰۰]

بزرگان محترم ! اس آیت میں اللہ سبحانہٗ وتعالی حضرات صحابہ کرامؓ کی مقدس جماعت کی قربانیوں اوران پر ہونے والے انعامات کوبیان فرمایا ہے حضرات صحابہ کرامؓ کی جماعت وہ مقدس اورمحترم جماعت ہے کہ ۔

حضرت علامہ آلوسی السید محمود بغدادیؒ تفسیر روح المعانی میں تحریر فرماتے ہیں کہ اللہ تبارک وتعالی نے جب سارے انسانوں کی ارواحوں کو پیدا فرما دیا ، توپورے عالم انسان پرایک نظرڈالی ، تمام انسانوں میں سے سرور کائنات فخر موجودات محمد عربی ﷺ کی ذات اقدس کو اپنی محبوبیت کیلئے انتخاب فرمایا ، اس کے بعد دوسری نظرڈالی اور باقی ایک لاکھ چوبیس ہزار انسانوں کو اللہ رب العزت نے اپنے وحی اورنبوت کیلئے منتخب فرمایا، اس کے بعد تمام عالمِ انسانیت پرنظرڈالی ، اورایک لاکھ چوبیس ہزار انسانوں کو اپنے پیارے حبیب ومحبوب محمد عربی ﷺ کی صحبت ومعیت کیلئے پسند فرمایا ۔

یہی وجہ ہے کہ اہل سنت والجماعت کا یہ عقیدۂ راسخ ہے کہ حضرات انبیاء علیہم السلام کے بعد اگر کوئی جماعت مقدس ومحترم ہے تو وہ حضرات صحابہ کرامؓ کی جماعت ہے ، قرآن کریم نے ایک دو جگہ نہیں بکثرت مقامات پر انہیں یہ بشارت عظمیٰ سنایا رَضِیَ اللّٰہُ عَنْھُمْ وَ رَضُوْا عَنْہُ (۱)۔

یہ ایسی مقدس جماعت ہے کہ اللہ ان سے راضی ہوگیا اوروہ اللہ سے راضی ہوگئے ۔

---

(۱)۔[سورۃ التوبۃ :پ ۱۱ ۔آیت ۱۰۰]

ایسی عظیم الشان خوشخبریاں کیوں نہ ملتی ، جب کہ حضرات صحابہ کرام رضوان اللہ علیہم اجمعین نے دین و ایمان کیلئے اپنا سب کچھ لٹایا ۔

خاص بات یہ تھی کہ حضراتِ صحابہ کرام رضوان اللہ تعالیٰ علیہم اجمعین کو سرورِ دو عالم ﷺ سے ایسا والہانہ تعلق اور لگاؤ تھا ، اور آپ کی زبانِ مبارک سے نکلنے والے الفاظ اور آپ سے صادر ہونے والے اعمال سے ایسی محبت تھی کہ آپ کی اک اک ادا پر قربان ہو جایا کرتے تھے ۔

رسولِ اکرم ﷺ نے مسجد نبوی میں ظہر کی نماز پڑھائی ، حضور اکرم ﷺ کی یہ عادت شریفہ تھی جب بھی کوئی اہم بات حضرات صحابہ کرامؓ سے کہنی ہوتی آپ اعلان فرمایا کرتے تھے ، عَلٰی مَصَافِکُمْ اَیْنَ مَا کُنْتُمْ جو جہاں ہے وہیں بیٹھا رہے ، مسجد نبوی سے باہر راستہ میں ایک صحابی اپنے گھر کیلئے لکڑیاں سر پر لے کر جا رہے تھے ، راوی فرماتے ہیں ، یہ آواز جوں ہی ان صحابی کے کان میں پڑی صحابی رسول وہیں راستہ پر بیٹھ گئے ، لوگوں نے کہا کہ رسولِ اکرم ﷺ کا یہ فرمانا صرف مسجد نبوی کے اندر رہنے والوں کے لئے ہے ، تمہارے لئے نہیں ، قربان جایئے ان صحابی پر ، فرمانے لگے میری یہ مجال کہ اللہ کے رسول کی یہ آواز میرے کانوں میں پڑے اور تعمیلِ حکم نہ کروں ۔

حضرت عبداللہ بن عمرؓ نہایت جلیل القدر صحابی ہیں ، محدث جلیل امام احمد ابن حنبلؒ فرماتے ہیں کہ تمام صحابہ میں سب سے زیادہ رسولِ اکرم ﷺ

کی سنتوں کو جاننے والے اور اس پر عمل کرنے والے حضرت عبداللہ بن عمرؓ ہیں ، مدینہ منورہ سے مکہ مکرمہ کا سفر ہے عمرہ پر روانہ ہیں ، نہایت سخت کڑاکے کی دھوپ اونٹ کی سواری ، ریگستان کا علاقہ ، دوپہر کا وقت ، دورانِ سفر ایک جگہ پر اونٹ کو بٹھایا ،خود نیچے اترے اور ایک جگہ استنجاء کیلئے بیٹھے ، تھوڑی دیر بعد پھر تشریف لائے اور اونٹ پر سوار ہو گئے ، ساتھ میں غلام بھی تھا کہنے لگا ، حضرت سخت دھوپ میں آپ نے اونٹنی کو بٹھایا خود مشقت سے اترے اور صرف استنجاء کیلئے بیٹھ کر آ گئے ، استنجاء بھی نہیں کیا کیا بات ہے؟۔

فرمانے لگے،اے غلام سنو ایک مرتبہ میں رسولِ اکرم ﷺ کے ساتھ اسی طرح ایک سفر میں تھا ، اسی جگہ اسی مقام پر ہمارے آقا و مولی نبی آخرالزماں ﷺ اپنی اونٹنی پر سے اترے اور یہاں استنجاء فرمایا ۔

جب میں اس مقام پر پہونچا تو میرا دل کہنے لگا چلو آج اپنے محبوب کی اس ادا پر عمل کریں، مجھے استنجاء کی حاجت تو نہیں تھی اس لئے میں صرف بیٹھ کر آ گیا۔

ذرا تصور کیجئے یہ کوئی سنت نہیں یہ کوئی شرعی حکم نہیں ، لیکن یہ تو حضرات صحابہ کرام رضوان اللہ علیہم اجمعین تھے جن کا انتخاب ہی اللہ تبارک و تعالی نے اپنے نبی کیلئے فرمایا تھا ۔

یہ آپ کی اداؤں پر قربان ہونے والے ، آپ کے ادنی اشاروں پر گردن کٹانے والے تھے ۔

ام المؤمنین عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا کی خدمت میں ایک مرتبہ حسنِ یوسفؑ کا تذکرہ ہونے لگا ، کہ اللہ تعالی نے جب حسن کو پیدا فرمایا تو آدھا حسن پوری کائنات پر تقسیم فرمایا اور آدھا حسن حضرت یوسف کو عطا ہوا ، حضرت ام المؤمنین عائشہ صدیقہؓ نے فرمایا ، تم کس حسن کی بات کرتے ہو ، مصر کے سرداروں کی عورتوں نے حسنِ یوسف کو دیکھ کر صرف اپنی انگلیاں کاٹ لیں تھیں ، میرے مصطفیٰ ﷺ کے حسن کو تو دیکھو کہ ان کی ایک جنبشِ نظر نے حضرات صحابہ کرامؓ کو اپنی گردنیں کٹوانے پر مجبور کر دیا ۔

فاتحِ ایران حضرت سعد بن وقاصؓ نے جب درِ رسالت پر حاضری دی ، دولتِ اسلام سے مشرف ہوئے ، تو ان کی ماں نے قسم کھائی جب تک تو اسلام کو نہ چھوڑے گا ، اس وقت تک میں نہ تم سے بات کروں گی اور نہ ہی کھانا کھاؤں گی ، نہ پانی پیوں گی ، تین دن گذر گئے ، حضرت سعد ایمان پر ثابت قدم اور رسولِ اکرم کے قدم بقدم رہے ، اِدھر ان کی ماں بھوک و پیاس سے نڈھال ، بے ہوش ہو گئیں ، حضرت سعدؓ کو خبر ہوتی ہے ۔

قربان جایئے صحابیِ رسول حضرت سعد بن وقاصؓ کے ایمان و استقامت پر ، فرمانے لگے اسلام اور محمد عربیؐ کیلئے ایک ماں کی جان کیا ، اگر میری ماں میں ایسی سو جانیں ہوتیں تو اس کو بھی قربان کر دیتا ، رسولِ اکرم ﷺ کی صحبت و معیت سے جدا ہونا مجھے گوارہ نہیں (۱)۔

---

(۱)۔[تفسیر القرطبی : ج ۱۳، ص ۳۲۸ ۔ تفسیر ابن کثیر : ج ۳ ، ص ۳۳۶ ۔ الدر المنثور : ج ۶ ، ص ۵۲۱ ۔ سیر اعلام النبلاء : ج ۱ ، ص ۱۰۹ ۔]

صَاحِبُ السِّوَاکِ وَ الْمَطْهَرَةِ اَنَسُ بنُ مَالکٍ خَادِمُ رَسُوْلِ اللّٰہ ﷺ

حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ جو خادم ہیں اللہ کے رسول کے، گیارہ سال تک خدمت کی ، وضو کرانے اور مسواک کی خدمت آپ کے ذمہ تھی ، حضرت انسؓ خود راوی ہیں ،خود فرماتے ہیں ،ایک دن میں محمد مصطفیٰ ﷺ کو وضو کرا رہا تھا ، آپ کی رحمت جوش میں آ گئی ، فرمانے لگے ، انس مانگ کیا مانگتا ہے ؟ آج جو تو مانگے اس کی میں دعا کروں ، حضرتِ انسؓ نے بے ساختہ کہا مُرَافِقَتُکَ فِیْ الْجَنَّةِ)۔

اے اللہ کے رسول! میری تمنا اور آرزو تو بس اتنی ہے جنت میں کملی والے کی غلامی مل جائے ، حضور اکرم ﷺ نے فرمایا ظالم کچھ اور مانگ لے ، حضرت انس کہنے لگے بس یہی آرزو اور تمنا ہے ، دعا کر دیجئے ۔

ذرا تصور کیجئے ان صحابہ کرامؓ کو آپؐ سے کیسا تعلق اور کیسی محبت تھی ، کہ آپ کی ہر ہر ادا کو محفوظ کیا اور آپ کی ہر ہر سنت کی حفاظت کی اور اس پر عمل کیا ، اور اس معیار پر اترے، کہ زبانِ نبوت صحابہ کرام کے متعلق اعلان کرتی ہے، اَصْحَابِیْ کَالنُّجُوْمِ بِأَیِّهِمْ اقْتَدَیْتُمْ اِهْتَدَیْتُمْ(۲) ، میرے صحابہ ستاروں کی طرح ہیں، جس طرح رات میں ستاروں کے ذریعہ تم مشرق و

---

(۱)۔[شرح النووی علی صحیح مسلم: ج۴،ص ۲۰۶] (۲)[حدیث اُصحابی کالنجوم چھ صحابہ سے مروی ہے، حضرت ابن عمر ،حضرت جابر، حضرت عمر ،حضرت انس، حضرت ابوھریرۃ، اور حضرت ابن عباس رضی اللہ عنھم ۔عن جابرؓ رفعہ: ما وجلتم فی کتاب اللہ فالعمل بہ و لا یسعہ ترکہ الی غیرہ (الحدیث) وفیہ: ''اَصْحَابِیْ کَالنُّجُوْمِ بِأَیِّهِمِ اقْتَدَیْتُمْ اِهْتَدَیْتُمْ'' (اخرجہ الدارقطنی فی غرائب مالک والخطیب فی الرواۃ عن مالک، کما فی لسان المیزان ۲:۱۳۷۔ والتلخیص الحبیر ص۴۰۴)۔ وکما فی جامع بیان العلم: ج۲:ص۱۱۰]

مغرب شمال و جنوب کا پتہ لگاتے ہو، اسی طرح صحابہؓ آسمانِ ہدایت کے ستارے ہیں ، ہدایت کے راستہ پر چلنا ہو تو ان میں سے جس صحابی کی بھی تم اقتداء کروگے ، سیدھی راہ تمہیں خود میسر ہوجائے گی ۔

اورخود قرآنِ کریم ان کی کامیابی کی بشارت دیتا ہے ، رَضِیَ اللّٰہُ عَنْھُمْ وَ رَضُوْا عَنْہُ (۱) ۔صحابہ کرام رضوان اللہ علیہم اجمعین کی جماعت وہ مقدس اورمحترم جماعت ہے کہ اللہ ان سے راضی ہوگیا وہ اللہ سے راضی ہوگئے وَ اَعَدَّ لَھُمْ جَنّٰتٍ تَجْرِیْ تَحْتَھَا الْأَنْھٰرُ خٰلِدِیْنَ فِیْھَا اَبَدًا(۲) ۔ اللہ تعالی نے ان کیلئے ایسی جنتیں تیار کررکھی ہے،جن کے نیچے نہریں بہہ رہی ہیں ، وہ اس میں ہمیشہ ہمیش رہیں گے ، یہی بڑی کامیابی ہے ۔

بس دعا کیجئے کہ اللہ رب العزت مجھے اورآپ کوحضرات صحابہ جیسا کامل ایمان اورسنتوں پرعمل کرنے والا بنادے ۔

(آمین یارب العامین)

و آخِرُ دَعْوَانَا اَنِ الْحَمْدُ لِلّٰہِ رَبِّ الْعَالَمِیْنَ

❁ ❁ ❁

---

(۱)۔[سورہ التوبۃ :پ۱۱۔آیت: ۱۰۰] ۔۔(۲)۔[سورہ التوبۃ :پ۱۱ ۔ آیت: ۱۰۰]

رمضان المبارک کی آمد آمد

(اوراس کا استقبال)

اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ الْعَلِيِّ الْقَدِيْرِ وَ الصَّلٰوةُ وَ السَّلَامُ عَلٰى نَبِيِّهِ الْاَمِيْنِ وَعَلٰى اٰلِهِ الطَّيِّبِيْنَ وَاَصْحَابِهِ الطَّاهِرِيْنَ وَمَنِ اهْتَدٰى بِهَدْيِهِ وَاقْتَفٰى اَثَرَهٗ اِلٰى يَوْمِ الدِّيْنِ۔

امّابعد :۔ فَاَعوذ باللہ من الشیطان الرجیم بسم اللہ الرحمٰن الرحیم .

﴿ يٰٓاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوا كُتِبَ عَلَيْكُمُ الصِّيَامُ كَمَا كُتِبَ عَلَى الَّذِيْنَ مِنْ قَبْلِكُمْ لَعَلَّكُمْ تَتَّقُوْنَ ﴾ (۱)

صدق اللہ العظیم

حاضرین کرام ! اس وقت میں نے جس آیت کریمہ کی تلاوت کی ہے یہ سورۃ البقرہ کی ایک آیت کریمہ ہے ، اس آیت میں اللہ سبحانہٗ وتعالی یوں ارشاد فرمارہے ہیں ۔

'' اے ایمان والو ! تم پر روزے فرض کئے گئے جس طرح تم سے پہلی امتوں پر بھی فرض کئے گئے تھے (روزوں کا یہ حکم تم کو اس لئے دیا گیا ہے) تا کہ تم میں تقویٰ پیدا ہو '' ۔

ماہِ شعبان المعظم رخصت ہوا چاہتا ہے اور رمضان المبارک کی آمد آمد ہے، حضور ختمی مرتبت علیہ السلام نے آخر شعبان میں صحابہ کرامؓ کے ایک مجمع سے خطاب فرماتے ہوئے ارشاد فرمایا ۔

---

(۱)۔[سورۃ البقرہ : پ۲ ۔ آیت ۱۸۳]

يَاَيُّهَا النَّاسُ قَدْ اَظَلَّكُمْ شَهْرٌ عَظِيْمٌ ، شَهْرٌ مُبَارَكٌ ، شَهْرٌ فِيْهِ لَيْلَةٌ خَيْرٌ مِنْ اَلْفِ شَهْرٍ جَعَلَ اللّٰهُ صِيَامَهٗ فَرِيْضَةً وَ قِيَامَ لَيْلِهٖ تَطَوُّعًا.....الخ (۱)۔

اے لوگو ! تم پر ایک باعظمت اور برکت والا مہینہ آنے والا ہے ، اس مبارک مہینہ کی ایک رات جس کو شبِ قدر کہتے ہیں ہزار مہینوں سے بہتر ہے، اللہ نے اس مہینہ کے روزے فرض کئے ہیں اور اس کی راتوں میں تراویح پڑھنے کو عبادت قرار دیا ہے ۔

روزہ صرف شریعتِ محمدیہ میں فرض نہیں بلکہ اس سے پہلے جتنے بھی انبیاء علیہم السلام تشریف لائے ہیں ان سب کی شریعت میں فرض تھا ، تاریخ سے اس بات کا ثبوت ملتا ہے کہ حضرت آدم علیہ السلام کی شریعت میں ہر مہینہ کی تیرہویں چودھویں، اور پندرہویں تاریخ کو روزہ رکھنا فرض تھا ، اسی طرح حضرت موسیٰ علیہ السلام کی شریعت میں سال میں ۴۰ روزے رکھنا فرض تھا ،حضرت عیسیٰ علیہ السلام کی شریعت میں بھی روزہ کا تذکرہ ملتا ہے۔

حدیث شریف میں حضور علیہ الصلوۃ و السلام نے ارشاد فرمایا ، کہ اللہ رب العزت ارشاد فرماتے ہیں ، اَلصَّوْمُ لِیْ وَ اَنَا اَجْزِیْ بِهٖ (۲)۔

جب ایک مؤمن و مسلمان اللہ کی رضا کی خاطر روزہ رکھتا ہے

---

(۱)۔[رواہ البیہقی فی شعب الایمان ، بحوالہ معارف الحدیث کتاب الصوم ، رقم الحدیث : ۶۴ ج ۴/ ص ۳۴۶] (۲)۔[مشکوٰۃ المصابیح ، کتاب الصوم ، رقم الحدیث:۱۹۵۹۔رواہ البخاری ، کتاب الصوم ، باب فضل الصوم ، رقم الحدیث:۱۸۹۴۔رواہ ابن ماجہ ، ابواب ماجاء فی فضل الصیام ، رقم الحدیث:۱۶۳۸]

تو اللہ سبحانہٗ وتعالی ارشادفرماتے ہیں اس بندے کا روزہ میرے لئے ہے ، اور میں خود ہی اس کو اس کا بدلہ دوں گا ۔

حضرات محدثین کرام تحریرفرماتے ہیں کہ جب میدانِ محشر قائم ہوگا اور ہر شخص کو اس کے اعمال کا بدلہ دیا جائے گا تو ہر بندہ کو اس کے اعمال کا بدلہ اللہ رب العزت فرشتوں کے ہاتھوں سے دلائیں گے ، چاہے وہ نماز کا بدلہ ہو ، چاہے زکواۃ کا بدلہ ہو ، چاہے قرآن کی تلاوت کا بدلہ ہو یا ذکرواذکار کا بدلہ ہو ، لیکن جب روزہ کا نمبر آئیگا ، تو خدا کی شان دیکھئے اللہ تبارک وتعالی خود اپنے دستِ مبارک سے روزہ کا بدلہ عنایت فرمائیں گے۔

اس لئے کہ اس بندے نے کھانے کو میرے لئے ترک کیا ، پیاس کی شدت میری وجہ سے برداشت کی ،حدیث شریف میں آتا ہے جب رمضان کی پہلی رات ہوتی ہے تو آسمان سے ایک فرشتہ اعلان کرتا ہے ، یٰا طَالِبَ الْخَیْرِ اَقْبِلْ ، اے خیر کے طلبگار ، اے نیکی کرنے والے آگے بڑھ ، آج رحمتِ خداوندی جوش میں ہے،پھر فرشتہ اعلان کرتا ہے کہ یٰا بَاغِیَ الشَّرِ اَقْصِرْ (۱) اے اللہ کے نافرمان انسان ،یہ خیرو برکت والا مہینہ ہے ، اب تو گناہ سے رک جا ، خدائے کریم کی غداری ونافرمانی سے باز آجا ۔

حضرت عائشہ الصدیقہ رضی اللہ عنہا ارشاد فرماتی ہیں ، جب بھی رمضان کا مبارک مہینہ آتا ۔

---

(۱)۔[و ھو بعض الحدیث، رواہ الترمذی ،ابواب الصوم،رقم الحدیث:۶۸۲ ۔ رواہ ابن ماجہ ، ابواب ماجاء فی الصیام،رقم الحدیث:۱۶۴۲ ، ومعارف الحدیث کتاب الصوم رقم الحدیث:۶۲ ج۴ص۳۴۵]

كَانَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَ سَلَّمَ اِذَا دَخَلَ الْعَشْرُ شَدَّ مِئْزَرَهٗ وَاَحْيَا لَيْلَهٗ و اَيْقَظَ اَهْلَهٗ (۱) حضور اکرم شفیع اعظم علیہ الصلاۃ و السلام مخلوق کی خدمت کیلئے کمربستہ ہوجاتے ، اور اپنے گھر والوں کو رات میں بیدار کردیتے کہ یہ رمضان کی راتیں ہیں اس کو عبادت سے مزین کرو ، اور آپ علیہ السلام بھی رمضان کی راتوں میں اللہ کے حضور راز و نیاز میں مشغول رہتے ، اور رمضان میں آپ علیہ السلام اس قدر صدقہ وخیرات فرماتے جیسا کہ ٹھنڈی ہوا جب چلتی ہے شہر کے کسی حصہ کو نہیں چھوڑتی اسی طرح آپؐ کی سخاوت رمضان میں مدینہ کے ہر غریب گھر میں پہنچتی تھی ۔

حضرت عبداللہ بن عباسؓ روایت کرتے ہیں کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ جب رمضان کی پہلی رات ہوتی ہے تو اللہ کے عرش کے نیچے سے ایک ایسی ہوا چلتی ہے جس کا نام مُثِیْرَہ ہے ، جب یہ ہوا عرش کے نیچے سے چلتی ہے ، اس ہوا کے زور و شور سے جنت کے درختوں کے پتے کھڑکھڑانے لگتے ہیں ، جنت کے محلوں کے دروازے کی کنڈیاں بجنے لگتی ہیں کنڈیوں کے بجنے کی آواز اتنی حسین اور میٹھی ہوتی ہے ، کہ حدیث میں ارشاد فرمایا کہ اس سے اچھی آواز کسی نے آج تک نہ سنی ہوگی ، جنت کی حوریں بالاخانوں سے جھانکتی ہیں اور پوچھتی ہیں ، یٰا رِضْوَانَ الْجَنَّةِ ، مَا هٰذِهِ اللَّيْلَةُ ؟ اے جنت کے دربان ، یہ کیسی سریلی آواز ہے ؟

(۱)۔[رواہ البخاری ، کتاب الاعتکاف ، بَابُ الْعَمَلِ فِي الْعَشْرِ الْأَوَاخِرِ مِنْ رَمَضَانَ ۔رقم الحدیث : ۲۰۲۴۔معارف الحدیث : کتاب الصوم رقم الحدیث :۷۳ ج ۴ / ص ۳۵۴]

یہ کیسی رات ہے ؟ جنت کا دربان کہتا ہے ،آج امتِ محمدیہ کے روزہ داروں کی پہلی رات ہے ، پھر اللہ رب ذوالجلال جنت کے رضوان کو حکم دیتے ہیں یا رِضْوَانُ اِفْتَحْ اَبْوَابَ الْجِنَانِ ، جنت کے دروازے امت محمدیہ کیلئے کھول دے ، اور اے جہنم کے دربان ! اَغْلِقْ اَبْوَابَ الْجَحِیْم ، جہنم کے دروازے امتِ محمدیہ کیلئے بندکردے ، پھر اللہ سبحانہٗ و تعالی حضرت جبرئیل علیہ السلام سے ارشادفرماتے ہیں اِهْبِطْ اِلَى الْأَرْضِ ، اے جبرئیل زمین پراتر جاؤ ، اورمیرے حبیب کے امتیوں کو بہکانے والے سرکش شیاطین کوقید کرکے ان کو زنجیروں سے باندھ کرسمندروں میں پھینک دو تاکہ یہ میرے حبیب کے امتیوں کے روزے کوخراب نہ کریں (۱)۔

حضوراکرم خاتم الأنبیاء علیہ السلام نے ارشادفرمایا :

اگرلوگوں کو یہ معلوم ہوجائے رمضان کیا ہے ،رمضان میں اللہ کی رحمت کس قدر جوش میں ہوتی ہے اوررمضان کا ثواب کیا ہے ، لوگ یہ تمنا کرتے اوردعا کرتے ، یا اللہ پورے سال کوہمارے لئے رمضان بنادے۔(۲)

آج بھی آپ علیہ السلام کے سینکڑوں امتی ایسے ہیں کہ رمضان کیلئے تیاری نہیں کرتے ، رمضان کے روزے نہیں رکھتے ، تراویح کی نمازوں میں

---

(۱)۔[روی عن ابن عباسؓ أنہ سمع رسول اللہ ﷺ یقول: اِنَّ الْجَنَّةَ لَتَتَجَدَّ.....الخ۔ حدیث طویل ۔ رواہ الشیخ ابن حبان فی کتاب الثواب ، و البیہقی ، واللفظ لہ، و لیس فی اسنادہ من أُجمع علی ضعفہ ۔الترغیب رقم الحدیث:۲۳۔ ۔ج۲۔ص۹۹۔۱۰۱]۔ (۲)۔[عن ابی مسعود الغفاریؓ قال:سمعت رسول اللہ ﷺ ذات یوم ، وَ أَهَلَّ رَمَضَان ُفَقَالَ : لَو یَعْلَمُ العِبَاد ُمَا رَمَضَانُ لَتَمَنَّتْ أُمَّتِیْ أَنْ تَكُوْنَ السَّنَةُ كُلُّهَا رَمَضَانُ.....الخ ۔الترغیب رقم الحدیث:۲۵ ۔ج۲۔ص۱۰۲]

شرکت نہیں کرتے ، کتنے افسوس کا مقام ہے ، حدیث میں ارشاد فرمایا گیا ، ہر جمعہ کے دن دو مرتبہ ہر امتی کے اعمال حضور علیہ السلام کی خدمت میں پیش ہوتے ہیں۔ (۱)

ذرا تصور کیجئے جب آپ علیہ السلام کو یہ معلوم ہوگا ،میرے فلاں امتی نے ، رمضان کے روزے نہیں رکھے، تراویح کی نمازیں نہیں پڑھی ، ذرا بتلایئے تو سہی آپ کو کتنی تکلیف ہوگی ، آج حضور علیہ السلام کے خلاف نعوذ باللہ کوئی کچھ کہہ دے ہمیں کتنا غصہ آئیگا یہ شخص حضور کو تکلیف دے رہا ہے ، لیکن مسلمانو ! کیا ہم اپنے عمل سے اللہ کے حبیب کو تکلیف نہیں دے رہے ہیں ، ذرا سوچو اور سنبھلو ۔

حدیث شریف میں ارشاد فرمایا گیا حضرت ابوامامہ باہلیؓ ارشاد فرماتے ہیں ، حضور اکرم ﷺ نے ارشاد فرمایا کہ میں سو رہا تھا کہ دو فرشتے میرے پاس آئے اور کہا کہ ہمارے ساتھ چلئے میں ان کے ساتھ چلنے لگا یہاں تک کہ ایک پہاڑ آیا ، فرشتے مجھ سے کہنے لگے کہ پہاڑ پر چڑھئے ، میں نے کہا مجھ میں ہمت نہیں ہے فرشتوں نے کہا ہم آپ کو سہارا دیتے ہیں ، جب میں پہاڑ کی چوٹی پر پہونچا تو اچانک مجھے چیخنے اور چلانے کی آوازیں سنائی دیں ۔

---

(۱)[رواہ مسلم بحوالہ معارف الحدیث کتاب الأخلاق رقم الحدیث ۱۵۲، ج ۲/۱۴۱ اوفی روایۃ عن انسؓ ان رسول اللہ ﷺ قال:اِنَّ اَعْمَالَ اُمَّتِیْ تُعْرَضُ فِیْ کُلِّ جُمُعَۃٍ مَرَّتَیْنِ الخ تفسیر القرطبی ج ۱۲۔ص ۱۶۷۔وفی روایۃ عن ابی ھریرۃؓ اَنَّ اَعْمَالَ اُمَّتِیْ تُعْرَضُ عَشِیَّۃَ الْخَمِیْسِ لَیْلَۃَ الْجُمُعَۃِ الخ ۔سبل السلام ج ۴۔ص ۱۶۱]

میں نے فرشتوں سے پوچھا یہ کیسی آواز ہے ؟ فرشتوں نے کہا جہنمی لوگوں کی آواز ہے ، جب میں نے دیکھا کہ کچھ لوگ تھے جن کو الٹا لٹکا دیا گیا تھا ، ان کے چہرے اور جبڑے پھٹے ہوئے تھے ، ان سے خون بہہ رہا تھا ، وہ شدتِ تکلیف سے چیخ رہے تھے ، رحم وکرم کی بھیک مانگ رہے تھے ، میں نے فرشتوں سے پوچھا یہ کون لوگ ہیں ؟۔

فرمایا : یہ آپ کی امت کے وہ لوگ ہیں جن پر رمضان کے روزے فرض تھے ، اور بغیر کسی عذر کے انہوں نے روزہ نہیں رکھا ،اللہ کے حکم کو توڑا تو اللہ نے ان کے منہ توڑ دیئے ان کے چہروں کو بگاڑ دیا ہے (۱)۔

اللہ ہم سب کی حفاظت فرمائے ،اور رمضان کی صحیح قدردانی اور اس کے انوار وبرکات سے انتفاع کی توفیق عطا فرمائے ، فَاِنَّهٗ بَرٌّ جَوَادٌ كَرِيْمٌ ۔

(آمین یارب العالمین بجاہ سید المرسلین)

و آخِرُ دَعْوَانَا اَنِ الْحَمْدُ لِلّٰهِ رَبِّ الْعَالَمِيْنَ

❁ ❁ ❁

---

(۱)۔[عن ابی امامۃ الباھلیؓ قَالَ سَمِعتُ رَسُولَ اللّٰہِ ﷺ یَقولُ: بَیْنَا أنَا نَائِمٌ أتَانِیْ رَجُلَانِ فَأخَذَا بِضَبْعَیَّ ، فَأتَیَا بِیْ جَبَلاً وَعْرًا ، فَقَالَا : اُصْعَدْ ..... الخ الحدیث ،رواہ ابن خزیمۃ ، وابن حبان فی صحیحھما ۔ الترغیب والترھیب ۔الترھیبُ مِن افطارِ شَیء مِنْ رَمَضَانَ مِن غیرِ عُذْرٍ۔ رقم الحدیث:۲ ۔ج ۲۔ص ۱۰۸]

قوم لوطؑ اور ہم جنس پرستی

اَلْحَمْدُ لِلّٰہِ وَ کَفٰی وَ سَلَامٌ عَلٰی عِبَادِہِ الَّذِیْنَ اصْطَفٰی ۔

امّابعد :۔ فَاَعوذ باللہ من الشیطان الرجیم بسم اللہ الرحمٰن الرحیم .

﴿ وَ لُوْطًا اِذْ قَالَ لِقَوْمِہٖ اِنَّکُمْ لَتَاْتُوْنَ الْفَاحِشَۃَ مَا سَبَقَکُمْ بِھَا مِنْ اَحَدٍ مِّنَ الْعٰلَمِیْنَ ﴾ (۱) صدق اللہ العظیم

حاضرین کرام ! اس وقت میں نے جس آیت کریمہ کی تلاوت کی ہے یہ سورۃ العنکبوت کی ایک آیت کریمہ ہے ، اس آیت میں اللہ سبحانہٗ وتعالیٰ یوں ارشاد فرما رہے ہیں ۔

'' اور ہم نے حضرت لوط علیہ السلام کو نبی بنا کر بھیجا جب انہوں نے اپنی قوم سے کہا کہ تم بڑی بے حیائی کا کام کرتے ہو ، ایسی بے حیائی کا ارتکاب تو تم سے پہلے روئے زمین پر کسی نے بھی نہیں کیا تھا ''

حضرت لوط علیہ السلام اللہ کے ایک جلیل القدر نبی تھے اور وہ حضرت ابرہیم علیہ السلام کے بھتیجے تھے ، ان کے والد کا انتقال بچپن میں ہی ہوگیا تھا ، حضرت ابراھیم علیہ السلام نے ان کی پرورش فرمائی ، جب حضرت لوطؑ جوان ہوئے تو اللہ رب کائنات نے آپ کو شہر سدوم جو بیت المقدس اور

---

(۱)۔[سورۃ العنکبوت : پ ۲۰ ۔ آیت ۲۸]

نہروان کے درمیان ہے نبی بنا کر بھیجا ۔

شہر سدوم کا پورا علاقہ سرسبزو شاداب اور قسم ہا قسم کی خداداد نعمتوں سے بھرا پڑا تھا ، وہاں کے بسنے والے عیش وعشرت کی زندگی گذار رہے تھے ، انسان کی عام عادت ہے کہ وہ نعمتوں میں مست ہوجاتا ہے ، جب وہ کسی کا محتاج نہیں ہوتا تو سرکش ہوجاتا ہے ، قرآن کہتا ہے ۔

كَلَّآ اِنَّ الْاِنْسَانَ لَيَطْغٰى ، اَنْ رَّاٰهُ اسْتَغْنٰى(۱) ، یہ لوگ بھی دولت و ثروت کے نشے میں مبتلا ہوکر اپنے خالق کو بھلا دیا اور بتوں کی پوجا و پرستش شروع کردی ، اور ان کی اخلاقی گراوٹ کا یہ حال تھا کہ ہم جنس پرستی میں مشغول ہوگئے ، مرد باہم مل کر اپنی شہوتیں پوری کرلیا کرتے تھے ۔

حضرت لوطؑ نے ان کو اس عمل بد سے روکا ، اِنَّكُمْ لَتَاْتُوْنَ الْفَاحِشَةَ مَا سَبَقَكُمْ بِهَا مِنْ اَحَدٍ مِّنَ الْعٰلَمِيْنَ (۲) ۔

تم تو اتنی گندی اور فحش حرکت میں مبتلا ہو جو تم سے پہلے روئے زمین پر کسی نے نہیں کی، حضرت لوطؑ برسہا برس تک اپنی قوم کو سمجھاتے رہے اور اللہ کے عذاب وعقاب سے ڈراتے رہے ، جب بھی حضرت لوطؑ اپنی قوم کو عذاب وعقاب سے ڈراتے اپنی قوم کو عذاب خداوندی سے ڈراتے قوم آپ کا مذاق اڑاتی اور کہتی اِئْتِنَا بِعَذَابِ اللّٰهِ اِنْ كُنْتَ مِنَ الصّٰدِقِيْنَ (۳) اے لوط ، اگر تو اپنے قول کا سچا ہے ، تو جس عذاب کی تو ہمیں ہمیشہ دھمکی

(۱)۔[سورۃ العلق: پ۳۰ ۔ آیت ۶۔۷] (۲)۔[العنکبوت :پ۲۰/آیت ۲۸]
(۳)۔[العنکبوت: پ۲۰/ آیت ۲۹]

دیتا ہے ، وہ لاکر تو دکھلا دے ۔

حضرت لوط علیہ السلام قوم کے ان جوابات کو سن کر رنجیدہ ہوجاتے ، برسہا برس کی تبلیغ وارشاد کے نتیجہ میں پوری قوم میں سے صرف آپ کی دو بیٹیاں اور چند گنے چنے لوگ آپ پر ایمان لائے ، خود حضرت لوط علیہ السلام کی بیوی آپ پر ایمان نہ لائی ۔

جب پوری قوم میں تقدیر الٰہی کے مطابق کوئی ایمان لانے والا نہ رہا تو خدائے قادر و قہار کو جلال آگیا ، حضرت لوطؑ کو حکم دیا ۔

فَاَسْرِ بِاَهْلِكَ بِقِطْعٍ مِّنَ الَّيْلِ وَ لَا يَلْتَفِتْ مِنْكُمْ اَحَدٌ اِلَّا امْرَاَتَكَ اِنَّهٗ مُصِيْبُهَا مَا اَصَابَهُمْ(۱) ۔

اے لوط! رات کے آخری حصہ میں تم اہل ایمان کو لے کر اس بستی سے نکل جاؤ ، اور اس بستی کی طرف مڑکر بھی نہ دیکھنا لیکن تمہاری بیوی جو کافرہ ہے وہ بھی تمہارے ساتھ آئیگی وہ جاتے ہوئے ضرور بستی کی طرف مڑکر دیکھے گی جوں ہی وہ بستی کی طرف دیکھے گی عذاب الٰہی اور قہر خداوندی کے لپیٹ میں آجائیگی ۔

حکم الٰہی کے مطابق حضرت لوطؑ اہل ایمان کو لیکر رات کے آخری حصہ میں اس بستی سے نکل رہے ہیں ، بیوی بھی ساتھ ہے ، ادہر عرش الٰہی خدائے قادر و قہار کا قہر زلزلہ کی شکل میں آگیا ، زمین کی طنابیں کھینچ

---

(۱)۔[سورۃ ھود : پ۱۲ ۔ آیت ۸۱]

دی گئیں ، جبرئیل کوحکم ہوا،شہرسدوم کو زمین سے اٹھا کرآسمان کی طرف لیجاؤ پھر نیچے پٹخ دو، جبرئیل امین زمین پرتشریف لائے،شہرسدوم قہر الٰہی کی لپیٹ میں ہے ، زلزلہ در زلزلہ ، مکانات گررہے ہیں ، زمین قہرالٰہی سے گڑگڑا رہی ہے ، اورخداکے نافرمانوں کونگل رہی ہے کہ اچانک آسمان سے پتھر برسنا شروع ہوگئے ، رئیس الملائکہ حضرت جبرئیل امین نے پوری بستی کو اٹھایا اور اس کو اوندھا کردیا ۔

فَلَمَّا جَآءَ اَمْرُنَا جَعَلْنَا عَالِيَهَا سَافِلَهَا وَ اَمْطَرْنَا عَلَيْهَا حِجَارَةً مِّنْ سِجِّيْلٍ مَنْضُوْدٍ (۱) ۔

ہم نے اس شہر کے بلندوبالا فلک بوس عمارتوں کو زمین بوس کردیا سارا نظام درہم برہم ، پوراشہرتہس نہس کرکے رکھدیا گیا ، کوئی ذی روح باقی نہیں رہا حضرت لوط کی بیوی نے پلٹ کردیکھا تو قہرالٰہی نے اس کوبھی اپنے لپیٹ میں لےلیا ، اِنَّ بَطْشَ رَبِّکَ لَشَدِيْدٌ(۲) اس کی پکڑ سے کون بچ سکتا ہے ، وہ بستی جوکبھی آبادتھی آج ویران ہوگئی یہی انجام ہوتا ہے بدکاروں کا ، جب روئے زمین پرکھلم کھلا خدا کی نافرمانی ہونے لگتی ہے ، اور جب اللہ کے حقوق ضائع ہونے لگتے ہیں تو اللہ رب العزت پے درپے عذاب نازل فرماتے ہیں ارشادفرمایاحضور سرور کائنات فخرموجودات صلی اللہ علیہ وسلم نے یا معشر المسلمین! اے مسلمانو یادرکھو اورخوب یادرکھو جب بیت المال کو اپنی دولت

---

(۱)۔[سورۂ ھود: پ۱۲ ۔ آیت ۸۲] (۲)۔[سورۃالبروج :پ۳۰ ۔ آیت ۱۲]

قراردی جائے ، جب امانت کو مال غنیمت سمجھ کر ہضم کیا جانے لگے ، جب مرد عورت کی اطاعت شروع کردے ، جب مسجدوں میں آوازیں بلند ہونے لگیں ، جب قوم کی سرداری قوم کا فاسق انسان کرنے لگے ، جب گانے والیاں اور بینڈ باجے عام ہوجائے ،جب علی الاعلان شراب پی جانے لگے، جب زکوۃ کی ادائیگی بند ہو جائے ، تو تم انتظار کرو تند وتیز آندھیوں اور زلزلوں کی تباہ کاریوں کا ، زمین کے دھنسنے کا ، خسف ومسخ کا۔

اس وقت پے در پے زلزلہ آئیں گے تمہارے چہرے بگاڑ دیئے جائیں گے، تمہیں زمین میں دھنسادیا جائیگا ، پتھروں کی بارشیں ہونگیں ،رحمت کی بارشیں بندکردی جائیں گی ، تم پر قہر الٰہی اس طرح ٹوٹ پڑے گا جیسا کہ تسبیح کو توڑ دینے سے اس کے دانے ایک کے بعد ایک گرتے چلے جاتے ہیں (۱)۔

حضرات صحابہ کرام نے عرض کیا ایسے وقت سے بچنے کیلئے کیا کیا جائے؟ آپ نے فرمایا تُوْبُوْا اِلَی اللّٰہِ ۔ اللہ رب کائنات سے اپنے گناہوں کی معافی مانگو ، استغفار کی کثرت کرو ، اپنے اعمال کی اصلاح کرو ۔

---

(۱)۔[عن اَبِی ھریرۃؓ قال: قَالَ رَسُوْلُ اللّٰہِ ﷺ: '' اِذَا اتُّخِذَ الفَیْءُ دُوَلًا ، وَ الْاَمَانَۃُ مَغْنَماً ، وَ الزَّکَاۃُ مَغْرَماً ، وَ تُعُلِّمَ لِغَیْرِ الدِّیْنِ ، وَ أَطَاعَ الرَّجُلُ اِمْرَأَتَہُ ، وَ عَقَّ أُمَّہُ وَ اَدْنَی صَدِیْقَہُ وَ أَقْصَی أَبَاہُ ، وَ ظَھَرَتْ الْأَصْوَاتُ فِیْ الْمَسَاجِدِ ، وَسَادَ الْقَبِیْلَۃَ فَاسِقُھُمْ ، وَ کَانَ زَعِیْمُ الْقَوْمِ أَرْذَلَھُمْ ، وَ اُکْرِمَ الرَّجُلُ مَخَافَۃَ شَرِّہِ ، وَ ظَھَرَتِ الْقَیْنَاتُ وَ الْمَعَازِفُ ، وَ شُرِبَتْ الْخُمُوْرُ ، وَ لَعَنَ آخِرُھٰذِہِ الْاُمَّۃِ اُوَّلَھَا ، فَلْیَرْتَقِبُوْا عِنْدَ ذٰلِکَ رِیْحاً حَمْرَاءَ وَ زَلْزَلَۃً وَ خَسْفاً وَ مَسْخاً ، وَقَذْفاً ،وَآیَاتٍ تَتَابَعُ کَنِظَامٍ بَالٍ قُطِعَ سِلْکُہُ فَتَتَابَعَ ''رواہ الترمذی ،وقال حدیث غریب، بَابُ مَا جَاءَ فِیْ عَلَامَۃِ حُلُوْلِ الْمَسْخِ، وَ الْخَسْفِ،رقم الحدیث ۔۲۲۱۱]

ورنہ یہ زلزلے تمہاری بستیوں کو اجاڑ دیں گے ، تمہارا نام و نشان روئے زمین سے ایسے ختم ہو جائیگا جیسا کہ تمہارا وجود ہی نہیں تھا ۔

تمہاری داستاں تک بھی نہ ہوگی داستانوں

لہٰذا اب بھی وقت ہے توبہ واستغفار کا ، اپنے اعمال کی اصلاح کا۔

اَللّٰھُمَّ لَا تُھْلِکْنَا فُجَآءَ ۃً وَّ لَا تَأْخُذْنَا بَغْتَۃً وَّ لَا تُغْفِلْنَا عَنْ حَقٍّ وَّ لَا وَصِیَّۃٍ ۔

دعا کیجئے اے اللہ ہمارے گناہوں کو اپنے فضل وکرم سے معاف فرما ، اور اپنے عذاب و عقاب سے ہماری پوری پوری حفاظت فرما۔

رَبَّنَا تَقَبَّلْ مِنَّا اِنَّکَ اَنْتَ السَّمِیعُ الْعَلِیْمُ

وَ تُبْ عَلَیْنَا اِنَّکَ اَنْتَ التَّوَّابُ الرَّحِیْمُ

(آمین یارب العالمین)

و آخِرُ دَعْوَانَا اَنِ الْحَمْدُ لِلّٰہِ رَبِّ الْعَالَمِیْنَ

❁ ❁ ❁

❁ ❁

❁

حقوق الوالدین اور حسن سلوک

اَلْحَمْدُ لِلّٰہِ رَبِّ العَالَمِیْنَ وَ العَاقِبَۃُ لِلْمُتَّقِیْنَ وَ الصَّلٰوۃُ وَ السَّلَامُ عَلٰی سَیِّدِ الْاَنْبِیَاءِ وَ الْمُرسَلِینَ وَ عَلٰی اٰلِہٖ وَ اَصحَابِہٖ الْکَامِلِیْنَ۔

أما بعد : قال اللہ فی کتابہ المجید والفرقان الحمید

فأعوذ باللہ من الشیطان الرجیم بسم اللہ الرحمٰن الرحیم .

﴿ وَ وَصَّیْنَا الْاِنْسَانَ بِوَالِدَیْہِ اِحْسٰنًا ، حَمَلَتْہُ اُمُّہٗ کُرْھًا وَّوَضَعَتْہُ کُرْھًا وَ حَمْلُہٗ وَ فِصٰلُہٗ ثَلٰثُوْنَ شَھْرًا ، حَتّٰٓی اِذَا بَلَغَ اَشُدَّہٗ وَ بَلَغَ اَرْبَعِیْنَ سَنَۃً ، قَالَ رَبِّ اَوْزِعْنِیْٓ اَنْ اَشْکُرَ نِعْمَتَکَ الَّتِیْٓ اَنْعَمْتَ عَلَیَّ وَ عَلٰی وَالِدَیَّ وَ اَنْ اَعْمَلَ صَالِحًا تَرْضٰہُ وَ اَصْلِحْ لِیْ فِیْ ذُرِّیَّتِیْ ، اِنِّیْ تُبْتُ اِلَیْکَ وَ اِنِّیْ مِنَ الْمُسْلِمِیْنَ﴾ (۱) صدق اللہ العظیم

وَ عَنْ اَنَسِ بْنِ مَالِکٍ رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہُ قَالَ : قَالَ رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ : مَنْ سَرَّہٗ اَنْ یُمُدَّ لَہٗ فِیْ عُمْرِہٖ وَ یُزَادَ فِیْ رِزْقِہٖ فَلْیُبَرَّ وَالِدَیْہِ وَ لْیَصِلْ رَحِمَہٗ . (۲)۔

بزرگان محترم و برادران مکرم ! اس وقت میں نے سورۃ الاحقاف کی ایک آیت کریمہ نیز ایک حدیث شریف کی تلاوت کی ہے ۔

---

(۱)۔[سورۃ الاحقاف: پ ۲۶ ۔آیت ۱۵] ۔ (۲)۔[رواہ احمد ۔حدیث رقم: ۱۳۴۲۵ ج ۳ ص ۲۲۹ ۔ نفس المصدر ۔حدیث رقم: ۱۳۸۳۸ ۔ج ۳ ص ۲۶۶ ۔الترغیب والترھیب: رقم الحدیث: ۳۷۵۵ ۔ج ۳ ص ۲۱۷]

اس آیت کریمہ میں اللہ سبحانہٗ وتقدس یوں ارشاد فرمارہے ہیں ۔

'' ہم نے انسان کو اپنے ماں باپ کے ساتھ نیک سلوک کرنے کا حکم دیا ہے اور خاص طور پر ماں کے ساتھ اور زیادہ ، اس لئے کہ اس کی ماں نے اس کو بڑی مشقت کے ساتھ پیٹ میں رکھا پھر اس کو بڑی مشقت سے جنا ، اور اس کو پیٹ میں رکھنا اور اس کا دودھ چھڑانا اکثر تیس مہینہ میں پورا ہوتا ہے ، یہاں تک کہ جب وہ پلتے پلتے جوانی کو پہنچ جاتا ہے پھر جب چالیس سال کا ہوجاتا ہے تو جو سعادت مند ہوتا ہے وہ کہتا ہے کہ اے میرے پروردگار مجھ کو اس بات پر قائم رکھ کہ میں آپ کی ان نعمتوں کا شکر ادا کروں جو آپ نے مجھ پر اور میرے ماں باپ پر فرمائی ہیں اور اس بات پر بھی کہ میں وہ کام کروں جس سے آپ خوش ہوں ، اور میری اولاد کو بھی میرا فرمانبردار بنایئے ، اور میں آپ کی جناب میں گناہوں سے توبہ کرتا ہوں اور میں آپ کا فرمانبردار ہوں ''

اور حدیث شریف میں ارشاد فرمایا گیا : مَنْ سَرَّهُ اَنْ يَمُدَّ لَهُ فِيْ عُمْرِهٖ وَ يُزَادَ فِيْ رِزْقِهٖ فَلْيَبِرَّ وَالِدَيْهِ وَ لْيَصِلْ رَحِمَهُ (۱) ، '' جو شخص یہ پسند کرے کہ اس کی عمر دراز ہو اور اس کے رزق میں برکت ہو تو اس کو چاہئے کہ والدین کے ساتھ حسن سلوک کرے اور رشتہ داروں کے ساتھ اچھا برتاؤ کرے ''۔

حضرات سامعین کرام ! یہ تو سبھی جانتے ہیں کہ حقوق اللہ کے بعد

(۱) ۔ [رواہ احمد فی مسندہ ۔ حدیث رقم : ۱۳۴۲۵ ۔ ج ۳ ص ۲۲۹ ۔ نفس المصدر ۔ حدیث رقم : ۱۳۸۳۸ ۔ ج ۳ ص ۲۶۶ ۔ الترغیب والترھیب : رقم الحدیث : ۳۷۵۵ ۔ ج ۳ ۔ ص ۲۱۷]

حقوق العباد کا نمبر آتا ہے ،حقوق العباد میں سب سے زیادہ اور سب سے پہلے جس کا حق بندے پر واجب و لازم ہوتا ہے وہ والدین کا حق ہے ، یہی وجہ ہے کہ اللہ تبارک وتعالی قرآن عظیم میں بیشتر مقامات پر اپنی وحدانیت و الوہیت کے اقرار کے بعد والدین کے ساتھ حسن سلوک کرنے کو ذکر کیا۔

سورۃ النساء میں ارشاد فرمایا گیا وَ اعْبُدُوْا اللّٰهَ وَ لَا تُشْرِكُوْا بِهٖ شَيْئًا وَّ بِالْوَالِدَيْنِ اِحْسَانًا وَّ بِذِي الْقُرْبٰى وَ الْيَتٰمٰى وَ الْمَسٰكِيْنِ وَ الْجَارِ ذِي الْقُرْبٰى (۱) ، کہ اللہ کی عبادت کرو اور اس کے ساتھ کسی کو شریک نہ کرو اور والدین کے ساتھ اچھا برتاؤ کرو ،اور قریبی رشتہ داروں کے ساتھ یتیموں، مسکینوں اور پڑوسیوں کے ساتھ بھی اچھا سلوک کرو ۔

سورۂ لقمان میں اللہ تعالی نے اپنے شکر کے ساتھ والدین کے شکر کو ملا کر بیان فرمایا اَنِ اشْكُرْ لِيْ وَ لِوَالِدَيْكَ (۲) ، ارشاد فرمایا میرا شکر ادا کرو اور اپنے والدین کا بھی ۔

اور سورۂ بنی اسرائیل میں والدین کے حقوق کے متعلق اپنے بندوں کو ایک طویل حکم دیتے ہوئے ارشاد فرمایا ، وَ قَضٰى رَبُّكَ اَنْ لَّا تَعْبُدُوْۤا اِلَّاۤ اِيَّاهُ وَ بِالْوَالِدَيْنِ اِحْسَانًا (۳) ،آپ کا رب حکم دے چکا ہے کہ اس کے علاوہ کسی کی پرستش و پوجا نہ کرو اور والدین کے ساتھ حسن سلوک کرو۔

---

(۱)۔[پ۵ ۔ سورۃ النساء: ۔آیت ۳۶] ۔ (۲)۔[پ۲۱ ۔سورۃ لقمان ۔ آیت/ ۱۴]
(۳)۔[پ۱۵ ۔ سورۃ بنی اسرائیل ۔آیت/۲۳]

سورۃ الأنعام میں ارشاد فرمایا گیا : قُلْ تَعَالَوْا اَتْلُ مَا حَرَّمَ رَبُّكُمْ عَلَيْكُمْ اَلَّا تُشْرِكُوْا بِهٖ شَيْئًا وَّ بِالْوَالِدَيْنِ اِحْسَانًا(۱) .

اے پیارے نبی ﷺ آپ کہہ دیجئے ان لوگوں سے کہ آؤ میں تم کو ان باتوں کی خبر دیتا ہوں جو تمہارے رب نے تمہیں بطور حکم دیا ہے۔

سب سے اول تو یہ ہے کہ اللہ کے ساتھ کسی چیز کو ساجھی وشریک نہ بناؤ اور ماں باپ کے ساتھ احسان کا معاملہ کرو ۔

غرض حق جل مجدہٗ نے اپنے کلام مجید میں بیشتر مقامات پر اپنی توحید و وحدت کے اعلان کے ساتھ والدین سے نیک برتاؤ کرنے کا حکم دیا ہے ۔

یہی وجہ ہے کہ امام قرطبی مالکی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ اللہ جل شانہٗ کی عبادت وبندگی کے بعد والدین کی اطاعت وفرمانبرداری سب سے اہم ہے، والدین کی اطاعت ، والدین کے ساتھ حسنِ سلوک ، والدین کے ساتھ اچھا برتاؤ کرنا حضرات انبیاء علیہم السلام کا خاصہ رہا ہے ۔

حضرت زکریا علیہ السلام نے جب بڑھاپے کی حالت میں رو رو کر اللہ سے بیٹا مانگا تو اللہ تعالی نے حضرت زکریا علیہ السلام کو یوں خوشخبری دی ، اِنَّا نُبَشِّرُكَ بِغُلٰمِ اسْمُهٗ يحييٰ (۲) کہ ہم نے زکریا علیہ السلام کو بیٹے کی بشارت دی اور اس کا نام بھی ہم نے ہی تجویز کیا کہ اس کا نام یحییٰ ہوگا ، اور یہ وہی یحییٰ ہے جن کی تعریف کرتے ہوئے قرآن عظیم حضرت زکریاؑ سے یوں

---

(۱)۔[سورۃ الأنعام :پ۸ ۔ آیت ۱۵۱] ۔ (۲)۔[سورۃ مریم :پ۱۶ ۔آیت ۷]

کہتا ہے ، وَّ بَرًّا بِوَالِدَیْهِ وَ لَمْ یَكُنْ جَبَّارًا عَصِیًّا (۱) ، وہ اپنے والدین کے ساتھ نیکی کرنے والا ہوگا ، نافرمان اور خود سر نہیں ہوگا ۔

اسی طرح حضرت عیسیٰ علیہ السلام اپنے جھولے میں جھولتے ہوئے ارشاد فرمایا تھا وَّ بَرًّا بِوَالِدَتِیْ وَ لَمْ یَجْعَلْنِیْ جَبَّارًا شَقِیًّا (۲) ، اللہ نے مجھے میری ماں کا فرمانبردار بنایا اور ماں کی شان میں گستاخی کرنے والا نہیں بنایا ۔

اس کے برخلاف آج ہم ایک ایسے نازک اور بدترین دور سے گذر رہے ہیں جس میں نہ بڑوں کا ادب ہے اور نہ ان کا پاس ولحاظ باقی ہے اور نہ ہی بچوں پر شفقت ومحبت ، بلکہ کوئی گھر ایسا نہیں جہاں پر والدین کی عظمت کو ملیامیٹ نہ کیا جا تا ہو ، بہت ہی کم ایسے گھرانے ہونگے جہاں پر والدین کی عظمت وعزت باقی ہے ، ورنہ جس جانب نظر اٹھایئے والدین کے حقوق روندے جارہے ہیں پامال کئے جارہے ہیں ، اور ان کے ساتھ انتہائی درجہ کی بدسلوکی کی جارہی ہے ۔

یاد رکھئے ! اسلامی نقطۂ نظر سے یہ انتہائی غیر اخلاقی بات ہے ، والدین کے ساتھ حسنِ سلوک صرف قرآنی آیات سے ہی ثابت نہیں بلکہ حضور اکرم نبی خاتم علیہ الصلاۃ و السلام کی بے شمار احادیث شریفہ والدین کی عزت و عظمت اور قدر و منزلت میں وارد ہوئی ہیں ۔

---

(۱)۔[سورۃ مریم :پ۱۶ ۔آیت ۱۴] ۔ (۲)۔[سورۃ مریم:پ۱۶ ۔ آیت ۳۲]

(۱)۔ بخاری و مسلم کی روایت ہے حضرت عبداللہ بن مسعودؓ ارشاد فرماتے ہیں کہ میں نے حضور اکرم علیہ الصلاۃ و السلام سے دریافت کیا اَیُّ الْعَمَلِ اَحَبُّ اِلَی اللّٰہِ ؟ کہ کونسا عمل اللہ کے نزدیک سب سے زیادہ پسندیدہ ہے، آپ علیہ السلام نے ارشاد فرمایا : اَلصَّلَاۃُ لِوَقْتِھَا ، نماز اپنے مستحب وقت میں پڑھنا سب سے افضل ہے ، ابن مسعودؓ نے پھر دریافت کیا ثُمَّ اَیٌّ ؟ اس کے بعد کونسا عمل سب سے زیادہ خدا کو محبوب ہے ، آپؐ نے ارشاد فرمایا : بِرُّ الْوَالِدَیْنِ ، والدین کے ساتھ اچھا سلوک کرنا۔(۱)

(۲)۔ ترمذی و ابن ماجہ کی روایت ہے اَلوَالِدُ اَوْسَطُ اَبْوَابِ الْجَنَّۃِ فَاِنْ شِئْتَ فَاَضِعْ ذٰلِکَ الْبَابَ اَوْ اِحْفَظْہُ(۲) ، حضور اکرم علیہ السلام نے ارشاد فرمایا کہ باپ جنت کا درمیانی دروازہ ہے ، اب تمہیں اختیار ہے کہ اس کی حفاظت کرو یا ضائع کردو۔

(۳)۔ابن ماجہ کی روایت ہے ابوامامہ باھلیؓ نے ارشاد فرمایا کہ میں نے حضور اکرم نبی خاتم ﷺ سے دریافت فرمایا کہ اولاد پر ماں باپ کا کیا حق ہے ؟ آپ علیہ السلام نے ارشاد فرمایا وہ دونوں ہی تیری جنت یا دوزخ ہے ،مطلب یہ ہے کہ ان کی اطاعت وخدمت تجھے جنت میں لے جائیگی اور ان کی نافرمانی اور بے ادبی دہکتے ہوئے دوزخ میں لے جائیگی ۔(۳)۔

---

(۱)۔[رواہ البخاری، باب وسمی النبی الصلاۃ عملا ، رقم الحدیث :۵۳۴۷]۔(۲)۔[رواہ الترمذی وقال: ھذا حدیث حسن ، باب ما جاء من الفضل فی رضا الوالدین ، رقم الحدیث: ۱۹۰۰]۔(۳)۔[عن ابی امامہؓ ان رجلا قال :یا رسول اللہ ﷺ ماحق الوالدین علی ولدھما قال ھما جنتک ونارک رواہ ابن ماجہ ۔بحوالہ معارف الحدیث ج ۶/ص ۴۵]

(۴)۔ امام بیہقیؒ نے حضرت ابن عباسؓ سے نقل کیا ہے ، کہ رسولِ اکرم ﷺ نے ارشاد فرمایا جو شخص اللہ کیلئے اپنے والدین کا فرمانبردار رہا اس کیلئے اللہ تعالی جنت کے دروازے کھلے رکھتے ہیں ، اور جو ان کا نافرمان رہا اس کیلئے جہنم کے دروازے کھلے رکھتے ہیں ، اور اگر ماں باپ میں کوئی ایک ہی تھا تو ایک دروازہ جنت و دوزخ کا کھلا رکھیں گے ، ایک صحابی نے عرض کیا ، اے اللہ کے رسول! اگر ماں باپ اپنی اولاد پر ظلم کررہے ہوں تو کیا حکم ہے؟ مخبر صادقؐ نے تین مرتبہ ارشاد فرمایا وَ اِنْ ظَلَمَاہُ وَ اِنْ ظَلَمَاہُ وَ اِنْ ظَلَمَاہُ یعنی ماں باپ کی نافرمانی اور ان کے بڑھاپے میں ان کی ایذا رسانی پر جہنم کی وعید ہے ، چاہے ماں باپ نے ان پر ظلم ہی کیوں نہ کیا ہو۔(۱)

ارے انسان! ذرا سوچ تو سہی یہی تیرے وہ ماں باپ ہیں جب تو بچہ تھا تو تیری ہر خواہش اور آرزو کو پوری کیا کرتے تھے جب تو انہیں تھپڑ مارتا تھا تو وہ تیرے ہاتھ کو چوم لیا کرتے تھے، الصادق الأمین ﷺ نے یہاں تک ارشاد فرمایا کہ اگر ماں باپ تجھے اپنی محبوب بیوی کو طلاق دینے کا حکم دیں تو اس حکم کو بجالاؤ۔

حضرت عبداللہ بن عمرؓ کی روایت ہے کہ میری ایک شریک حیات تھی جو میری منظورِ نظر محبوبِ قلب وجگر تھی میرے والد حضرت عمرؓ اس سے نفرت فرماتے تھے ، ایک دن مجھ سے یوں فرمایا کہ بیٹے اپنی بیوی کو طلاق دے

---

(۱)۔ [رواہ البیہقی فی شعب الایمان :۲۰۶/۶ ، مشکوۃ: ۴۲۱ ۔تفسیر القرطبی: ج ۱۰۔ص ۲۴۵۔الدر المنثور ۔ج ۵۔ص ۲۶۸۔ الزھد لھناد۔حدیث رقم:۹۹۳۔ج ۲۔ص ۲۸۶]

دے میں نے انکارکردیا ، حضرت عمرؓ نے سرورکائنات فخرموجودات سے ذکرکردیا ، فَقَالَ لِیْ رَسُوْلُ اللّٰہِ طَلِّقْھَا (۱) یہاں علماء کرام نے لکھا ہے کہ چونکہ حضرت عمرؓ اپنی بہو میں دین کی خرابی دیکھ رہے تھے ، اس وجہ سے طلاق کا حکم دیا ، آج کل کے دنیوی اختلافات جو چھوٹی چھوٹی باتوں پر ساس بہو کے درمیان ہوتے ہیں ان کے تحت اگر ماں باپ بیوی کو طلاق دینے کا حکم دیں تو اس حکم کو ماننا از روئے شریعت جائز نہیں ۔

پھر حضور اکرم ﷺ نے مجھے حکم دیا کہ میں طلاق دیدوں تو میں نے اس عورت سے جدائی اختیار کرلی ، مطلب یہ ہے کہ والدین کی اطاعت ان ہی کاموں میں جائز ہے جس کو شریعت نے جائز کہا اور جس کو شریعت ناجائز تصور کرتی ہو ، وہاں والدین کے حکم کو ماننا جائز نہیں ، حدیث شریف میں ارشاد فرمایا گیا لَا طَاعَۃَ لِمَخْلُوْقٍ فِیْ مَعْصِیَّۃِ الْخَالِقِ(۲) ، یعنی خالق کی نافرمانی میں کسی بھی مخلوق کی اطاعت جائز نہیں ۔

یاد رکھیئے کہ جائز امور میں ماں باپ کی نافرمانی پر انتہائی سخت وعیدیں صرف آخرت کے اعتبار سے ہی نہیں دنیاوی اعتبار سے بھی ہیں ۔

---

(۱)۔[عَنْ ابن عمرؓ قَالَ: کَانَ تَحْتِیْ اِمْرَأَۃٌ وَ کَانَ عُمَرُ یَکْرَھُھَا،فَقَالَ لِیْ : طَلِّقْھَا فَاَبَیْتُ ، فَاَتَی عُمَرُ رَسُوْلَ اللّٰہِ ﷺ ، فَذَکَرَ ذٰلِکَ لَہٗ، فَقَالَ لِیْ رَسُوْلُ اللّٰہِ ﷺ : طَلِّقْھَا ، رواہ ابوداؤدو الترمذی و النسائی وابن ماجہ وابن حبان فی صحیحہ وقال الترمذی:حدیث حسن صحیح ، بحوالہ الترغیب و الترھیب رقم الحدیث ۱۵۔ج ۳ رص ۳۱۷]۔(۲)۔[رواہ البخاری (و ھو بعض الحدیث) رواہ ابوداؤد ، باب فی الطاعۃ ، رقم الحدیث:۲۶۲۵۔ درمختار: ۶/۴۰۷]

بیہقی کی روایت ہے کہ رسولِ اکرم ﷺ نے ارشادفرمایا کہ اللہ تعالی جس گناہ کی سزا چاہتے ہیں قیامت تک موخر کردیتے ہیں لیکن والدین کی نافرمانی ایسی خطرناک غلطی اور گناہ ہے کہ اس کی سزا آخرت سے پہلے دنیا میں بھی ضرور دیتے ہیں۔

حضرت ثوبانؓ سے روایت ہے کہ حضور اکرم نے ارشادفرمایا ، انسان اپنے گناہوں کی نحوست سے خود اپنے اوپر رزق کی تنگی کو مسلط کرلیتا ہے اور والدین کی نافرمانی کرکے اپنی عمر کو کم کردیتا ہے (۱) ۔

ایک حدیث میں ارشادفرمایا گیا بِرُّوْا آبَاءَ کُمْ یَبِرُّ اَبْنَاؤُکُمْ وَعِفُّوْا تَعِفُّ نِسَاؤُکُمْ (۲) ،اگر تم دوسری عورتوں سے زنا وغیرہ سے بچے رہوگے تو اللہ تعالی تمہاری عورتوں کی ان برائیوں سے حفاظت فرمائیں گے، اگر تم اپنے ماں باپ کے ساتھ حسنِ سلوک کروگے تو تمہاری اولاد تم سے بہتر سلوک کرے گی ۔

کَمَا تُدِیْنُ تُدَانَ مطلب یہ ہوا جو تم کروگے وہی پاؤگے اسی کو کسی فارسی شاعر نے کیا خوب کہا ہے ۔

گندم از گندم بروید جو ز جو ۔ از مکافاتِ عمل غافل مشو

اگر تم زمین میں گیہوں بوئے تو گیہوں کاٹوگے اور اگر جو بوئے تو جو کاٹوگے ، اسی طرح اعمال و افعال ہیں کہ جیسا تم کروگے ویسا ہی تمہارے ساتھ

---

(۱)۔[عَنْ ثَوْبَانَ ؓ قَالَ : قَالَ رَسُوْلُ اللّٰہِ ﷺ اِنَّ الرَّجُلَ لَیُحْرَمُ الرِّزْقَ بِالذَّنْبِ یُصِیْبُہٗ ، وَ لَا یَرُدُّ الْقَدَرَ اِلَّا الدُّعَاءُ ، وَ لَا یَزِیْدُ فِی الْعُمْرِ اِلَّا الْبِرُّ ، رواہ ابن ماجہ و ابن حبان فی صحیحہ ،واللفظ لہ، والحاکم بتقدیم وتأخیر وقال صحیح الاسناد۔بحوالہ الترغیب والترھیب ،ج ۳ص ۳۱۷]۔(۲)۔[رواہ الطبرانی فی الاوسط، معارف الحدیث باب المعاشرۃ والمعاملات رقم الحدیث:۴۲ج ۶ص ۵۹]

معاملہ کیا جائے گا ،لہٰذا اپنے اعمال وافعال کے انجام سے بےخبر اور غافل نہ رہو، کیا خوب سودا نقد ہے اس ہاتھ دے اس ہاتھ سے لے ۔

حضور اکرم ﷺ کے حلقہ بگوش صحابہؓ میں سے ایک صحابی جن کا نام مورخین نے علقمہؓ ذکر کیا ہے جب ان پر سکرات الموت طاری تھا ، حضور اکرمؐ کو اطلاع دی گئی ، آپ نے چند صحابہ کرامؓ کو کلمہ کی تلقین کیلئے روانہ فرمایا لیکن حضرت علقمہؓ کی زبان سے کلمہ طیبہ جاری نہ ہوسکا ،پھر آپ علیہ السلام تشریف لائے ،آپ نے دریافت فرمایا کیا ان کے والدین ہیں؟ عرض کیا گیا بوڑھی والدہ ہیں ، آپ علیہ السلام نے ان کی والدہ سے پوچھا علقمہؓ کیسے تھے فرمانے لگیں كَانَ قَائِمَ اللَّيْلِ وَ صَائِمَ النَّهَارِ ، علقمہؓ راتوں کو اللہ کے حضور کھڑا ہونے والا اور دن کی روشنی اور دھوپ کی تمازت میں روزہ رکھنے والا تھا ، وَ كَانَ يَتَصَدَّقُ وَ يُجَاهِدُ فِيْ سَبِيْلِ اللّٰهِ، اور کثرت سے صدقہ و خیرات کرنے والا اور اعلائے کلمۃ اللہ کیلئے جہاد کرنے والا تھا ، آپ نے فرمایا بتاؤ تمہارے ساتھ کیسا سلوک کرتا تھا ، والدہ محترمہ فرمانے لگیں میں اس سے ناراض ہوں وہ مجھ پر اپنی بیوی کو ترجیح دیتا تھا ، آپؐ نے فرمایا تم اسے معاف کردو ، علقمہ کی والدہ نے معاف کرنے سے انکار کردیا ، آپ علیہ السلام نے حضرت بلالؓ سے کہا لکڑیاں جمع کرکے جلاؤ اور علقمہ کو جلادو ماں کی ممتا اور فطری شفقت جوش میں آگئی اور کہا کیا میرے نورِ نظر کو جلایا جائے گا ،آپ ﷺ نے ارشاد فرمایا دوزخ کی آگ سے کہیں زیادہ بہتر دنیا

کی آگ ہے ، ماں نے فوراً کہا میں نے اپنے لختِ جگر کو معاف کیا اِدھر معاف کرنا تھا اُدھر حضرت علقمہؓ کی زبان سے کلمہ جاری ہوگیا ، کتنی سخت عبرت کا مقام ہے باوجود عبادت گذار اور اللہ کے راستے میں جہاد و قتال کے کلمہ مبارکہ زبان پر جاری نہ ہوا ۔

عقلمنداں را اشارہ کافی است ، عقل ودانش رکھنے والوں کیلئے بس یہی کافی ہے ۔

اللہ تعالی سے دعا کیجئے کہ اللہ تعالی ہم سب کو اپنے والدین کا فرمانبردار اور اطاعت گذار بنادے اور ان کے ساتھ حسن سلوک اور اچھا برتاؤ کرنے کی توفیق عطا فرمائے اور ہمارے والدین کی مغفرت فرمائے ، رَبِّ ارْحَمْهُمَا كَمَا رَبَّيٰنِيْ صَغِيْرًا (۱)۔

(آمین یارب العالمین)

وَ آخِرُ دَعْوَانَا اَنِ الحَمْدُ للّٰهِ رَبِّ الْعَالَمِيْنَ وَ صَلَّى اللّٰهُ تَعَالٰى عَلَى خَيْرِ خَلْقِهٖ سَيِّدِنَا وَ مَوْلَانَا مُحَمَّدٍ وَ عَلَى آلِهٖ وَ صَحْبِهٖ اَجْمَعِيْنَ بِرَحْمَتِكَ يَا اَرْحَمَ الرَّاحِمِيْنَ

❁❁❁

---

(۱)۔[سورۃ بنی اسرائیل :پ ۱۵۔آیت ۲۴]

خدائے واحد کی قہاری

(اقوامِ عالم کا انجام)

اَلْحَمْدُ لِوَلِیّہٖ وَ الصَّلٰوۃُ عَلٰی نَبِیّہٖ۔ امّابعد :۔

فَاَعوذ باللہ من الشیطان الرجیم بسم اللہ الرحمٰن الرحیم .

﴿ قُلْ ھُوَ اللّٰہُ اَحَدٌ ، اَللّٰہُ الصَّمَدُ ، لَمْ یَلِدْ وَ لَمْ یُوْلَدْ ، وَ لَمْ یَکُنْ لَّہٗ کُفُوًا اَحَدٌ ﴾ (۱)۔ صدق اللہ العظیم

حاضرین کرام ! اس وقت میں نے سورۃ الاخلاص کی تلاوت کی ہے ، اس سورۃ میں اللہ سبحانہٗ وتقدس ارشاد فرمارہے ہیں، '' اے پیارے نبی ﷺ آپ فرمادیجئے ،وہ اللہ ایک ہے، اللہ ساری خوبیوں کا مالک ہے ،نہ اس سے کوئی پیدا ہوا، اور نہ وہ کسی سے پیدا ہوا ،اس کے برابر کوئی نہیں ہے ''۔

جب سرزمینِ مکہ میں حضور سرورکائنات فخر موجودات علیہ الصلوٰۃ والتسلیم نے توحید ربانی کا اعلان کیا کہ اللہ ایک ہے وہی قابل عبادت وبندگی ہے تو مشرکینِ مکہ کہنے لگے ، اے محمد بن عبداللہ ! یہ تمہارا رب کون ہے ؟ اُنْسُبْ لَنَا رَبَّکَ (۲) ، ذرا اپنے رب کا اَتا پتا تو بتلاؤ۔

---

(۱)۔[سورۃ الاخلاص :پ۳۰/آیت ۱۔۴]۔ (۲)۔[رواہ الترمذی عن ابی بن کعبؓ ان المشرکین قالوا لرسول اللہ ﷺ انْسُبْ لَنَا رَبَّکَ فَاَنْزَلَ اللّٰہُ تَبَارَکَ وَتَعَالٰی ، قُلْ ھُوَ اللّٰہُ اَحَدٌ ، اَللّٰہُ الصَّمَدُ فالصمد الذی لم یلد و لم یولد لأنه لیس شیء یولد الا سیموت و لیس شیء یموت الا سیورث و ان اللہ لا یموت و لا یورث و لم یکن له کفواً أحد قال لم یکن له شبیه و لا عدل و لیس کمثله شیء ۔ ابواب التفسیر من سورۃ الأخلاص ۔ رقم الحدیث :۳۳۶۴]

نبیؐ ابھی بولنے بھی نہ پائے تھے کہ عرش الٰہی سے پروردگار عالم بول اٹھے ، قُلْ هُوَ اللّٰهُ اَحَدٌ ، اے نبی کہہ دیجئے کہ اللہ ایک ہے ، اللّٰهُ الصَّمَدُ اللہ بے نیاز ہے ، لَمْ يَلِدْ وَ لَمْ يُوْلَدْ ، سارے جہان کو بنایا خود بننے سے پاک ہے ، سارے جہان کو مارتا ہے مارتا رہیگا خود موت سے پاک ہے ، کوئی عیب اس کے اندر نہیں اس کے ٹکرّ کا کوئی خدا نہیں ۔

لَا يَهْوِيْهِ مَكَانٌ وہ اپنی ذات میں مکان کا محتاج نہیں ، لَا يَشْتَمِلُ عَلَيْهِ زَمَانٌ وہ کسی زمانہ کا پابند نہیں وہ شکل و جہت سے پاک ہے ، اَيْنَمَا تُوَلُّوْا فَثَمَّ وَجْهُ اللّٰهِ (۱) تم جدھر رخ کرو گے اُدھر اللہ کو پاؤ گے، رَبُّ الْمَشْرِقَيْنِ وَ رَبُّ الْمَغْرِبَيْنِ (۲) ، وہ شرق و غرب اور شمال وجنوب کا رب ہے ، وَ فِي السَّمَاءِ اِلٰهٌ آسمان میں دیکھو تو اللہ نظر آئیگا ، وَ فِي الْاَرْضِ اِلٰهٌ ، زمین میں دیکھو تو اللہ نظر آئیگا ، سَنُرِيْهِمْ اٰيَاتِنَا فِي الْاٰفَاقِ وَ فِيْ اَنْفُسِهِمْ حَتّٰى يَتَبَيَّنَ لَهُمْ اَنَّهُ الْحَقُّ (۳) ، عنقریب ہم ان کو کائنات کے اردگرد اور ان کے اندر اپنی نشانیاں دکھلائیں گے یہاں تک کہ پکار اٹھو گے ہے کوئی اس نظام کائنات کا چلانے والا ، هُوَ الْاَوَّلُ وَ الْآخِرُ وَ الظَّاهِرُ وَ الْبَاطِنُ (۴) وہ اول ہے وہ آخر ہے وہ ظاہر ہے وہ باطن ہے ، رسول کریم ﷺ نے اس پر اضافہ فرمایا اَللّٰهُمَّ اَنْتَ الْاَوَّلُ فَلَيْسَ قَبْلَكَ شَيْءٌ (۵) ،

(۱)۔[سورۃ البقرۃ۔پ۱۔الآیۃ:۱۱۵] ۔(۲)۔[سورۃ الرحمٰن،پ ۲۷۔الآیۃ ۱۷]۔(۳)۔[سورۃ حم سجدۃ۔پ ۲۵ ۔الآیۃ:۵۳] ۔ (۴)۔[شرح النووی علی صحیح مسلم ۱۷۔۳۶] ۔ (۵)۔[السنن الکبری: ۶۔۱۵۷۔تفسیر القرطبی ۱۷۔۲۳۶۔مجموع الفتاوی۔ ۵۔۵۸۱]

اے اللہ تو اول تو ہے پر ایسا اول ہے کہ تیری ابتدا کوئی نہیں، وَ اَنْتَ الْآخِرُ فَلَیْسَ بَعْدَکَ شَیْءٌ آخر تو ہے پر ایسا ہے تیری انتہا کوئی نہیں ، وَ اَنْتَ الظَّاهِرُ فَلَیْسَ فَوْقَکَ شَیْءٌ، تو بلند تو ہے پر ایسا بلند کہ تجھ سے بلند کوئی نہیں ، وَ اَنْتَ الْبَاطِنُ فَلَیْسَ دُوْنَکَ شَیْءٌ تو چھپا ہوا تو ہے پر تجھ سے کوئی چیز چھپی ہوئی نہیں ، اَلْغَیْبُ عِنْدَهُ الشَّهَادَةُ ، غائب تیرے نزدیک حاضر کی طرح ہے ، وَ السِّرُّ عِنْدَهُ الْعَلَانِیَةُ تو نہاں بھی جانتا ہے تو عیاں بھی جانتا ہے، جس طاقت سے جبرئیل کو دیکھتا ہے اسی طاقت سے کالی رات میں کالے پہاڑ پر چلنے والی کالی چیونٹی کو بھی دیکھتا ہے ، جس طاقت سے وہ لوح محفوظ کو پڑھتا ہے اسی طاقت سے انسان کے دل میں ابھرنے والے ارادوں کو پڑھتا ہے، اَلْمُلْکُ لَا شَرِیْکَ لَهُ لَا مِثَالَ لَهُ وَ لَا مَثِیْلَ لَهُ وَ لَا مِثْلَ لَهُ ، وہ ایسا شہنشاہ ہے کہ اس کی شہنشاہیت میں کوئی شریک نہیں وہ اپنی ذات میں بے مثل و بے مثال ہے، وَ لِلّٰهِ مَا فِی السَّمٰوٰتِ وَمَا فِی الْاَرْضِ یہ زمین اللہ کی یہ آسمان اللہ کا ، یہ عرش وفرش اللہ کا ، یہ چاند سورج اللہ کے، وہ اپنے ارادوں میں ایسا کامل ومکمل ہے مَا شَاءَ اللّٰهُ کَانَ اس کائنات میں وہی ہوتا ہے جو اللہ چاہتے ہیں، وَ مَا لَمْ یَشَأْ لَمْ یَکُنْ ، وہ اگر نہ چاہے تو کوئی کروا نہیں سکتا، وَ مَا تَشَاؤُنَ اِلَّا اَنْ یَشَاءَ اللّٰهُ رَبُّ الْعَالَمِیْنَ، تمہارا چاہا بھی تب پورا ہوگا جب اللہ رب ذوالجلال چاہیں گے ۔(۱)

---

(۱)۔[شرح العقیدۃ الطحاویۃ: ج۱۔ص۱۵۳۔ مجموع الفتاوی: ج۱۸۔ص۳۲۳]

فرعون کی پوری طاقت لگی کہ موسیٰ علیہ السلام کو قتل کرنا ہے ، اللہ کا ارادہ ہوا کہ زندہ رکھنا ہے تو فرعون کی پوری طاقت صرف ہوئی ،حضرت موسیٰؑ کا کچھ نہ بگاڑ سکی ، اللہ جب بچانے کا ارادہ کرتے ہیں ، تو کائنات کا ہر سبب حفاظت میں استعمال ہوتا ہے ، جب کسی کو ہلاک کرنے کا ارادہ کرتے ہیں تو حفاظت کے اسباب بھی موت کا سبب بن جاتے ہیں ۔

تُعِزُّ مَنْ تَشَاءُ وَ تُذِلُّ مَنْ تَشَاءُ (۱) جب عزت کا ارادہ کرتا ہے تو ذلت کے اسباب بھی عزت کا ذریعہ بن جاتے ہیں ، جب وہ ذلیل کرنا چاہے تو عزت کے اسباب سے ذلت نکلنا شروع ہوجاتی ہے ، جب محبتیں لاتا ہے تو نفرتوں سے محبتیں نکال کر دکھلاتا ہے ، جب نفرتیں لاتا ہے تو محبت کے اسباب بھی نفرت کا ذریعہ بن جاتے ہیں ، اِنِ الْحُكْمُ اِلَّا لِلّٰهِ ، کائنات میں حکومت اللہ کی ہے ،یہاں وہی ہوگا جو اللہ چاہیں گے ۔

نمرود کی ساری طاقت استعمال ہوئی کہ حضرت ابراہیم کو جلا دیا جائے ،حضرت ابراہیمؑ آگ میں پھینکے جا رہے ہیں ، دائیں طرف جبرئیل اور بائیں طرف میکائیل آ گئے شاید ہمارے لئے کوئی حکم ہو ،حضرت ابراہیم خاموش ہیں زبان سے یہ کلمہ جاری ہے حَسْبِيَ اللّٰهُ وَ نِعْمَ الْوَكِيْلُ ،(۲) حَسْبِيَ اللّٰهُ وَ نِعْمَ الْوَكِيْلُ اِدھر جبرئیل و میکائیل بے قرار ہیں ، اس لئے کہ وہ بھی یہی جانتے

---

(۱)۔[سورۃ آل عمران ۔پ۳۔الآیۃ:۲۶]۔(۲)۔[صحیح البخاری: رقم الحدیث:۴۲۸۸ ۔ج۴ص۱۶۶۲۔ تفسیر القرطبی: ج۱۱۔ص۳۰۳ ۔نفس المصدر: ج۱۵۔۹۸]

تھے کہ آگ جلاتی ہے جبرئیل امین کہنے لگے ، ابراہیم ہماری اگر ضرورت ہو تو حکم دیجئے حضرت ابراہیم نے فرمایا اَمَّا اِلَیْکَ فَلَا وَ اَمَّا اِلَی اللّٰہِ فَنَعَمْ ضرورت تو ہے پر تیری ضرورت نہیں ، اللہ کا ضرور محتاج ہوں ، آخر آگ میں پھینک دیا گیا اُدھر پروردگار عالم کا حکم ہوا ، یٰنَارُ کُوْنِیْ بَرْدًا وَ سَلَامًا عَلٰی اِبْرَاھِیْمَ (۱) ، اِدھر آگ ابراہیمؑ کے لئے ماں کا گود بن گئی ، گل وگلزار اور گلشن جنت بن گئی ، حضرت ابراہیمؑ کا کافر ومشرک باپ آزر نے جب یہ تماشہ دیکھا تو اس کی زبان سے بے ساختہ نکلا ، نِعْمَ الرَّبُّ رَبُّکَ یَا اِبْرَاھِیْمَ اے ابراہیم تیرے رب کا کیا کہنا ؟۔

اِنَّ الْاَمْرَ کُلَّہٗ لِلّٰہِ ، اس جہان میں اللہ کا فیصلہ حتمی چلتا ہے ، ہوا وہی کرے گی جو اس کو کہا جائیگا ، پانی وہی کریگا جو اس سے کہا جائیگا ، زمین وہی کرے گی جو اس سے کہا جائے گا۔

جب قوم نوح نے سرکشی کی تو ہم نے پانی کو حکم دیا کہ برسنا شروع ہو ، اُبلنا شروع ہو ، فَفَتَحْنَآ اَبْوَابَ السَّمَآءِ بِمَآءٍ مُّنْھَمِرٍ ہم نے آسمان کے دروازے پانی برسنے کیلئے کھول دیئے ، وَّ فَجَّرْنَا الْاَرْضَ عُیُوْنًا (۲) زمین کو چشمہ بنادیا ، پانی نے تباہی مچادی پوری کائنات کو تہس نہس کر کے رکھدیا۔

اس کے بعد ایک قوم آئی قومِ عاد بڑی طاقتور قوم تھی ان کے قد چالیس چالیس

---

(۱)۔[سورۃ الأنبیاء: پ۱۷۔آیت ۶۹] ۔ (۲)۔[سورۃ القمر: پ۲۷ ۔آیت ۱۱۔۱۲]

ہاتھ کے ہوتے تھے ان کی عمریں آٹھ سو نوسو سال ہوتی تھیں نہ کمزور ہوتے تھے نہ بوڑھے ہوتے تھے اور نہ ہی بیمار پڑتے تھے، ایک دم کڑیل نوجوان، صرف موت آتی تھی ، طاقت کے گھمنڈ میں خدا کو بھی للکارنے لگے، مَنْ اَشَدُّ مِنَّا قُوَّةً ، کوئی ہے ہم سے بڑا طاقتور ؟ تو آئے ۔

اللہ تبارک وتعالی نے آیت کریمہ نازل فرمائی ،اَوَ لَمْ یَرَوْ اَنَّ اللّٰهَ الَّذِیْ خَلَقَهُمْ هُوَ اَشَدُّ مِنْهُمْ قُوَّةً (۱) ، اے حضرت ھودؑ ! انہیں بتلا دو جس نے انہیں پیدا کیا ہے وہ ان سے کہیں زیادہ طاقتور ہے، پھر اللہ نے ان پر قحط کو مسلط کردیا ،کھانے کا اناج ختم ہوگیا ،سانپ بلی چوہے کھا گئے ، یہاں تک کہ درخت کے پتے کھا گئے ،قحط ختم نہیں ہوا تو ایک وفد بیت اللہ کو بھیجا کہ ہمیں پانی دو ، اللہ نے تین بادل سامنے کردیئے ،آواز آئی ان میں ایک کا انتخاب کرو ، سرخ ،سفید ، کالا ، کہنے لگے سرخ میں ہوا ہوتی ہے ، سفید خالی ہوتا ہے ، کالے میں پانی ہوتا ہے ، کہنے لگے یہ کالا چاہئے ، فرمایا پہنچے گا ، جب بادل آیا تو کہنے لگے ، هٰذَا عَارِضٌ مُّمْطِرُنَا (۲) خوشی سے اچھلنے لگے کہ یہ بارش آئی ، اللہ تعالی نے فرمایا ، بَلْ هُوَ مَا اسْتَعْجَلْتُمْ بِهٖ ، ارے بے وقوفو ! یہ بارش نہیں یہ وہ عذاب ہے جس کو تم للکارتے تھے ، اب دیکھو تمہارا رب تمہیں کیسے اڑاتا ہے ، رِیْحٌ فِیْهَا عَذَابٌ اَلِیْمٌ تُدَمِّرُ كُلَّ شَیْءٍ بِاَمْرِ رَبِّهَا (۳) ، ہوا نے ان کے گھروں کو ہوا میں اڑادیا ،

(۱)۔ [سورۃ حم سجدہ : پ ۲۴ ۔آیت ۱۵] ۔ (۲)۔[سورۃ حم ۔ پ۲۶ ۔آیت:۲۴] ۔
(۳)۔[سورہ الأحقاف :پ۲۶ ۔آیت۲۴۔۲۵]

ساٹھ ساٹھ ہاتھ کے اونچے قد کے لوگ تنکے کی طرح ہوا میں اڑ رہے ہیں ، وہ ہوا میں گھومتے تھے ، آپس میں ان کے سر ٹکراتے تھے ، گھومتے تھے ٹکراتے تھے ، گھومتے تھے ، ٹکراتے تھے ، ان کی کھوپڑیاں پھٹ گئیں ، ان کے بھیجے ان کے چہروں پر نکل آئے ، پھر اللہ نے ان کو الٹا کر زمین پر دے مارا ، سر الگ ہوگیا ، دھڑ الگ ہوگیا ، جو کام قومِ عاد کرتی تھی وہ کام آج بھی ہو رہے ہیں ۔

اس کے بعد پھر قومِ شعیب آئی یہ تاجر قوم تھی ناپ تول میں کمی کرنا ، خیانت وبددیانتی ان کا شیوہ تھا ، جھوٹ ان کا وطیرہ تھا ، حضرت شعیبؑ نے کہا ان حرکتوں سے باز آجاؤ ، اَوْفُوْا الْكَيْلَ اِذَا كِلْتُمْ وَزِنُوْا بِالْقِسْطَاسِ الْمُسْتَقِيْمِ (۱) ، جب تولو تو پورا تولو ، وزن میں ترازو سیدھی رکھو ، قوم کہنے لگی ، اَصَلٰوتُكَ تَاْمُرُكَ اَنْ نَّتْرُكَ مَا يَعْبُدُ آبَاؤُنَا اَوْ اَنْ نَّفْعَلَ فِيْ اَمْوَالِنَا مَا نَشَاءُ (۲) ، اے شعیب تو چھپ کر اپنی نمازیں پڑھا کر ہمیں نصیحت نہ کر ، تیری نماز تجھ کو یہی سکھاتی ہے کہ ہم اپنے باپ دادا کے دین کو چھوڑ دیں ، اپنے مالوں میں اپنی مرضی سے کچھ نہ کریں ۔

جو کام قومِ شعیب کرتی تھی ، مدین کی منڈیوں میں جو کام ہو رہے تھے ، وہ کام آج بھی ہو رہے ہیں ، دنیا کے چھ برِ اعظم پر پھیلی ہوئی انسانیت آج گناہِ کبیرہ کے ذریعہ خدا کو للکار رہی ہے ۔

---

(۱)۔[سورۃ الاسراء: پ ۱۵، آیت : ۳۵] ۔(۲)۔[سورۃ ھود: پ۱۲ ، آیت : ۸۶]

تو اللہ تعالی نے قوم شعیب پر تین عذاب دے مارے ، فَاَخَذَهُمْ عَذَابُ يَومِ الظُّلَّةِ (۱) ، فَاَخَذَتْهُمُ الرَجْفَةُ (۲) ، وَ اَخَذَتْ الَّذِيْنَ ظَلَمُوْا الصَّيْحَةُ ،(۳) ۔ اللہ نے پہلے ایک گرم ہوا بھیجی جھلس گئے تڑپ گئے ، پھر فرشتے کی چیخ سنائی دی ، ان کے دماغ پھٹ گئے ، پھر مدین کی منڈیوں پر انگارے برسنے لگے مدین کی منڈیوں کو جلا کر راکھ کر دیا گیا ، ان کے چہرے مسخ کر دیئے گئے ، یہ ہے پروردگارِ عالم کی قہاری و جباری ۔(۴)

بس دعا کیجئے اللہ تعالی ہم سب کے گناہوں کو معاف فرمائے ، ہمیں سدھرنے اور عبرت و نصیحت حاصل کرنے اور اپنی اصلاح کرنے کی توفیق عطا فرمائے ۔

اللہ تیری اک نگاہ کی بات ہے
میری زندگی کا سوال ہے

رَبَّنَا تَقَبَّلْ مِنَّا اِنَّکَ اَنْتَ السَّمِيْعُ الْعَلِيْمُ ، وَ تُبْ عَلَيْنَا يَا مَوْلَانَا اِنَّکَ اَنْتَ التَّوَّابُ الرَّحِيْمُ ، وَ صَلَّى اللّٰهُ تَعَالٰى عَلَى خَيْرِ خَلْقِهٖ سَيِّدِنَا مُحَمَّدٍ وَّ عَلَى اٰلِهٖ وَ صَحْبِهٖ اَجْمَعِيْنَ
بِرَحْمَتِکَ يَا اَرْحَمَ الرَّاحِمِيْنَ .

❁❁❁

---

(۱)۔[سورۃ الشعراء، پ۱۹۔آیت ۱۸۹] ۔ (۲)۔[سورۃ الأعراف ۔پ۹۔آیت ۹۱] ۔
(۳)۔[سورۃ ھود۔پ۱۲۔آیت: ۹۴] ۔(۴)۔مختصر تفسیر ابن کثیر: المجلد الثانی ،الصفحۃ ۲۳۱]

سن ہجری کا نواں مہینہ" رمضان المبارک "

ماہِ رمضان المبارک کی فضیلت

اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ الَّذِیْ هَدَانَا لِدِیْنِهِ الْقَوِیْمِ وَ مَنَّ عَلَیْنَا بِبِعْثَةِ النَّبِیِّ الْکَرِیْمِ

امّابعد :۔ فَاَعوذ باللہ من الشیطان الرجیم بسم اللہ الرحمٰن الرحیم .

﴿ وَ رَبُّکَ یَخْلُقُ مَا یَشَآءُ وَ یَخْتَارُ مَا کَانَ لَهُمُ الْخِیَرَةُ سُبْحٰنَ اللّٰهِ وَ تَعٰلٰی عَمَّا یُشْرِکُوْنَ ﴾ (۱) صدق اللہ العظیم

وَ عَنْ اَبِیْ هُرَیْرَةَ رَضِیَ اللّٰهُ عَنْهُ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ لِکُلِّ شَیْءٍ زَکٰوةٌ وَ زَکٰوةُ الْجَسَدِ اَلصَّوْمُ (۲)

بزرگانِ محترم و برادران مکرم ! اس وقت میں نے قرآن عظیم کی سورۂ قصص کی ایک آیت کریمہ اور ایک حدیث شریف کی تلاوت کی ہے ، اس میں اللہ سبحانہٗ وتقدس ارشاد فرمارہے ہیں ۔

" اے پیارے نبی علیہ السلام آپ کا رب جس چیز کو چاہتا ہے پیدا کرتا ہے اور جس چیز کو چاہتا ہے اپنے لئے پسند کرتا ہے مشرکوں کے ہاتھ میں پسند اور ناپسند کچھ بھی نہیں ہے ، اللہ کی ذات مشرکین کے کفر سے پاک و برتر ہے "

---

(۱)۔[سورۃ القصص ۔پ۲۰ ،آیت ۶۸] (۲)۔[عَنْ اَبِیْ هُرَیْرَةَ رَضِیَ اللّٰهُ عَنْهُ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ لِکُلِّ شَیْءٍ زَکٰوةٌ وَ زَکٰوةُ الْجَسَدِ اَلصَّوْمُ ، زاد محرز فی حدیثه و قال رسول اللہ ﷺ الصیام نصف الصبر۔ رواہ ابن ماجہ ، باب فی الصوم زکوٰۃ الجسد ، رقم الحدیث: ۱۷۴۵]

حدیث شریف میں ارشادفرمایا: لِكُلِّ شَيءٍ زَكوٰةٌ وَ زَكوٰة الْجَسَدِ اَلصَّوْمُ ۔

حضرت ابو ہریرہؓ ارشاد فرماتے ہیں کہ سرورکائنات فخرموجودات علیہ الصلاۃ والسلام نے ارشادفرمایا: ہرچیز کی کوئی نہ کوئی زکوٰۃ ہوتی ہے جس کے نکالنے سے وہ چیز پاک ہوجاتی ہے اورجسم کی زکوٰۃ روزے ہیں ۔

تلاوت شدہ آیت کے تحت مفسرین کرام تحریرفرماتے ہیں کہ اللہ تبارک وتعالی نے کل کائنات اورکل مخلوقات کوپیدا کیا اوراپنی پیدا کردہ مخلوق میں اللہ تعالی نے جس کوچاہا اپنے لئے منتخب فرمایا ۔

سات زمینیں اللہ تبارک وتعالی نے بنائی تواوپر کی زمین کواپنے بندوں کیلئے منتخب فرمایا ، سات آسمان بنائے تو ساتویں آسمان کو اپنے عرش کیلئے منتخب فرمایا ، حدیث شریف میں ارشاد ہے کہ اللہ کا عرش جس کی وسعت وطوالت کے متعلق خودقرآن گواہی دیتاہے وَسِعَ كُرْسِيُّهُ اَلسَّمٰوَاتِ وَ الْأَرْضَ اس ذات لم یزل ولایزال کا عرش و کرسی آسمانوں اورزمینوں کواحاطہ کئے ہوئے ہے ، وہ ساتویں آسمان پر ہے ۔

اللہ نے مقرب فرشتے حضرت جبرئیل اورحضرت میکائیل ،اسرافیل اور عزرائیل کوپیدا کیا لیکن ان چاروں میں حضرت جبرئیل کو اپنے پیغام رسانی کیلئے منتخب فرمایا۔

خالقِ ارض و سماء نے یوں تو ایک لاکھ چوبیس ہزار انبیاء علیہم السلام

کو شرف وجود بخشا ،لیکن تمام انبیاء میں سے محبوبِ دو جہاں ، ہادی انس وجان سرورکائنات علیہ السلام کومقام اصطفائیت سے مشرف فرمایا ۔

حضرات صحابہ کرام رضوان اللہ تعالیٰ علیہم اجمعین یوں تو سب ہی امت کے دردمند اور سالار ہیں یہی وہ صحابہ ہیں جن کے متعلق نبی رحمت علیہ السلام نے ارشادفرمایا تھا ، اَصْحَابِیْ کَالنُّجُوْمِ بِاَیِّھِمِ اقْتَدَیْتُمْ اِھْتَدَیْتُمْ (۱)۔ میرے صحابہ ستاروں کے مانند ہیں تم ان میں سے جس کی بھی اقتدا کروگے کامیاب و کامراں ہوجاؤگے ، نصرت وفتح مندی تمہارے قدم چومے گی۔

لیکن تمام صحابہ کرامؓ میں حضرت ابوبکرصدیقؓ کو حضور ختمی مرتبت فداہ ابی وامی کے زبان فیض ترجمان سے یہ کہتے ہوئے فضیلت عطا کی۔ لَوْ کُنْتُ مُتَّخِذاً خَلِیْلاً غَیْرَ رَبِّی لَاتَّخَذْتُ اَبَا بَکْرٍ (۲)۔ اللہ کے سوا اگر میں کسی کو دوست بناتا تو حضرت ابوبکر کو بناتا ۔

خدائے علیم و خبیر نے بے شمار صحائف اور چار کتابیں نازل فرمائیں لیکن قرآن عظیم کو تمام صحائف وکتابوں پر ترجیح تام عطا فرمائی ۔

---

(۱)۔[حدیث أصحابی کالنجوم چھ صحابہ سے مروی ہے، حضرت ابن عمر، حضرت جابر، حضرت عمر، حضرت انس، حضرت ابوھریرۃ، اور حضرت ابن عباس رضی اللہ عنھم ۔عن جابرؓ رفعہ: ماوجدتم فی کتاب اللہ فالعمل بہ، ولا یسعہ ترکہ الی غیرہ (الحدیث) وفیہ: أصحابی کالنجوم بأیھم اقتدیتم اھتدیتم (اخرجہ الدارقطنی فی غرائب مالک و الخطیب فی الرواۃ عن مالک، کمافی لسان المیزان ۲:۱۳۷۔والتلخیص الحبیر ص۴۰۴)۔وکمافی جامع بیان العلم ۲:۱۱۰۔] ۔ (۲)۔[رواہ الترمذی عن أبی سعید الخدریؓ فی کتاب المناقب والفضائل، باب وَ لَوْ کُنْتُ مُتَّخِذًا خَلِیْلًا لَاتَّخَذْتُ اَبَا بَکْرٍ خَلِیْلًا ، رقم الحدیث: ۳۶۶۰ ۔۔ اور صاحب مشکوٰۃ نے ''باب وفات النبیؐ'' میں حضرت ابوسعید خدریؓ سے یہ حدیث روایت کی ہے بحوالہ معارف الحدیث ،کتاب المناقب والفضائل، ج۸ص۱۶۴]

اللہ نے سینکڑوں شہر اور قصبے بنائے لیکن ان تمام شہروں پر مکۃ المکرّمۃ کو اپنے گھر کیلئے خاص منتخب فرمایا ، اس کو بلدامین (امن والاشہر) کے مبارک لقب سے ملقب فرمایا ۔

اس عالم رنگ وبو میں بے شمار مساجد ہیں لیکن مسجد حرام کو فضیلت بخشی ، پہاڑوں میں طور سیناء کو اپنے تجلی کیلئے منتخب فرمایا ، دریاؤں میں فرات کو پسند فرمایا ۔

اس عالم آب و گل میں سات راتیں بنائیں ان میں شبِ قدر کو تمام راتوں پر فوقیت بخشی ، سات دن بنائے ، جمعہ کے دن کو بقیہ دنوں پر سیدالأیام سارے دنوں کا سردار کہتے ہوئے ، عیدالمؤمنین مسلمانوں کی عید فرمایا، اور عزت ومرتبت کا مقام بلند عطا کیا۔

اس گردش لیل ونہار کے بارہ مہینے بنائے، اس میں رمضان کو اپنے لئے اور شعبان کو اپنے حبیب پاک فخر رسالت مآب علیہ الصلاۃ والسلام کا مہینہ قرار دیا ۔

آپ علیہ الصلاۃ والسلام نے ارشاد فرمایا ، شَعْبَانُ شَهْرِیْ وَ رَمَضَانُ شَهْرُ اللّٰهِ (۱) کہ شعبان میرا مہینہ ہے اور رمضان اللہ کا مہینہ ہے۔

دلائل النبوۃ کی روایت ہے حضرت ابوھریرہ رضی اللہ عنہ ارشاد فرماتے ہیں،

---

(۱)۔[عن اسامة بن زيدرضى الله عنه قال قال رسول الله صلى الله عليه '' شَعْبَانُ شَهْرِیْ وَ رَمَضَانُ شَهْرُ اللّٰهِ'' رواه البيهقى فى شعب الايمان]

شعبان میرا مہینہ ہے ، رجب اللہ کا مہینہ ہے رمضان میری امت کا مہینہ ہے ، اور شعبان گناہوں سے دور کرنے والا ہے اور رمضان گناہوں کو دھونے والا مہینہ ہے (۱) ۔

یہی وجہ ہے کہ آپ علیہ الصلاۃ والسلام شعبان کے مہینہ میں بکثرت روزہ رکھا کرتے تھے ، بخاری و مسلم کی روایت ہے کہ حضرت عائشہ الصدیقہ رضی اللہ عنہا ارشاد فرماتی ہیں کہ میں نے حضور اکرم نبی خاتم علیہ السلام کو شعبان سے زیادہ روزہ رکھتے ہوئے کسی دوسرے مہینہ میں نہیں دیکھا سوائے رمضان کے (۲) ۔

ترمذی شریف کی روایت ہے حضرت انس رضی اللہ عنہ ارشاد فرماتے ہیں کہ حضور اکرم نبی رحمت علیہ الصلاۃ والسلام سے دریافت کیا گیا ۔

اَیُّ الصَّوْمِ اَفْضَلُ بَعْدَ صَوْمِ رَمَضَانَ ؟ رمضان کے بعد کون سا روزہ افضل ہے؟ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَ سَلَّمَ شَعْبَانُ لِتَعْظِیْمِ رَمَضَانَ ، رمضان کی عظمت میں شعبان کا روزہ رکھنا (۳)۔

اسی حدیث سے یہ استنباط ہوتا ہے کہ شعبان، رمضان کی آمد کی اطلاع دیتا ہے۔

---

(۱)۔[رجب شھر اللہ وشعبان شھری ورمضان شھر اللہ : نیل الأوطار ج ۴ ص ۳۳۴ ۔ و دلائل النبوۃ کذلک]

(۲)۔[عن عائشۃؓ ان النبی ﷺ کان یصوم شعبان کلّہ ، و فی روایۃ ، و ما رأیتہ فی شھر اکثر صیاماً منہ فی شعبان ، رواہ البخاری و مسلم و ابوداؤد ، و النسائی و الترمذی و غیرھما قالت: و ما رأیت النبیؐ فی شھر اکثر صیاماً منہ فی شعبان کان یصومہ الا قلیلاً ،بل کان یصومہ کلہ ،الترغیب ج۲ص۱۷۷]

(۳)۔[و روی الترمذی عن انسؓ قال : سئل النبیؐ ای الصوم افضل بعد رمضان ؟ قال: شعبانُ لتعظیم رمضان ، قال فأی الصدقۃ أفضل ؟ قال : صدقۃ فی رمضان ،قال الترمذی: حدیث غریب ۔الترغیب والترھیب کتاب الصوم، باب الترغیب فی صوم شعبان ۔ص۲ ص۱۱۷]

اس کے بعد آپ علیہ الصلاۃ والسلام سے دریافت کیا گیا فَاَیُّ الصَّدَقَةِ اَفْضَلُ ؟ آپ علیہ السلام نے ارشاد فرمایا ، صَدَقَةٌ فِیْ رَمَضَانَ، وہ صدقہ تمام صدقوں میں سب سے افضل ہے جو رمضان میں دیا جائے (۱)۔

آپ علیہ الصلاۃ و السلام نے یہ بھی ارشاد فرمایا ، شعبان کے چاند کو اچھی طرح دیکھو تا کہ رمضان کے روزوں میں فتور نہ آئے ۔

حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ حضرات صحابہ کرامؓ شعبان کا چاند دیکھ کر قرآن کریم پڑھنے کا خاص اہتمام فرماتے تھے ، اور مالدار و تونگر صحابہ کرامؓ اپنے مال سے زکوٰۃ نکالا کرتے تھے تا کہ رمضان میں غریبوں کو روزہ رکھنے کا سامان میسر ہوجائے ، تاجر حضرات اس مبارک مہینہ میں اپنا قرض ادا کردیا کرتے تھے ، اور دوسروں سے جو کچھ وصول کرنا ہوتا تھا وہ وصول کرلیا کرتے تھے ، اور رسول کریم ﷺ دعا فرماتے تھے: اَللّٰھُمَّ بَارِکْ لَنَا فِیْ رَجَبَ وَ شَعْبَانَ وَ بَلِّغْنَا رَمَضَانَ اے اللہ ہماری عمروں میں اتنی برکت دے کہ ہم رجب اور شعبان کے مہینے گذار کر رمضان کے فیض و برکات سے مالا مال ہوسکیں (۲)۔

اب اللہ رب العزت سے دعا کیجئے کہ اللہ تعالی ہم سب کو کہنے سننے سے زیادہ عمل کرنے کی توفیق عطا فرمائے۔ (آمین یارب العالمین)

و آخِرُ دَعْوَانَا اَنِ الْحَمْدُ لِلّٰهِ رَبِّ الْعَالَمِیْنَ

---

(۱)۔[الترغیب والترھیب کتاب الصوم، باب الترغیب فی صوم شعبان ص۲/ص۱۱۷] ۔(۲)۔[عن انسؓ ان النبی ﷺ کان اذا دخل رجب قال اللھم بارک لنا فی رجب وشعبان و بلغنا رمضان ۔الدر المنثور ج۱۔ص۴۴۴ ۔حلیۃ لأ ولیائج ۶ ص ۲۶۹]

ماہِ رمضان نیکیوں کا موسم بہار

اَلْحَمْدُ لِلّٰہِ رَبِّ الْعَالَمِیْنَ وَ الصَّلٰوۃُ وَ السَّلَامُ عَلٰی سَیِّدِ الْمُرْسَلِیْنَ وَ عَلٰی اٰلِہٖ وَ اَصْحَابِہٖ اَفْضَلُ الصَّلٰوۃِ وَ اَزْکٰی التَّسْلِیْمِ .

امّابعد :۔ فَاَعوذ باللہ من الشیطان الرجیم بسم اللہ الرحمٰن الرحیم .

﴿ شَهْرُ رَمَضَانَ الَّذِیْٓ اُنْزِلَ فِیْهِ الْقُرْاٰنُ هُدًی لِّلنَّاسِ وَ بَیِّنٰتٍ مِّنَ الْهُدٰی وَ الْفُرْقَانِ فَمَنْ شَهِدَ مِنْكُمُ الشَّهْرَ فَلْیَصُمْهُ ، وَ مَنْ كَانَ مَرِیْضًا اَوْ عَلٰی سَفَرٍ فَعِدَّةٌ مِّنْ اَیَّامٍ اُخَرَ یُرِیْدُ اللّٰهُ بِكُمُ الْیُسْرَ وَ لَا یُرِیْدُ بِكُمُ الْعُسْرَ وَ لِتُكْمِلُوا الْعِدَّةَ وَ لِتُكَبِّرُوا اللّٰهَ عَلٰی مَا هَدٰىكُمْ وَ لَعَلَّكُمْ تَشْكُرُوْنَ ﴾

(۱) صدق اللہ مولانا العظیم

فَقَدْ وَرَدَ فِی الْخَبَرْعَنِ النَّبِیِّ الصَّادِقِ الأَبَرِّ عَنْ اَبِیْ هُرَیْرَةَ رَضِیَ اللّٰهُ عَنْهُ قَالَ ، قَالَ رَسُولُ اللّٰهِ صَلّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَ سَلَّمَ مَنْ صَامَ رَمَضَانَ اِیْمَانًا وَّ اِحْتِسَابًا غُفِرَ لَهٗ مَا تَقَدَّمَ مِنْ ذَنْبِهٖ ،وَ مَنْ قَامَ رَمَضَانَ اِیْمَانًا وَّ اِحْتِسَابًا غُفِرَ لَهٗ مَا تَقَدَّمَ مِنْ ذَنْبِهٖ ، وَ مَنْ قَامَ لَیْلَةَ الْقَدْرِ اِیْمَانًا وَّ اِحْتِسَابًا غُفِرَ لَهٗ مَا تَقَدَّمَ مِنْ ذَنْبِهٖ ۔ (۲)

حاضرین کرام ! جس آیت کریمہ کی میں نے تلاوت کی ہے یہ سورۃ البقرہ کی ایک آیت کریمہ ہے ، اس میں اللہ رب العزت ارشاد فرمارہے ہیں ۔

---

(۱)۔[سورۃ البقرہ:پ۲ ۔آیت ۱۸۵](۲)۔[رواہ البخاری۔ باب من صام رمضان ایمانا و احتساباً ۔رقم الحدیث :۱۹۰۱۔والنسائی ۔الصیام ۔ باب من قام رمضان و صامہ ایمانا و احتساباً ۔ رقم الحدیث : من ۲۱۹۳ ۔الی ۲۲۰۹ ۔]

’’ ماہ رمضان وہ ہے جس میں قرآن اتارا گیا ، وہ لوگوں کیلئے ہدایت کا بہتا ہوا ایک چشمہ ہے ،اس میں انسانوں کی رہنمائی کیلئے کھلے دلائل ہیں اور اس میں حق و باطل کے درمیان فیصلہ کرنے کا سامان ہے سو جو تم میں سے رمضان کا مہینہ پائے تو وہ اس پورے مہینے کے روزے رکھے اور جو کوئی مریض ہو یا سفر میں ہو تو اس کے ذمہ دوسرے دنوں میں رمضان کے دنوں کی گنتی پوری کرنی ہے ،اللہ کو تمہارے لئے سہولت اور آسانی منظور ہے وہ تمہارے واسطے دشواری نہیں چاہتا ‘‘ ۔

حدیث شریف میں ارشاد فرمایا :

’’ جو لوگ رمضان کے روزے ایمان اور اللہ کی خوشنودی کے ساتھ رکھیں گے ان کے سب گذشتہ گناہ معاف کردیئے جائیں گے ، اور ایسے ہی جو لوگ ایمان و خوشنودیٔ رب کے ساتھ رمضان کی راتوں میں نوافل یعنی تراویح و تہجد پڑھیں گے ان کے بھی سب پچھلے گناہ معاف کردیئے جائیں گے ، اور اسی طرح جو لوگ شبِ قدر میں ایمان و خوشنودیٔ رب کے ساتھ نوافل پڑھیں گے ان کے بھی سارے گناہ معاف کردیئے جائیں گے ‘‘

حضرات سامعین کرام ! جس ماہ مبارک کا ہم کو شدت سے انتظار تھا ، وہ اپنی تمام تر رحمتوں اور برکتوں کے ساتھ ہم پر سایہ فگن ہو چکا ہے ۔

ہاں یہی وہ ماہِ مبارک ہے جس کے انتظار میں سرور کائنات فخر موجودات علیہ الصلوٰۃ والتسلیم سراپا منتظر رہا کرتے تھے ، اور ماہِ رجب المرجب سے

بے ساختہ یہ الفاظ نکل جایا کرتے تھے ، اَللّٰھُمَّ بَارِکْ لَنَا فِیْ رَجَب وَ شَعْبَانَ وَ بَلِّغْنَا رَمَضَانَ (۱) اے وہ ذات اقدس جس کے قبضۂ قدرت میں گردش لیل ونہار ہے ، جس کے قبضہ میں موت وحیات ہے اور کشمکش زندگی ہے، ہماری عمروں میں اتنی برکت دے کہ ہم رجب اور شعبان گذار کر رمضان کی نعمتوں اور رحمتوں سے مالا مال ہوسکیں ۔

بخاری ومسلم کی روایت ہے حضرت عائشہ الصدیقہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا فرماتی ہیں کہ جب رمضان کا مہینہ آتا تو رسول رحمت علیہ الصلوٰۃ والسلام اپنی لنگی کو کس لیا کرتے تھے ،محدثین کرام یہاں تحریر فرماتے ہیں کی اپنی لنگی کو باندھنے سے دو چیزیں مراد ہوسکتی ہیں ایک تو یہ کہ آپ علیہ السلام انتہائی مستعدی کا مظاہرہ کرتے تا کہ اللہ کی عبادت شوق وذوق سے کی جائے ،اور دوسری مراد یہ کہ رمضان میں آپ علیہ السلام تمام دنیا و مافیھا حتی کہ اپنی بیویوں سے بالکل احتراز فرما کر مصروف عبادت ہوجاتے ،اور رات بھر آپ کا جسم اطہر دربار خداوندی میں سربسجود رہتا اور زبان مبارک حمد باری میں زمزمہ سنج رہتی۔

نسائی کی روایت ہے آپ علیہ الصلوٰۃ والسلام نے ارشاد فرمایا : اِنَّ اللّٰہَ فَرَضَ صِیَامَ رَمَضَانَ وَسَنَنْتُ لَکُمْ قِیَامَہٗ،فَمَنْ صَامَہٗ وَقَامَہٗ اِیْمَانًاوَّ اِحْتِسَابًا خَرَجَ مِنْ ذُنُوْبِہٖ کَیَوْمٍ وَلَدَتْہُ اُمُّہ ۔(۲) ۔

---

(۱)۔[عن انس ؓ ان النبی ﷺ کَانَ اِذَا دَخَلَ رَجَبُ قَالَ اَللّٰھُمَّ بَارِکْ لَنَافِیْ رَجَبَ وَ شَعْبَانَ وَ بَلِّغْنَا رَمَضَانَ'' الدرالمنثور۔ج۱۔ص۴۴۴۔ حلیۃ الأولیاء ج٦ ۔ ص۲٦۹] ۔(۲)۔[رواہ النسائی ۔ کتاب الصیام باب من قام رمضان ررقم الحدیث:۲۲۱۲]

آپ علیہ السلام نے ارشاد فرمایا ، بے شک اللہ حاکم وعلیم نے رمضان کے روزے کو فرض کیا ہے اور میں اس کی تراویح کو سنت قرار دیتا ہوں پس جس شخص نے روزے رکھے اور تراویح کی نمازیں ایمان و خوشنودیٔ رب کے ساتھ پڑھیں اس کا نامۂ اعمال گناہوں سے اس طرح صاف و شفاف ہوجائیگا جیسا کہ اس دن تھا جب اس کی ماں نے اس کو جنا تھا ۔

طبرانی کی روایت ہے حضرت ابوھریرہ رضی اللہ تعالی عنہ ارشاد فرماتے ہیں کہ آپ علیہ السلام نے ارشاد فرمایا : مسلمانو ! اعلائے کلمۃ اللہ کیلئے جہاد کرو ، مالِ غنیمت سے تم کو نوازا جائے گا ، وَ صُوْمُوْا تَصِحُّوْا اور روزہ رکھو صحت و عافیت تمہاری مٹھی میں رہے گی ، مال تجارت لے کر سفر کرو دولت تمہارا قدم چومے گی (۱) ۔

حضرت عبادہ ابن ثابت رضی اللہ عنہ کی روایت ہے آپ علیہ السلام نے رمضان کے قریب ارشاد فرمایا :

لوگو ! رمضان کا مبارک ومقدس مہینہ ہم پر سایہ فگن ہو چکا ہے جو بڑی برکتوں والا مہینہ ہے حق سبحانہٗ وتقدس اس میں تمہاری جانب متوجہ ہوتے ہیں اور اپنی خاص الخاص رحمت کو موسلا دھار بارش کے مانند برساتے ہیں ، گناہوں اور خطاؤں کی سیاہی کو اپنے دریائے رحمت سے دھوتے ہیں ، اور تمہارے نالہ ہائے قلب و جگر کو شرف قبولیت سے نوازتے ہیں ، تمہارا نیکیوں

(۱) ۔[عن ابی ھُریرۃؓ قَالَ :قَالَ رَسُوْلُ اللّٰہُ اغْزُوا تَغْنَمُوا ، و صُوْمُوا تَصِحُّوا ، و سَافِرُوْا تَسْتَغْنموا ۔ رواہ الطبرانی فی الأوسط ورواتہ ثقات بحوالہ الترھیب والترغیب ،کتاب الصوم ،رقم الحدیث:۱۰ ۔ ج ۲/ص ۸۳]

میں ایک دوسرے سے آگے بڑھنا اللہ کی نظرِ خاص کو اپنی جانب کھینچ لیتا ہے اور اپنے فرشتوں سے بطور تفاخر کہتے ہیں ۔

اے فرشتو ! ذرا دیکھو تو میرے ان پیارے بندوں کو جو نیکیوں میں ایک دوسرے سے آگے بڑھنے پر حسد و حرص کر رہے ہیں یہ میرے وہی بندے ہیں جن کی پیدائش پر تم نے کہا تھا اَتَجْعَلُ فِیْهَا مَنْ یُّفْسِدُ فِیْهَا وَ یَسْفِكُ الدِّمَآءَ(۱) کہ اے پروردگار عالم! آپ ایک ایسی مخلوق کو عدم سے وجود میں لا رہے ہیں جو زمین پر فساد برپا کرے ، اور ناحق ایک دوسرے کا خون بہائے۔

ذرا دیکھو ان خاصان خدا کو جن کے لب و زبان شدتِ پیاس سے سوکھ رہے ہے ، جن کی پیشانی میری بارگاہ میں خندہ زن ہے ،جنھوں نے لذیذ کھانوں کو میری خوشنودی کی خاطر چھوڑ رکھا ہے ،آج ان کے پہلو نرم گرم بستر سے ناآشنا نظر آتے ہیں ، پھر رب ذوالجلال والاکرام فرمائیں گے عِزَّتِیْ وَ جَلَالِیْ ، میری جلالتِ شان کی قسم ، میری عزت و آن کی قسم میں ان کو نوازوں گا جنت سے نوازوں گا دوزخ سے بچاؤں گا ،اپنی خوشنودی و مرضی ان میں بانٹ دونگا (۲)۔

آپ علیہ السلام نے اب ارشاد فرمایا ،مسلمانو! ہر ایک کا ایک موسم ہوتا ہے ، ہر ایک کا ایک سیزن ہوتا ہے رمضان نیکیوں کا سیزن ہے۔

---

(۱)۔[سورۃ البقرۃ : پ۱ ۔آیت ۳۰] ۔(۲)۔[الترغیب والترھیب : کتاب الصوم، رقم الحدیث :۲۳۔ج۲ ۔ص۹۹]

لہٰذا رمضان میں اپنے بچپن کی عبادت اور جوانی کی ریاضت اور بڑھاپے کی خجالت اللہ کو دکھلاؤ ۔

پھر آپ علیہ السلام نے ارشاد فرمایا : فَاِنَّ الشَّقِیَّ مَنْ حُرِمَ فِیْهِ رَحْمَةَ اللّٰهِ عَزَّ وَجَلَّ (۱) ، بدنصیب ہے وہ شخص جو اس مہینہ میں بھی اللہ کی رحمت سے محروم و نامراد رہے ۔

حضرت ابوھریرہؓ کی روایت ہے آپ علیہ السلام نے ارشاد فرمایا : اللہ سبحانہٗ وتقدس نے میری اس امت کو خاص طور پر پانچ چیزیں رمضان کے سلسلہ میں عطا کی ہیں ، جو مجھ سے پہلے کسی بھی امت کو عطا نہیں کی گئی (۲)۔

ارشاد فرمایا ایک تو یہ ہے کہ روزہ دار کے منہ کی بدبو اللہ کے نزدیک مشک وعنبر سے کہیں زیادہ پسند ہے ، دوسرا یہ کہ روزہ دار کیلئے دریا کی تہ میں رہنے والی مچھلیاں دعائے مغفرت کرتی ہیں یہاں تک کہ روزہ دار افطار کرلے

مچھلیاں پانی میں ذرے خاک میں برگ وشجر
بندۂ صالح کو دعا دیتی ہیں ہر شام و سحر

تیسرے یہ کہ جنت ہر روز ان کیلئے آراستہ کی جاتی ہے پھر اللہ رب کائنات جنت سے خطاب کرتے ہوئے فرماتے ہیں ،قریب ہے کہ میرے نیک بندے دنیا کی مشقتیں اپنے اوپر سے پھینک کر تیری طرف آویں گے۔

---

(۱)۔[عن عبادۃ بن الصامتؓ ان رسول اللہ ﷺ قال یوماً وحضر رمضان، أتاکم رمضان شھر برکۃ ۔۔۔الی آخر الحدیث: فان الشقی من حرم فیہ رحمۃ اللہ عز و جل ۔رواہ الطبرانی ، بحوالہ الترغیب والترھیب ۔باب ان الشقی من حرم فی رمضان رحمۃ اللہ عز و جل ۔رقم الحدیث :۲۰۔ج۲ ۔ص۹۹] ۔ (۲)۔[الترغیب والترھیب ۔ باب الترغیب فی صیام رمضان ۔ رقم الحدیث :۶ ۔ج۲۔ص ۹۱]

چوتھے یہ کہ سرکش شیاطین قید کردیئے جاتے ہیں ، اور پانچویں یہ کہ رمضان کی آخری رات میں روزہ داروں کیلئے عام مغفرت کی جاتی ہے ۔

حضرات صحابہ کرام رضوان اللہ علیہم اجمعین نے دریافت کیا اے اللہ کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم کیا وہ رات شبِ قدر ہے ، جس میں دریائے رحمت میں جوش ہوتا ہے ،اور روزہ داروں کی مغفرت کی جاتی ہے؟ تو آپ علیہ السلام نے ارشاد فرمایا وہ رات شبِ قدر نہیں بلکہ عید کی رات ہوتی ہے اس لئے کہ قاعدہ ہے کہ مزدور کو کام ختم ہونے کے وقت مزدوری دی جاتی ہے (۱) ۔

یہ محض اللہ کا فضل وانعام نہیں تو اور کیا ہے کہ یہ پانچ انعامات ہم جیسے گناہگاروں کو عطا فرمایا ، بس اللہ سے دعا کیجئے اے اللہ ہمیں ان انعامات کے قدر کی توفیق نصیب فرما ، اور رمضان المبارک کے ہر لمحہ کو ہمارے لئے نیکیوں کا سامان اور جنت نشاں بنادے ۔

(آمین یارب العالمین)

و آخِرُ دَعْوَانَا اَنِ الْحَمْدُ لِلّٰهِ رَبِّ الْعَالَمِيْنَ

❁❁❁

(۱)۔[عن ابی ھریرۃؓ قال قالَ رَسولُ اللّٰہِ ﷺ اُعْطِیَتْ اُمَّتِیْ خَمْسَ خِصَالٍ فِیْ رَمَضَانَ لَمْ تُعْطَهُنَّ اُمَّةٌ قَبْلَهُمْ خَلُوْفُ فَمِ الصَّائِمِ اَطْیَبُ عِنْدَ اللّٰہِ مِنْ رِیْحِ الْمِسْکِ ، وَ تَسْتَغْفِرُ لَهُمْ الْحِیْتَانُ حَتّٰی یُفْطِرُوْا ، وَ یُزَیِّنُ اللّٰہُ عَزَّ وَ جَلَّ کُلَّ یَوْمٍ جَنَّتَهُ ثُمَّ یَقُوْلُ یُوْشِکُ عِبَادِیَ الصَّالِحُوْنَ اَنْ یُلْقُوْا عَنْهُمْ الْمَئُوْنَةَ وَ یَصِیْرُوْا اِلَیْکَ وَ تُصَفَّدُ فِیْهِ مَرَدَةُ الشَّیَاطِیْنِ فَلَا یَخْلُصُوْا فِیْهِ اِلٰی مَا کَانُوْا یَخْلُصُوْنَ اِلَیْهِ فِیْ غَیْرِهٖ وَ یُغْفَرُ لَهُمْ فِیْ آخِرِ لَیْلَةٍ قِیْلَ یَا رَسُوْلَ اللّٰہِ أهِیَ لَیْلَةُ الْقَدْرِ قَالَ لَا وَ لٰکِنَّ الْعَامِلَ اِنَّمَا یُوَفّٰی اَجْرَهُ اِذَا قَضٰی عَمَلَهُ .
(رواہ احمد و البزار و البیہقی و رواہ ابوالشیخ ابن حبان فی کتاب الثواب الاعندہ وتستغفرلھم الملائکۃ بدل الحیتان ۔
کذا فی الترغیب و الترھیب، کتاب الصوم ۔باب ماورد فی فضل صیام شھر رمضان ۔ رقم الحدیث:۶ ۔ج ۲ص ۹۱۔۹۲]

قرآن مقدس اور اس کی اعجاز بیانی

اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ الَّذِیْ هَدَانَا لِهٰذَا وَ مَا کُنَّا لِنَهْتَدِیَ لَوْ لَا اَنْ هَدَانَا اللّٰهُ وَ اَکْمَلَ لَنَا دِیْنَنَا وَاَتَمَّ عَلَیْنَا نِعَمَهٗ وَرَضِیَ لَنَا الْاِسْلَامَ دِیْناً ، فَلَا نَعْبُدُ وَ لَا نَسْتَعِیْنُ وَ لَا نَسْتَغْفِرُ وَ لَا نَسْتَهْدِیْ اِلَّا اِیَّاهُ وَ نَشْهَدُ اَنْ لَا اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ وَحْدَهٗ لَا شَرِیْکَ لَهٗ وِ نَشْهَدُ اَنَّ مُحَمَّدًا عَبْدُهٗ وَ رَسُوْلُهٗ۔

اَمابعد :۔ فَاَعوذ باللہ من الشیطان الرجیم بسم اللہ الرحمٰن الرحیم .

﴿ لَوْ اَنْزَلْنَا هٰذَا الْقُرْآنَ عَلٰی جَبَلٍ لَّرَأَیْتَهٗ خَاشِعًا مُّتَصَدِّعًا مِّنْ خَشْیَةِاللّٰهِ وَ تِلْکَ الْاَمْثَالُ نَضْرِبُهَا لِلنَّاسِ لَعَلَّهُمْ یَتَفَکَّرُوْنَ ﴾

(۱) صدق اللہ العظیم

حاضرین کرام ! چونکہ رمضان کا مبارک مہینہ سایہ فگن ہے جو نیکیوں کا موسم بہار ہے اور قرآن عظیم کو رمضان سے خاص تعلق اور مناسبت ہے ، اس لئے آپ حضرات کے سامنے قرآن عظیم کے فضائل و مناقب پر چند گزارشات پیش کرنا چاہتا ہوں ۔

جس آیت مبارکہ کی میں نے تلاوت کی ہے اس آیت میں حق جل مجدہٗ یوں ارشاد فرماتے ہیں " اگر ہم اس قرآن کو کسی پہاڑ پر نازل کرتے تو تم دیکھتے کہ پہاڑ باوجود اپنی سختی و صلابت کے اس قرآن عظیم کی عظمت

(۱)۔[سورۃ الحشر :پ ۲۸ ۔ آیت ۲۱] .

و بزرگی کے آگے جھک جاتا اللہ کے خوف سے ریزہ ریزہ ہو جاتا اور یہ مثالیں ہم لوگوں کیلئے بیان کرتے ہیں تا کہ غور وفکر کریں ‘‘

سامعین کرام ! بلاشبہ یہ ایک نا قابل انکار حقیقت ہے کہ قرآن عظیم اس ذات ذوالجلال کا کلام شیریں بیاں ہے جس نے نوع انسانی کو ذوق تکلم بخشا ، جو اگر امت مسلمہ کی روح ہے تو دوسری جانب تڑپتے دل کی فریاد اور سسکتی روح کا علاج ہے ۔

ہاں یہی قرآن ہے جس نے مردہ دلوں کو حیاتِ جاودانی کا نسخۂ کیمیا عطا کیا ، جس نے وحشت و بربریت کے اندھیریوں میں علم وعرفان کے دیئے روشن کئے ، جس نے اگر عرب کے صحراء نورد بدوؤں کو زبان عطا کی تو دوسری جانب زمین عرب کے فصاحت و بلاغت کے دعوے داروں کو چیلنج کیا ، وہ زبانِ عرب کے شہنشاہ جو اس بات کے مدعی تھے کہ ہم ہی عربی ہیں ،ہم ہی اہل زبان ہیں ، ہمارے علاوہ جتنے افراد اس کرۂ ارضی پر متمکن ہیں وہ سب عجمی ہیں گونگے ہیں ،حقیقت بھی یہی تھی کہ فصاحت و بلاغت ، اسالیبِ بیان اور روانی لسان اس حد پر پہونچ چکی تھی کہ ان کی پانچ چھ برس کی معصوم بچیاں جو عقل وشعور کے ابتدائی مرحلے میں ہوا کرتی تھیں ان کو سوا شعار نوک زباں ہوا کرتے تھے ، یہی نہیں بلکہ عرب کے شعراء نہایت فصیح و بلیغ اشعار لکھ کر بیت اللہ میں لٹکایا کرتے تھے ، اور بآواز بلند اعلان و چیلنج کیا کرتے تھے کہ اس شعر کے مثل کوئی اور شاعر لے کر آئے تو سہی ، نتیجہ یہ ہوتا کہ کوئی

دوسرا اس سے بہتر اور افضل کلام لکھ کر لاتا اور بیت اللہ پر آویزاں کرتا ، سبعہ معلقہ نامی کتاب جو مدارس اسلامیہ میں اوردوسری جگہوں پر پڑھائی جاتی ہے یہ وہی سات قصیدے ہیں جس کو بیت اللہ میں لٹکایا گیا ۔

غرض یہ کہ عربوں میں فصاحت وبلاغت کا زور تھا ، جس وقت اللہ کے رسول نے قریش کے ان جواں سال اور پیرانہ سال افراد جن کو اپنی فصاحت وبلاغت پر ناز تھا قرآن کی آیتیں پڑھ کر سنائیں تو انہوں نے اس کے کلام الٰہی ہونے کا انکار کیا ، فَقَالَ اِنْ هٰذَآ اِلَّا سِحْرٌ يُّوثَرُ اِنْ هٰذَآ اِلَّا قَوْلُ الْبَشَرِ (۱)۔

کفارِ مکہ نے سرعام کہا کہ یہ جادو کے علاوہ کوئی چیز نہیں یہ اللہ کا کلام نہیں ہے بلکہ یہ تو انسان کا کلام ہے ، کلام الٰہی کے مُنَزَّلْ مِنَ اللّٰہِ ہونے کا جب کفار نے انکار کیا اور اس کلام کو انسان کا کلام قرار دیا تو اللہ تعالی نے ان کفار مکہ سے یوں کہا ۔

عَلٰی اَنْ يَّأْتُوْا بِمِثْلِ هٰذَا الْقُرْآنِ (۲) ، اے فصاحت وبلاغت کا دم بھرنے والو اگر یہ کلام کلامِ الٰہی نہیں بلکہ انسان کا کلام ہے تو لاؤ اس جیسا قرآن ؟۔

جب قریش مکہ کلام الٰہی کے مشابہ پیش نہ کر سکے تو اللہ رب العزت نے دوبارہ چیلنج کیا کہ ٹھیک ہے اگر تمہارے اندر اتنی طاقت موجود نہیں ہے کہ

---

(۱)۔[سورۃ المدثر: پ ۲۹۔آیت ۲۴۔۲۵] ۔(۲)۔[سورہ بنی اسرائیل: پ ۱۵۔آیت ۸۸]

تم اس جیسا قرآن پیش کرسکو ، تو کوئی بات نہیں ہم اس سے بھی کم پر تم کو دعوت دیتے ہیں ۔

" قُلْ فَأْتُوْا بِعَشْرِ سُوَرٍ مِّثْلِهٖ (۱) " اے محمد صلی اللہ علیہ وسلم ! ان الٹی کھوپڑی والے انسانوں سے کہہ دیجئے کہ اگر تم اس کے مثل قرآن نہیں لا سکتے تو کم از کم اس قسم کی دس سورتیں ہی ہمارے سامنے پیش کردو ۔

لیکن کفار مکہ یہاں بھی عاجز و قاصر رہے، تو اللہ رب العزت نے اس سے بھی نیچے کی بات کہی کہ ٹھیک ہے نہ تم قرآن جیسا کوئی کلام پیش کر سکے ، نہ اس جیسی دس سورتیں پیش کر سکے ، تو کوئی بات نہیں ۔

وَ اِنْ كُنْتُمْ فِيْ رَيْبٍ مِمَّا نَزَّلْنَا عَلٰى عَبْدِنَا فَأْتُوْا بِسُوْرَةٍ مِّنْ مِّثْلِهٖ (۲)

ایک ہی سورۃ اس جیسی بنا لاؤ ، سورۃ میں یہ بھی قید نہیں لگائی کہ سورۂ بقرہ جیسی سورۃ جو ڈھائی پارے پر مشتمل ہے یا ال عمران جیسی سورۃ ہو یہ بھی قید نہیں بلکہ اِنَّا اَعْطَيْنَاكَ الْكَوْثَرَ کی طرح کوئی چھوٹی سی سورۃ بنا لاؤ ، لیکن اس سے بھی کفار مکہ عاجز رہے ، قرآن عظیم نے پھر کہا ، کوئی بات نہیں ، نہ قرآن کی طرح کوئی قرآن پیش کر سکے ، نہ اس جیسی ایک سورۃ تک پیش کر سکے ، اب ہم اس سے بھی سہل اور آسان چیلنج کرتے ہیں ۔

فَلْيَأْتُوْا بِحَدِيْثٍ مِّثْلِهٖ اِنْ كَانُوْا صٰدِقِيْنَ (۳) ۔

اے کفار مکہ اگر تم اپنے دعوے میں سچے ہو تو اس جیسی ایک بات ہی لے آؤ ،

---

(۱)[سورۃ ھود : پ۱۲ ۔آیت ۱۳] ۔ (۲)۔[سورۃ البقرۃ: پ۱ ۔آیت ۲۳]

(۳)۔[سورہ الطّور: پ ۲۷۔آیت ۳۴]

لیکن کفارِ مکہ اس سے بھی عاجز اور قاصر رہے ۔

ذرا تصور کیجئے کہ جس قوم کا اوڑھنا اور بچھونا چیلنج بن گیا ہو، جو خود چیلنج دینے اور لینے کی عادی ہو ، جو قوم اسلام اور قرآن کی مخالفت اور اس کو گرانے اور مٹانے کیلئے اپنی جان ،مال ، آبرو ، اولاد سب کچھ قربان کرنے پر تلی ہوئی ہو اس سے یہ چیلنج کیا جائے پھر بھی وہ اس چیلنج کو پورا نہ کرسکی ، اس لئے کہ وہ ان کے بس سے باہر تھا وہ اس کلام کے مثل پیش نہیں کرسکتے تھے ۔

کیسے پیش کرسکتے تھے خود قرآن مقدس ببانگِ دہل یہ اعلان کررہا ہے ،

قُلْ لَّئِنِ اجْتَمَعَتِ الِانْسُ وَ الْجِنُّ عَلٰی اَنْ یَّأتُوْا بِمِثْلِ ھٰذَا الْقُرْآنِ لَا یَاتُوْنَ بِمِثْلِہٖ وَ لَوْ کَانَ بَعْضُھُمْ لِبَعْضٍ ظَھِیْراً (۱) ۔

اگر تمام انسان اور جنات مل کر اس قرآن جیسا (کلام) پیش کرنا چاہیں تو اس جیسا پیش نہیں کرسکیں گے ، خواہ وہ ایک دوسرے کی کتنی ہی مدد کیوں نہ کرلیں ۔

تاریخ شاہد ہے کہ جب کبھی بھی آنحضور صلی اللہ علیہ وسلم نے کفار پر قرآن کو پیش کیا تو وہ بغیر متاثر ہوئے نہ رہے ۔

حرم محترم میں قریش کے سرداروں کی محفل جمی ہوئی ہے ، عتبہ ، ابوجہل ، ابولہب جیسے لوگ شریک ہیں عام دنوں کی طرح نہ ان کے چہروں پر شادمانی ہے نہ بشاشت ، بلکہ ان کے چہرے انتہائی غم میں ڈوبے ہوئے ہیں ، ایک

---

(۱)۔[سورۃ بنی اسرائیل: پ۱۵ ۔ آیت ۸۸]

دوسرے سے یوں کہہ رہے ہیں ، محمد اور اس کا لایا ہوا دین جوں جوں ہم اس کی مخالفت کرتے ہیں بڑھتا ہی چلا جارہا ہے ، ظلم وزیادتی کی وہ کون سی تدبیر ہے جس کو آزمانہ لیا گیا ہو ،کیا کیا جائے ؟ جو ان کا ایک مرتبہ ہوجاتا ہے کسی طرح ہمارا نہیں بنتا ، مشورہ یہ ہوا کہ اب تو صرف ایک ہی حربہ ہے ، وہ یہ کہ محمد کو لالچ میں پھانسا جائے ، اس لئے کہ اس کائنات میں تین چیزیں ہی شر کی بنیاد اور جڑ ہیں ، جس کے ذریعہ بڑے سے بڑے انسان کا پیر پھسل جایا کرتا ہے ، وہ تین چیزیں کون سی ہیں زن ، زمین زر، یہ ہیں مایۂ شر ، ہر برائی کی جڑ تین چیزیں ہیں یا تو عورت کی وجہ سے آدمی شر میں مبتلا ہوگا ، یا زمین کی وجہ سے یا مال و دولت کی وجہ سے ، تو کیوں نہ محمد کو ان تین چیزوں کے لالچ میں پھنسایا جائے اس طرح ہم اس کے دین کو پھیلنے سے روک سکیں گے ، عتبہ نبی رحمتؐ کی خدمت میں حاضر ہوا اور سرکار دو عالم صلی اللہ علیہ وسلم سے عرض کرنے لگا ، کہ اے محمد آپ کیا چاہتے ہیں ؟ آپ علیہ السلام نے ابھی جواب نہیں دیا کہ خود ہی بول اٹھا کہ اگر آپ مکہ کی حکومت چاہتے ہیں ، تو حکومت حاضر ، اگر عرب کی خوبصورت لڑکیوں سے شادی کے خواہشمند ہیں تو وہ بھی حاضر ، مال وزیور کے طالب ہوں تو وہ بھی حاضر ،آپ علیہ السلام ہر ایک پر یہی فرماتے رہے ، نہیں مجھے کسی چیز کی ضرورت نہیں ۔

اب عتبہ خاموش ہوا تو آپ ﷺ نے کہا ،اے عتبہ تم نے اپنی بات کرلی

اب میری بھی سن لو ، عتبہ نے کہا ضرورضرور ، سرکار دو عالم صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنی میٹھی زبان سے سورۂ حم کی تلاوت شروع فرمائی ، وہ ہمہ تن گوش خاموشی کے ساتھ قرآن عظیم کو سنتا رہا ، ذرا تصور کیجئے قرآن پھر رسول اللہ کی زبان ،کیسا سہانا منظر ہوگا، اورآپؐ نے تلاوت ختم فرمائی تو اٹھا اورخاموشی سے قریش کی جانب چل پڑا ، قریش مکہ نے عتبہ کو دیکھا تو فوراً کہہ پڑے کہ عتبہ کا چہرہ بدلا ہوا ہے ،عتبہ نے کہا کہ محمد نے مجھے ایسا کلام سنایا ہے بلاشبہ یہ کلام اپنا اثر ضرور دکھلائے گا ،اورولید بن مغیرۃ نے قرآن سن کر کہا تھا وَ اللّٰہِ اِنَّ لِقَوْلِہِ الَّذِیْ یَقُوْلُ حَلَاوَۃً وَاَنَّ عَلَیْہِ لَطَلَاوَۃً وَاَنَّہُ لَیَعْلُوْا وَمَا یُعْلٰی(۱)۔

خدا کی قسم جو یہ کلام بولتے ہیں اس میں بلا کی شیرینی اوررونق ہے ، یہ کلام غالب ہی رہتا ہے مغلوب نہیں ہوتا ، اس میں وہ کیف ہے کہ سن کر آدمی تو آدمی شجروحجر بھی جھومنے لگتے ہیں ،وہ حلاوت ہے جودل کے سارے تار جوڑ دیتی ہے ، اوروہ نغمہ ہے جوروح کو سرشار کردیتا ہے ،کفار مکہ اپنا سامنہ لے کر خاموش ہوگئے ،(۲) یہی وجہ ہے کہ کفار مکہ یوں کہا کرتے تھے کہ جب کبھی قرآن پڑھا جائے ۔ لَا تَسْمَعُوْا لِھٰذَا الْقُرْاٰنِ وَالْغَوْا فِیْہِ لَعَلَّکُمْ تَغْلِبُوْنَ(۳) اس قرآن کو نہ سننا بلکہ جب یہ پڑھا جائے تو شور مچایا کرو تا کہ اس کا اثر تم پر غالب نہ ہو بلکہ تمہاری آواز اس پر غالب رہے ۔

---

(۱) ۔[یہ الفاظ ولید بن مغیرۃ کے ہیں جس کو امام حاکم اور بیہقی نے نقل کیا ہے بحوالہ الخصائص الکبری للسیوطیؒ ج ۱ ص ۱۱۳ ۔ الاتقان: ج ۲ ص ۱۱۷ ۔اور عتبہ بن ربیعہ نے کہا تھا: خدا کی قسم محمد نے مجھ کو جو کلام سنایا میرے کانوں نے ایسا کلام تمام عمر نہیں سنا۔ اخرجہ البیہقی وابن اسحاق عن محمد بن کعبؒ، الخصائص الکبریٰ ج ۱ ص ۱۱۵ ۔ابو یعلی عن جابرؓ (جمع الفوائد ج ۲ ص ۲۶] ۔(۲) ۔[عیون الأثر ۔ج ۱۔ ص ۱۰۵۔ زرقانی شرح مواہب ج ۱ ص ۲۵۷ ۔الخصائص الکبری ۔ج ۱ ص ۱۱۴] ۔(۳) ۔[سورہ حٰم السجدہ : پ ۲۴ ۔آیت ۲۶]

البتہ اس کا اثر وہی لوگ قبول کرتے ہیں جن کے پاس سوچنے والا دماغ اور سمجھنے والا دل اور دیکھنے والی آنکھیں موجود ہوں ۔

ہمارے زمانہ میں مسلمانوں کا قرآن مجید سے جو تعلق ہے اسے ماہر القادری صاحب مرحوم نے قرآن مجید کی مظلومانہ فریاد پر کیا خوب نظم کہی ہے۔

طاقوں میں سجایا جاتا ہوں آنکھوں سے لگایا جاتا ہوں
تعویذ بنایا جاتا ہوں دھو دھو کے پلایا جاتا ہوں
جزدان حریر و ریشم کے اور پھول ستارے چاندی کے
پھر عطر کی بارش ہوتی ہے خوشبو میں بسایا جاتا ہوں
جب قول و قسم لینے کیلئے تکرار کی نوبت آتی ہے
پھر میری ضرورت پڑتی ہے ہاتھوں میں اٹھایا جاتا ہوں
کس بزم میں مجھ کو بار نہیں کس عرش میں میری دھوم نہیں
پھر بھی میں اکیلا رہتا ہوں مجھ سا بھی کوئی مظلوم نہیں

ہونا تو یہ چاہئے کہ رات دن قرآن کی تلاوت کی جائے ،رمضان المبارک کا بابرکت مہینہ ہے ، عزم اور ارادہ کیجئے کہ ہم شوق اور ذوق کے ساتھ قرآن کی تلاوت کریں گے اور تراویح میں قرآن عظیم کو انتہائی فریفتگی کے ساتھ سنیں گے ، قرآن اس لئے نہیں آیا کہ اس کو طاقوں میں سجایا جائے بلکہ تلاوت کرنے اور اس پر عمل کرنے کیلئے آیا ہے۔

اس تقریر کو میں ایک حدیث پر ختم کرتا ہوں حضور علیہ السلام نے ارشاد فرمایا :

اَلصِّيَامُ وَالْقُرْآنُ يَشْفَعَانِ لِلْعبدِ يقولُ الصِّيامُ اَیْ رَبِّ اِنِّیْ مَنَعْتُهُ الطعامَ و الشَهواتِ بِالنَّهَارِ فَشَفِّعْنِیْ فِيْهِ وَ يَقُوْلُ القُرآنُ مَنَعْتُهُ النومَ بِاللَّيْلِ فَشَفِّعنِیْ فِيْهِ فَيُشَفَّعَانِ ، (۱) ۔

قرآن اللہ رب العزت کے دربار میں یوں عرض کرے گا ، کہ اے اللہ میں نے اس شخص کو رات کے سونے اور آرام کرنے سے روکے رکھا آپ اس بندے کے حق میں میری سفارش قبول فرمایئے ، اوراس کی مغفرت فرمادیجئے ، اللہ تعالی اس بندے کی مغفرت فرمائیں گے۔

دعا فرمایئے کہ اے اللہ ہمیں قرآن کے ساتھ والہانہ شغف اور تعلق ونسبت عطا فرما اور رمضان المبارک کے ان مبارک ایام میں قرآن کی دن رات تلاوت کرنے اور تراویح میں شوق وذوق کے ساتھ قرآن کو سننے کی توفیق و ہمت عطا فرما۔

(آمین یارب العالمین)

﴿و ما علینا الا البلاغ﴾

❁❁❁

---

(۱)۔[عَن عبدِ اللهِ بنِ عمروٍؓ اَنَّ رَسولَ اللّٰهِ ﷺ قَالَ اَلصِّيَامُ وَ الْقُرْآنُ يَشْفَعَانِ لِلْعبدِ يقولُ الصِّيامُ اَیْ رَبِّ اِنِّیْ مَنَعْتُهُ الطعامَ و الشَهواتِ بالنهارِ فَشَفِّعْنِیْ فِيْهِ وَ يَقُوْلُ القُرآنُ مَنَعْتُهُ النومَ بِالليلِ فَشَفِّعنِیْ فيه فَيُشَفَّعَانِ ، رواه احمد و الطبرانی فی الکبیر ، و رجاله محتج بهم فی الصحیح، و راه ابن ابی الدنیا فی کتاب الجوع وغیره باسناد حسن والحاکم و قال: صحیح علی شرط مسلم ،و رواه البیهقی فی شعب الایمان کذلک بحواله الترغیب والترهیب (الصیام و القرآن یشفعان للعبد یوم القیامة) رقم الحدیث:۱۵۔ج۲۔ص۸۴۔]

روزہ ایک خوشبودار عمل

اَلْحَمْدُ لِلّٰہِ وَ کَفٰی وَ سَلَامٌ عَلٰی عِبَادِہِ الَّذِیْنَ اصْطَفٰی ۔
امّا بعد:۔ فأعوذ باللہ من الشیطان الرجیم بسم اللہ الرحمٰن الرحیم .

﴿ یٰٓاَیُّھَا الَّذِیْنَ اٰمَنُوْا کُتِبَ عَلَیْکُمُ الصِّیَامُ کَمَا کُتِبَ عَلَی الَّذِیْنَ مِنْ قَبْلِکُمْ لَعَلَّکُمْ تَتَّقُوْنَ ﴾ (۱) صدق اللہ العظیم

حاضرین کرام ! جس آیت کریمہ کی میں نے تلاوت کی ہے ، اس میں اللہ رب العزت ارشاد فرمارہے ہیں ۔

'' اے ایمان والو ! تم پر روزے فرض کردیئے گئے ،جس طرح تم سے پہلے انبیاء کے ماننے والوں پر فرض کئے گئے تھے ،اس سے توقع ہے کہ تم میں تقویٰ کی صفت پیدا ہوگی '' ۔

سامعین کرام ! یہ رمضان المبارک کا مہینہ ہے ، ماہِ رمضان خداوند قدوس کی رحمت کی گھٹاؤں اور بہاروں کا مہینہ ہے ،یہی وہ مہینہ ہے جس کے متعلق اللہ رب العزت فرمارہے ہیں کہ شَھْرُ رَمَضَانَ الَّذِیْ اُنْزِلَ فِیْہِ الْقُراٰنُ ھُدًی لِّلنَّاسِ بَیِّنٰتٍ مِّنَ الْھُدٰی وَ الْفُرْقَانِ(۲)۔

---

(۱)۔[سورۃالبقرۃ :پ ۲ ۔ آیت ۱۸۳] ۔ (۲)۔[سورۃالبقرۃ :پ۲ ۔ آیت ۱۸۵]

یوں تو مہینے ۱۲ موجود ہیں لیکن اللہ رب العزت نے اس ماہ محترم کو عزت وخوبی اس طرح بخشی ،کہ ہاں رمضان وہ مہینہ ہے جس میں اللہ رب العزت کا وہ کلام نازل ہوا جس کو تمام آسمانی کتابوں پر فوقیت حاصل ہے، بھلا اس سے بڑا اعجاز اور کیا ہوسکتا ہے ، اسی کو حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام نے ارشاد فرمایا: شَعْبَانُ شَهْرِیْ وَ رَمَضَانُ شَهْرُ اللّٰهِ (۱) شعبان میرا مہینہ ہے اور رمضان اللہ کا مہینہ ہے ۔

حضرات محدثین کرامؒ لکھتے ہیں کہ رمضان کو اللہ نے اپنی جانب اس وجہ سے منسوب کیا کہ اللہ رب العزت کی ذات وہ عظیم ذات ہے کہ جو کسی کا محتاج نہیں ، سارا عالم اسی کے قبضۂ قدرت میں ہے ، وہ ہر چیز سے مستغنی ہے ،نہ وہ کھانے کا محتاج ہے نہ پینے کا محتاج ،رمضان میں چونکہ ایک مؤمن اور مسلمان ایک مقررہ وقت تک محض اللہ کے حکم کے مطابق اپنے آپ کو کھانے پینے سے دور رکھتا ہے ،چونکہ باوجود بھوک و پیاس کی شدت کے وہ کھانے پینے سے دور رہتا ہے ،جو اللہ رب العزت کی عین صفت ہے اسی وجہ سے رمضان کے متعلق فرمایا رَمَضَانُ شَهْرُ اللّٰهِ کہ رمضان اللہ کا مہینہ ہے ۔

حضرت سلمان فارسی رضی اللہ عنہ ایک جلیل القدر صحابی ہیں ارشاد فرماتے ہیں کہ شعبان کی آخری تاریخ کو حضور علیہ السلام نے تمام صحابہ کو جمع فرمایا

---

(۱)۔[عن اسامۃ بن زیدؓ قال: قال رسول اللہ ﷺ: شعبان شھری و رمضان شھر اللہ۔ رواہ البیہقی فی شعب الایمان]

اورخطاب فرمایا : اے لوگو ! تم پر ایک عظمت اور برکت والا مہینہ سایہ فگن ہے ، اس مبارک مہینہ کی ایک رات جس کو شبِ قدر کہا جاتا ہے ہزار مہینوں سے بہتر ہے ، اللہ رب العزت نے اس مہینے کے روزے فرض کئے ہیں ، رمضان کی راتوں میں تراویح پڑھنے کو عبادت قرار دیا ہے ۔

اے لوگو ! سن لو ، جو شخص اس مہینہ میں اللہ کی رضا جوئی اور قرب حاصل کرنے کیلئے کوئی نفل ادا کرتا ہے ، تو اللہ تعالی اس کو فرض کا ثواب عطا فرماتے ہیں ، اور جو کوئی مؤمن اور مسلمان اس مہینے میں فرض ادا کرے اس کو ستر فرض کا ثواب عطا فرماتے ہیں ۔

اور فرمایا کہ ہاں یہ وہ مہینہ ہے جو کوئی مؤمن اور مسلمان کسی روزہ دار کو اللہ کی رضا کیلئے افطار کرائے تو اس کیلئے گناہوں کی مغفرت اور آتش دوزخ سے چھٹکارے کا پروانہ عطا کیا جائیگا ۔

حضرت سلمان فارسی رضی اللہ عنہ نے ارشاد فرمایا کہ اے اللہ کے رسول : ہم غریب و نادار ، کسی روزہ دار کو افطار کرانے کی طاقت و وسعت ہم میں نہیں ہے ، تو کیا ہم جیسے غریب و نادار اس ثواب سے محروم رہیں گے؟ آپؐ نے ارشاد فرمایا : اے سلمان ایسی بات نہیں ہے ، جس نے کسی روزہ دار کو ایک کھجور سے یا دودھ کی تھوڑی سی لسی سے یا پانی سے افطار کرائے اللہ تعالی اس کو بھی یہ پروانے عطا کریں گے (۱) ۔

---

(۱)۔[رواہ ابن خزیمۃ فی صحیحہ ،ثم قال صح الخبر ،ورواہ من طریق البیہقی ،وراہ ابوالشیخ ابن حبان فی الثواب باختصار منھما ۔بحوالہ الترغیب والترھیب ؛رقم الحدیث :۱۳ ۔ الترغیب فی صیام رمضان احتسابا ۔ج ۲ ۔ص ۹۴ ۔۹۵]

ہاں لیکن ایک بات ہے کہ جس شخص نے کسی روزہ دار کو پیٹ بھر کھلایا تو اس کو قیامت کے دن اللہ رب العزت حوض کوثر سے ایسے سیراب فرمائیں گے کہ جس کے بعد اس کو پیاس ہی نہ لگے گی ، یہاں تک کہ وہ جنت میں پہونچ جائیگا ۔

اس کے بعد آپ علیہ السلام نے ارشاد فرمایا : اے مسلمانو! رمضان کے مقدس مہینہ میں چار کاموں کی کثرت کو اپنے اوپر لازم کرلو ، ان میں سے دو کام تو ایسے ہیں جن کے ذریعہ تم اپنے معبود حقیقی کو راضی کروگے،اور دو کام ایسے ہیں جن سے تم بے نیاز ہو ہی نہیں سکتے ، وہ دو کام جن سے اپنے خالق و مالک کی خوشنودی حاصل ہوگی نمبر ایک لَا اِلٰہَ اِلا اللّٰہَ کا کثرت سے ورد کرنا یہ بہت ہی مبارک کلمہ ہے ایک حدیث میں ارشاد فرمایا گیا اَفْضَلُ الذِّکْرِ لَا اِلٰہَ اِلا اللّٰہ جتنے ذکر اس کائنات میں کہے یا پڑھے جاتے ہیں ان میں سب سے افضل ذکر لَا اِلٰہَ اِلا اللّٰہَ ہے۔(۱)

ذرا تصور کیجئے ایک وہ شخص ہے جس کی سو سال کی عمر اللہ کی نافرمانی اور شرک و کفر میں گذری ہو ، اگر وہ شخص صدق دل سے لَا اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہُ ایک مرتبہ پڑھ لے تو اسی وقت تمام گناہوں سے ایسا پاک وصاف ہوجاتا ہے جیسے ماں کے پیٹ سے پیدا ہونے والا بچہ گناہوں سے پاک ہوتا ہے ، جب ایک کافر و مشرک کو اس کلمہ سے اتنا فائدہ ہوتا ہے تو کیا ایک مؤمن

(۱)۔ [رواہ الترمذی : کتاب الدعوات ، باب ما جاء ان دعوۃ المسلم مستجابۃ ، رقم الحدیث: ۳۳۸۳ ۔مجموع الفتاوی :ج۱۰،ص۲۲۶]

ومسلمان کونفع نہ ہوگا ، یقیناً ہوگا ۔

اور دوسری چیز کے متعلق آپؐ نے ارشاد فرمایا : اللہ تعالی سے مغفرت مانگتے رہو ، حضرات انبیاء علیہم السلام کے علاوہ کون سا بندہ ایسا ہے جس سے کوئی گناہ سرزد نہ ہوتا ہو ، رسول امی علیہ السلام نے ارشاد فرمایا : كُلُّ بَنِيْ آدَمَ خَطَّاءٌ وَ خَيْرُ الْخَطَّائِيْنَ التَّوَّابُوْنَ (۱) تم سب کے سب خطا کار و گنہگار ہو لیکن بہترین گنہگار وہ ہے جو اللہ کے دربار میں رو رو کر اپنے گناہوں کی مغفرت مانگے ، اور استغفار کی کثرت کرے ۔

اور تیسری چیز جنت کا سوال کرنا ، اور چوتھی چیز دوزخ سے پناہ مانگنا ، واقعی یہ دو کام ایسے اہم ترین ہیں جن کو کئے بنا کوئی چارۂ کار ہے ہی نہیں ، ان سے کسی طرح بھی کوئی بے نیاز کیسے ہوسکتا ہے؟ جب دنیا کی گرمی و سردی برداشت نہیں ہوتی تو دوزخ کی آگ کیسے برداشت ہوسکتی ہے ؟۔

وقت کی تنگ دامانی کے پیش نظر میں آج کے اس خطبے کو بخاری شریف کی ایک حدیث پر ختم کرتا ہوں ،آپ علیہ الصلوۃ والتسلیم نے ارشاد فرمایا : مَنْ صَامَ رَمَضَانَ اِيْمَانًا وَّ اِحْتِسَابًا غُفِرَ لَهٗ مَا تَقَدَّمَ مِنْ ذَنْبِهٖ وَ مَنْ قَامَ رَمَضَانَ اِيْمَاناً وَّ اِحْتِسَابًا غُفِرَ لَهٗ مَا تَقَدَّمَ مِنْ ذَنْبِهٖ (۲) ۔

---

(۱)۔[رواہ الترمذی و ابن ماجہ و الدارمی ، بحوالہ معارف الحدیث کتاب الأذکار و الدعوات رقم الحدیث: ۲۷۲ ۔ج ۵/ص ۲۰۱] ۔ (۲)۔[رواہ البخاری ،کتاب الصوم ، باب فضل لیلۃ القدر ۔ رقم الحدیث : ۲۰۱۴ ومسلم ، بحوالہ معارف الحدیث کتاب الصوم ، رقم الحدیث: ۶۸ ج ۳۵۱/۴]

جس شخص نے رمضان کا روزہ اللہ کی خوشنودی کیلئے رکھا اس کے سب گذشتہ گناہ معاف کردیئے جائیں گے ۔

اور جس شخص نے اللہ کی خوشنودی کیلئے رمضان کی راتوں میں تراویح وتہجد یا دیگر نوافل پڑھا، اس کے بھی سب گذشتہ گناہ معاف کردیجئے جائیں گے ، الغرض اس روزہ کے انوار و براکات تو بہت ہیں مگر کہاں تک بیاں ہو۔

دامانِ نگہ تنگ و گلِ حسن تو بسیار
گلچین تو از تنگی داماں گلہ دارد

اب اللہ رب العزت سے دعا کریں کہ اے اللہ ہمیں اس خوشبودار عمل روزہ کے ثمرات و برکات سے بھرپور حصہ وافر عطا فرما ، اور ہمیں اس ماہ مبارک کی قدردانی نصیب فرما ، اور اے اللہ ہمیں اخلاص و للّٰہیت سے نواز دے نیز ہمارے روزوں کو ہمارے لئے باعث خیر و برکت بنا دے۔

(آمین یارب العالمین)

اَللّٰھُمَّ اَرِنَا الْحَقَّ حَقاً وَّ ارْزُقْنَا اِتِّبَاعَہٗ وَ اَرِنَا الْبَاطِلَ بَاطِلًا وَّ ارْزُقْنَا اِجْتِنَابَہٗ وَ صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلٰی خَیْرِ خَلْقِہٖ مُحَمَّدٍ وَّ آلِہٖ وَ اَصْحَابِہٖ اَجْمَعِیْنَ
وَ آخِرُ دَعْوَانَا اَنِ الْحَمْدُ لِلّٰہِ رَبِّ الْعَالَمِیْنَ

❁❁❁

زکوٰۃ اسلام کا تیسرا رکن

اَلْحَمْدُ لِلّٰہِ رَبِّ الْعَالَمِیْنَ وَ الصَّلٰوۃُ وَ السَّلَامُ عَلٰی رَسُوْلِہِ الْکَرِیْمِ ، اَمَّا بَعْدُ :

فَاِنَّ خَیْرَ الْحَدِیْثِ کِتَابُ اللّٰہِ وَ خَیْرُ الْھَدْیِ ھَدْیُ مُحَمَّدٍ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَ سَلَّمَ وَ شَرُّ الْاُمُوْرِ مُحْدَثَاتُھَا وَ کُلُّ مُحْدَثَۃٍ بِدْعَۃٌ وَ کُلُّ بِدْعَۃٍ ضَلَالَۃٌ وَ کُلُّ ضَلَالَۃٍ فِی النَّارِ ۔

قال اللہ تبارک وتعالی فی القرآن العظیم

﴿ یٰٓاَیُّھَا الَّذِیْنَ اٰمَنُوْٓا اَنْفِقُوْا مِمَّا رَزَقْنٰکُمْ مِّنْ قَبْلِ اَنْ یَّاْتِیَ یَوْمٌ لَا بَیْعٌ فِیْہِ وَ لَا خُلَّۃٌ وَّ لَا شَفَاعَۃٌ وَالْکٰفِرُوْنَ ھُمُ الظّٰلِمُوْنَ﴾ (۱)

صدق اللہ العظیم

حاضرین کرام ! تلاوت کردہ آیت میں اللہ رب العزت اس شخص سے خطاب فرمارہے ہیں جو اللہ اور اس کے رسول پر ایمان لایا ہو ۔

'' اے ایمان والو ! جو مال و دولت ہم نے تم کو بخشا ہے تم اس میں سے ہماری راہ میں ہمارے حکم کے مطابق خرچ کرو ، اس سے پہلے کہ قیامت کا

---

(۱)۔[سورۃ البقرہ : پ۳۔ آیت ۲۵۴]

وہ دن آجائے جس میں نہ کوئی خرید و فروخت ہوسکے گی اور نہ کسی کی دنیوی دوستی کام آئیگی ، اور نہ کوئی سفارش کسی مجرم کو سزا سے بچا سکے گی اور نہ ماننے والے اصلی ظالم ہیں جن کو قیامت میں اپنے ظلم کا خمیازہ بھگتنا پڑے گا ''۔

یہ حقیقت ہے کہ اللہ واحد کی وحدانیت کی شہادت اور رسول کی رسالت کے یقین اور نماز کے بعد اسلام کا تیسرا رکن زکوٰۃ ہے ، قرآن عظیم میں ستر سے زیادہ مقامات پر نماز کے ساتھ زکوٰۃ کا ذکر کیا گیا ہے ،جس سے معلوم ہوتا ہے کہ اسلام میں ان دونوں کا مقام قریب قریب ایک ہی ہے ۔

زکوٰۃ صرف اسی امت محمد یہ پر فرض نہیں کی گئی ہے بلکہ پچھلے انبیاء علیھم السلام کی شریعتوں میں بھی زکوٰۃ فرض کی گئی تھی لیکن قبولیت کا طریقہ دوسرا تھا وہ یہ کہ تمام زکوٰۃ کے مال کو ایک جگہ اکٹھا کر دیا جاتا اور آسمان سے آگ آتی اور اس کو جلا ڈالتی تھی ۔

قرآن کریم کی سورۂ انبیاء میں حضرت ابراہیم اور ان کے صاحبزادے حضرت اسحاق اور پھر ان کے صاحبزادے حضرت یعقوب علیھم السلام کا ذکر کرتے ہوئے یوں ارشاد فرمایا :

وَ اَوْحَیْنَآ اِلَیْھِمْ فِعْلَ الْخَیْرٰتِ وَ اِقَامَ الصَّلٰوۃِ وَ اِیْتَآءَ الزَّکٰوۃِ وَ کَانُوْا لَنَا عٰبِدِیْنَ (۱)۔

---

(۱)۔[سورۃ الأنبیاء :پ۱۷۔آیت ۷۳]

اورہم نے ان کوحکم بھیجا نیکیوں کے کرنے کا خاص کرنماز قائم کرنے اورزکوٰۃ دینے کا اوروہ ہمارے عبادت گذار بندے تھے ۔

سورۂ مریم میں حضرت اسماعیل علی نبینا وعلیہ السلام کے بارے میں فرمایا گیا،

وَ کَانَ یَاْمُرُ اَھْلَہٗ بِالصَّلٰوۃِ وَ الزَّکٰوۃِ (۱) ، حضرت اسماعیل علیہ السلام اپنے گھر والوں کو نماز اور زکوٰۃ کا حکم دیا کرتے تھے ۔

اسی سورۃ میں حضرت عیسیٰ علیہ السلام کے اس قول کو بیان کیا۔

قَالَ اِنِّیْ عَبْدُ اللّٰہِ اٰتٰنِیَ الْکِتٰبَ وَ جَعَلَنِیْ نَبِیًّا ، وَّ جَعَلَنِیْ مُبٰرَکًا اَیْنَ مَا کُنْتُ وَ اَوْصٰنِیْ بِالصَّلٰوۃِ وَ الزَّکٰوۃِ مَا دُمْتُ حَیًّا (۲)

ہاں میں اللہ کا بندہ ہوں ، اس نے مجھے کتاب یعنی انجیل عطا فرمائی ہے اور مجھے نبی بنایا ہے جہاں کہیں میں رہوں اس نے مجھے برکت والا بنایا ہے اور جب تک میں زندہ رہوں مجھے نماز اورزکوٰۃ کی وصیت فرمائی ہے ۔

سورۂ بقرہ میں اللہ رب العزت بنی اسرائیل کے متعلق ارشاد فرما رہے ہیں

وَ اَقِیْمُوا الصَّلٰوۃَ وَ اٰتُوا الزَّکٰوۃَ (۳) ۔

ہم نے بنی اسرائیل کو نماز قائم کرتے رہنے اورزکوٰۃ کو ادا کرتے رہنے کا حکم دیا ،

سورۂ مائدہ کے اندر ارشاد فرمایا گیا۔ وَ قَالَ اللّٰہُ اِنِّیْ مَعَکُمْ لَئِنْ اَقَمْتُمُ الصَّلٰوۃَ وَ اٰتَیْتُمُ الزَّکٰوۃَ وَ اٰمَنْتُمْ بِرُسُلِیْ (۴)۔

---

(۱)۔[سورۂ مریم : پ۱۶ ۔ آیت ۵۵] (۲)۔[سورۂ مریم : پ۱۶ ۔ آیت ۳۰۔۳۱]

(۳)۔[سورۃ البقرہ :پ ۱ ۔ آیت۱۱۰] (۴)۔[سورۃ المائدۃ :پ۶ ۔ آیت ۱۲]

بنی اسرائیل سے اللہ رب العزت نے یوں خطاب فرمایا تھا ، اے بنی اسرائیل اگر تم نماز کو قائم کرتے رہے اور زکوٰۃ پوری پوری ادا کرتے رہے اور میرے رسولوں پر ایمان لاتے رہے تو یاد رکھو ، میں اپنی تمام تر مدد کے ساتھ تمہارے ساتھ ہوں ، لیکن افسوس کہ بنی اسرائیل نے پے در پے نافرمانی کی ، اور خدائے واحد کی سرکشی اختیار کرتے رہے ، ایک وقت ایسا بھی آیا کہ غضب الٰہی جوش میں آیا اور حکم سنادیا ، ضُرِبَتْ عَلَيْهِمُ الذِّلَّةُ وَ الْمَسْكَنَةُ وَ بَآءُوْا بِغَضَبٍ مِّنَ اللّٰهِ (۱) اے بنی اسرائیل لو اپنی بداعمالیوں کا مزہ آج سے تم پر ذلت ومسکنت کا لیبل چسپاں کردیا ، جہاں بھی رہوگے ذلیل و خوار ہوگے ، اور تم اللہ کے غضب کے مستحق ہوگئے ۔

اسی طرح قرآن عظیم میں امت محمدیہ کیلئے زکوٰۃ کا حکم نازل ہوا ۔

خُذْ مِنْ اَمْوَالِهِمْ صَدَقَةً تُطَهِّرُهُمْ وَ تُزَكِّيْهِمْ بِهَا (۲)۔

اے پیارے نبی ! آپ مسلمانوں کے مالوں سے زکوٰۃ وصول کیجئے تاکہ ان مسلمانوں کے دلوں کو دنیا کی محبت سے پاک کیا جائے اور ان کے نفس کو دولت پرستی سے صاف کیا جائے ۔

دوسری جگہ ارشاد فرمایا: وَ سَيُجَنَّبُهَا الْاَتْقَى الَّذِى يُؤْتِىْ مَالَهٗ يَتَزَكّٰى (۳) دوزخ کے عذاب سے اس مؤمن اور مسلمان کو دور رکھا جائے گا جو اپنا مال

---

(۱)۔[سورۃ البقرۃ: پ۱ آیت ۶۱]۔ (۲)۔[سورۃ التوبہ: پ۱۱ آیت ۱۰۳]

(۳)۔[سورۃ اللیل: پ۳۰ آیت ۱۷۔۱۸]

اللہ کے راستے میں اس لئے دیتا ہو کہ اس کی روح اور اس کے دل کو پاکیزگی حاصل ہو۔

اور اس شخص کے متعلق جس نے خدا کا عطا کیا ہوا سب کچھ ہونے کے باوجود زکوٰۃ ادا نہ کیا ہو اس کیلئے سخت عذاب کی وعیدیں سنائی گئیں، ارشاد فرمایا۔ وَ الَّذِیْنَ یَکْنِزُوْنَ الذَّھَبَ وَ الْفِضَّۃَ وَ لَا یُنْفِقُوْنَھَا فِیْ سَبِیْلِ اللّٰہِ فَبَشِّرْھُمْ بِعَذَابٍ اَلِیْمٍ (۱)۔

جو لوگ سونا چاندی جمع کرتے ہیں اور اس کو اللہ کے راستے میں خرچ نہیں کرتے تو اے نبی صلی اللہ علیہ وسلم ان کو دردناک عذاب کی خوشخبری دیدیجئے۔

اب عذاب خداوندی کی تفصیل بیان کرتے ہوئے ارشاد فرمارہے ہیں۔

یَّوْمَ یُحْمٰی عَلَیْھَا فِیْ نَارِ جَھَنَّمَ فَتُکْوٰی بِھَا جِبَاھُھُمْ وَ جُنُوْبُھُمْ وَظُھُوْرُھُمْ ھٰذَا مَا کَنَزْتُمْ لِاَنْفُسِکُمْ فَذُوْقُوْا مَا کُنْتُمْ تَکْنِزُوْنَ (۲)

اس دن اس سونے اور چاندی کو دوزخ کی آگ میں گرم کیا جائیگا پھر اس سے ان زکوٰۃ ادا نہ کرنے والوں کی پیشانیوں اور انکے پہلوؤں اور ان کی پیٹھوں کو داغا جائیگا اور ان سے کہا جائیگا کہ ہاں یہ وہی سونا چاندی یا روپئے ہیں جس کو تم نے اپنے لئے جمع کیا تھا، اب جو تم نے جمع کیا تھا اس کا مزہ چکھو۔

سامعین کرام! یہاں تک زکوٰۃ ادا کرنے والے کیلئے انعامات اور زکوٰۃ نہ دینے والوں کا انجام آپ نے سنا۔

---

(۱)۔[سورۃ التوبہ: پ۱۰۔ آیت ۳۴] ۔ (۲)۔[سورۃ التوبہ: پ۱۰۔ آیت ۳۵]

اب زکوٰۃ کے چند مسائل عرض کرتا ہوں ۔

جس شخص کے پاس ساڑھے سات تولہ سونا = ۸۷ء۴۷۹ گرام یا ساڑھے باون تولہ چاندی=۶۱۲ء۳۵ گرام یا اس کی قیمت ہو اور اگر سونے چاندی کے ساتھ کوئی دوسرا مال زکوٰۃ بھی ہے تو سب کی قیمت لگائی جائے گی ، اگر سب کی مالیت ۸۷ء۴۷۹ گرام سونے یا ۶۱۲ء۳۵ گرام چاندی کی قیمت کے برابر ہو تو اس پر زکوٰۃ فرض ہے۔ (۱)

بالفرض اگر اخبار کے مطابق کل مدراس کے مارکیٹ میں ایک کلو چاندی کی قیمت Rs 7000/= تھی ، اس اعتبار سے جس شخص کے پاس Rs 4284/= موجود ہوں اس پر فرض ہے کہ پورے مال کا چالیسواں حصہ یعنی ڈھائی پرسنٹ ادا کرے یعنی سو روپئے میں ڈھائی روپئے زکوٰۃ نکالے ، کسی شخص کے پاس تھوڑا سا سونا اور تھوڑی چاندی اور کچھ روپئے ہوں تو تینوں کی قیمت کو ملا کر دیکھا جائے گا ، اگر وہ 612,35 گرام چاندی کی قیمت کے برابر ہو یا اس سے زیادہ ہے تو بھی اس پر زکوٰۃ فرض ہے ۔

اگر کسی شخص کے پاس ۶۱۲ء۳۵ گرام چاندی کی قیمت ہے لیکن اتنے ہی روپیوں کا وہ قرضدار بھی ہے تو اس پر زکوٰۃ واجب نہیں ، اگر قرض دینے کے بعد Rs 4284/= بچ جائیں تو زکوٰۃ فرض ہے ۔

سونے چاندی کے علاوہ اور جتنی چیزیں ہیں جیسے لوہا، پیتل، اسٹیل یا برتن

---

(۱)۔[احسن الفتاوی۔ حضرت مولانا مفتی رشید احمد صاحب ، جلد چہارم ص ۲۶۴]

اور کپڑے ، چمڑا اگر ان کی تجارت کرتا ہو ، اور تجارت کا Amount Rs 4284/= روپئے 612,35 گرام چاندی کی قیمت کے برابر ہو تو اس پر زکوٰۃ فرض ہے اور اگر اس سے کم ہے تو زکوٰۃ فرض نہیں ۔

کارخانے اور فیکٹری Factory وغیرہ کی مشینوں پر زکوٰۃ فرض نہیں ہے لیکن ان میں جو مال تیار ہوتا ہے اس پر زکوٰۃ فرض ہے ، اسی طرح اسٹاک Stock مال پر کچے مال Raw meterial وغیرہ پر زکوٰۃ فرض ہے ۔

اسی طرح کرایہ پر چلنے والے مکان ، دوکان اور موٹر گاڑیوں وغیرہ پر زکوٰۃ فرض نہیں البتہ ان سے ہونے والی آمدنی پر زکوٰۃ فرض ہے بشرطیکہ وہ بقدرِ نصاب ہو ۔

P . F یعنی پراویڈٹ فنڈ پر بھی زکوٰۃ فرض ہے لیکن اس سال کی زکوٰۃ فرض ہے جب وہ ہاتھ میں آئے ۔

یہاں تک زکوٰۃ کے مسائل کو ذکر کیا گیا ، اب زکوٰۃ کن کن لوگوں کو دینی چاہئے اور کن کن لوگوں کو دینا جائز نہیں ان کا ذکر کرتا ہوں ۔

اپنی زکوٰۃ اپنے ماں باپ ، دادا ، دادی ، پردادا اور نانا ، پرنانا وغیرہ یعنی جن سے یہ شخص پیدا ہوا ہے ، اور اپنی اولاد یعنی پوتے پڑپوتے نواسے کو دینا جائز نہیں اور کافر کو بھی زکوٰۃ دینا جائز نہیں ، ان رشتہ داروں کے علاوہ بھائی بہن پھوپھی خالہ ماموں ، داماد ، ساس سسر کو دینا جائز ہے۔

زکوٰۃ دینے میں پہلے اس بات کا لحاظ رکھیں کہ اپنے وہ رشتہ دار جو غریب ہوں

اور وہ 612,35 گرام چاندی کی قیمت =/4284 Rs کے مالک نہ ہوں،ان کو زکوٰۃ دیں ، حدیث میں ارشادفرمایا گیا کہ اس میں دوہرا ثواب ہے ،ایک زکوٰۃ ادا کرنے کا،اوردوسرا صلہ رحمی کا ، اسی طرح زکوٰۃ کی ادائیگی میں یہ ضروری نہیں ہے کہ یہ کہہ کردے کہ میں زکوٰۃ دے رہاہوں ، صرف نیت کافی ہے ،تحفہ اور ہدیہ کا نام لے کربھی دے سکتاہے ، تاکہ لینے والے شریف غریب کوگراں محسوس نہ ہو ۔

صاحبِ مکاشفۃ القلوب صفحہ ۵۸۹ میں تحریرفرماتے ہیں کہ حضرت عبداللہ ابن مبارکؒ دائماً یعنی ہمیشہ اپنی زکوٰۃ مدرسوں میں دیتے تھے اور فرمایا کرتے تھے کہ درجۂ نبوت کے بعد اگرکوئی مرتبہ ہے تو وہ علمائے کرام کا ہے ، ان پر خرچ کرنے سے دوہرا ثواب ملتاہے ، ایک زکوٰۃ کا اور دوسرا علم کی اشاعت میں مدد کا۔ (۱)

اب دعا کیجئے کہ اے اللہ ہمیں بھی حسن توفیق دے ، اور ماہِ مبارک کی جملہ رحمتوں اور برکتوں کا ہمیں بھی حقدار بنادے ۔

﴿ وَ مَا ذٰلِکَ عَلَی اللّٰہِ بِعَزِیْزٍ ﴾

(آمین یارب العالمین)

وَ آخِرُ دَعْوَانَا اَنِ الحَمْدُ للّٰہِ رَبِّ الْعَالَمِیْنَ

---

(۱)۔[ملاحظہ فرمائیں : ''احیاء العلوم '' للا مام الغزّالی المجلد الاول ۔کتاب الزکوٰۃ]

فتح مکہ ایک اہم تاریخ ساز واقعہ

اَلحَمْدُ لِلّٰہِ وَحدَہٗ لَا شَرِیْکَ لَہٗ وَ صَدَقَ وَعْدَہٗ وَ نَصَرَ عَبْدَہٗ وَ ھَزَمَ الْاَحْزَابَ وَحْدَہٗ وَ الصَّلٰوۃُ وَ السَّلَامُ عَلٰی النَّبِیِّ الَّذِیْ شَرَّفَ اللّٰہُ الدُّنْیَا بِبِعْثَتِہٖ سَیِّدِنَا وَ مَوْلَانَا مُحَمَّدِنِ الْمُصْطَفٰی الْمَبْعُوْثُ اِلَی الْاَسْوَدِ وَ الْاَحْمَرِ ۔

اَمابعد :۔ قال اللہ تبارک وتعالیٰ فی کتابہ المجید والفرقان الحمید ،

فَاَعوذ باللہ من الشیطان الرجیم بسم اللہ الرحمٰن الرحیم .

﴿ اِنَّا فَتَحْنَا لَکَ فَتْحاً مُّبِیْناً ، لِّیَغْفِرَ لَکَ اللّٰہُ مَا تَقَدَّمَ مِنْ ذَنْبِکَ وَ مَا تَاَخَّرَ وَ یُتِمَّ نِعْمَتَہٗ عَلَیْکَ وَ یَھْدِیَکَ صِرَاطاً مُّسْتَقِیْماً ، وَّ یَنْصُرَکَ اللّٰہُ نَصْراً عَزِیْزاً ﴾ (۱) صدق اللہ العظیم

بزرگانِ محترم و برادرانِ مکرم ! اس وقت میرا موضوع سخن فتح مکہ ہے رمضان المبارک کی مناسبت سے فتح مکہ کے تاریخ ساز عنوان پر خطاب کرنا چاہتا ہوں، سب سے پہلے تلاوت کردہ آیت کا ترجمہ سماعت فرمائیں، اس آیت میں خالق دو جہاں ارشاد فرمارہے ہیں ۔

” بے شک ہم نے آپ کو ایک عظیم الشان فتح دی تا کہ اللہ تعالیٰ آپ کی سب اگلی پچھلی خطائیں معاف کردے اور آپ پر نعمتوں کی بارش تیز کردے اور آپ کو سیدھے راستے پر لے چلے اور اللہ تعالیٰ آپ کی زبردست مدد کرے“

---

(۱)۔[سورۃ الفتح :پ۲۶۔ آیت/ ۱۔۳]

سامعین عظام ! یہ اللہ تبارک وتعالی کی حکمت ہے کہ صحابہ کرامؓ کو رمضان المبارک کے مہینہ میں دو اہم معرکوں میں حصہ لینا پڑا ،حقیقت یہ ہے کہ ان صحابہ کرامؓ کی ہی ہمت کی بات تھی کہ رمضان المبارک جیسے مہینے میں جس میں روزہ رکھنا ،اور پھر عرب کے ریگستان و صحرا کی شدید ترین دھوپ وگرمی میں کافروں سے جہاد کرنا ، پھر اس پر یہ کہ پیٹ بھر کھانے کو میسر نہیں صرف ایک کھجور اور ایک گلاس پانی پی کر مشرکین سے جہاد کرنا انہیں کے دل گردہ کی بات تھی ۔

فتح مکہ کا ذکر کرنے سے پہلے اس کا پسِ منظر بیان کردوں تا کہ اصل مقصد سمجھنے میں پریشانی نہ ہو ، حضور اکرم ﷺ نے مدینہ منورہ میں ایک خواب دیکھا کہ آپ اپنے تمام صحابہ کرامؓ کے ساتھ امن واطمینان کے ساتھ مکہ میں داخل ہوئے اور احرام سے فارغ ہونے پر بال کٹوائے اور بیت اللہ میں داخل ہوئے ، اور بیت اللہ کی چابی آپ کے ہاتھ میں آ گئی ، اور پھر آپ ﷺ بیدار ہو گئے ۔

یہ بات طے ہے کہ نبی کا خواب وحی ہوتا ہے اس کا ہونا یقینی ہوتا ہے ،آپ ﷺ نے حضرات صحابہ کرام رضی اللہ عنھم سے اس خواب کو ذکر کیا ، صحابہ کرام رضی اللہ عنھم بیت اللہ کے طواف کے بہت دنوں سے خواہشمند تھے انھوں نے فوراً تیاری شروع کردی ۔

جب صحابہ کرامؓ کا ایک مجمع تیار ہوگیا تو آپ علیہ السلام نے بھی ارادہ فرمالیا کہ خواب میں کوئی سال یا مہینہ یا دن متعین نہیں کیا گیا ہے شاید اب اگر ہم نکلیں تو مکہ فتح ہوجائے ، اور مقصد حاصل ہوجائے ،صحیح روایات کے مطابق آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ جو صحابہ کرامؓ تھے ان کی تعداد ایک ہزار چار سو تھی۔

لیکن جب مکہ مکرمہ سے قریب ایک مقام ہے جس کو حدیبیہ کہا جاتا ہے آپؐ پہونچے تو مشرکین مکہ کو خبر پہونچی کہ حضور اکرم اپنے صحابہ کے ساتھ حدیبیہ کے مقام پر خیمہ زن ہیں ، قریش مکہ نے سوچا کہ شاید مسلمان جنگ کرنے آئے ہیں ، اہل مکہ نے بدیل بن ورقاء نامی شخص کو آپ علیہ السلام سے گفتگو کرنے کیلئے روانہ کیا۔

آپ نے اس شخص سے کہا کہ ہم جنگ کرنے نہیں آئے ہیں بلکہ ہم عمرہ کرنے آئے ہیں ، ہمیں عمرہ کرنے دیا جائے ،ہاں اگر ہمیں عمرہ کرنے نہ دیا گیا تو پھر جنگ کے علاوہ کوئی چارۂ کار نہیں ، پھر آپ علیہ السلام نے ارشاد فرمایا کہ مسلسل جنگوں کی وجہ سے قریش کمزور ہوچکے ہیں ، لہٰذا ہم سے ایک مخصوص مدت تک کیلئے صلح کرلو ، بڑے سوچ بچار کے بعد قریش مکہ نے یہ طے کیا کہ جنگ نہ کی جائے بلکہ صلح کرلی جائے ، اس میں ہم دونوں کی بھلائی ہے ، حضرت براء بن عازب رضی اللہ عنہ ارشاد فرماتے ہیں ، اس صلح نامہ کا خلاصہ تین شرطیں تھیں ۔

پہلی شرط یہ کہ ہمارا کوئی آدمی آپ کے پاس مسلمان ہوکر یا کسی بھی حالت میں

آپ کے پاس آئے تو آپ اسے واپس کردیں گے ۔
دوسری شرط یہ تھی کہ اگر کوئی مسلمان ہمارے پاس آجائے تو ہم اسے واپس نہیں کریں گے ۔
تیسری شرط یہ تھی کہ آپ آئندہ سال عمرہ کیلئے تشریف لائیں ، اس سال عمرہ کرنے کی اجازت ہم نہیں دیں گے ۔
اس صلح نامہ پر حضرت فاروق اعظمؓ کو سخت اعتراض تھا ،لیکن آپ ﷺ نے دب کر صلح فرمالی ، وقت کی مصلحت کو نبی سے بڑھ کر بھلا کون جان سکتا ہے ، اور آس پاس کے گاؤں والوں نے بھی اس صلح نامہ میں شرکت کرلی ، اس کے بعد آپ علیہ السلام مدینہ کی جانب کوچ کر گئے ، لیکن قریش مکہ چند عرصے تک اس صلح نامہ پر پابندی کے ساتھ عمل کرتے رہے ، لیکن ابھی دو سال بھی نہ ہونے پائے تھے کہ قریش مکہ نے اس صلح نامہ کو توڑ ڈالا ، جب آپ کو اس کی خبر ہوئی تو آپؐ نے انتہائی رازدارانہ انداز سے لشکر کی تیاری کا حکم صادر فرمایا لیکن یہ نہیں بتایا کہ یہ لشکر کس جانب اور کہاں جائیگا ۔
پھر رمضان المبارک کی دس تاریخ کو دربار رسالت سے لشکر کو روانگی کا حکم ملا اس لشکر کی کمان بذات خود حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم فرما رہے تھے ، یہ اسلامی لشکر انتہائی شان وشوکت کے ساتھ مقام مرالظہر ان پر پہنچا تو آپ نے لشکر کو خیمہ زن ہونے کا حکم فرمایا ، مشرکین مکہ کو خبر پہونچی کہ محمد کے سپاہیوں کا ایک لشکر عظیم مرالظہر ان میں خیمہ زن ہے، اور مکہ پر حملہ کا ارادہ

رکھتا ہے ، مکہ والوں کے ہوش و حواس اڑ گئے ۔

مشرکین مکہ کا ایک گروپ ابوسفیان کی قیادت میں لشکر اسلام کا جائزہ لینے کیلئے رات کو آیا ، حضرت عباسؓ جو اس وقت پہرہ دے رہے تھے انھوں نے ابوسفیان کی آواز کو پہچان کر اسے اپنے قریب بلایا اور سمجھایا کہ دیکھو ، اب تمہارے بازوؤں کے اندر اتنی طاقت نہیں کہ محمد اور ان کے جانباز سپاہیوں سے سامنا کرسکو ، تمہاری خیریت اور بہتری اسی میں ہے کہ تم اسلام قبول کرلو ، رسول رحمتؐ کے دامن رحمت میں آجاؤ ، ابوسفیان جو پہلے ہی سے اس خوفناک منظر سے خوفزدہ تھا کانپتے ہوئے بولا ، بتاؤ اب میں کیا کروں ، حضرت عباسؓ نے کہا تم میرے ساتھ چلو میں تم کو حضور کی خدمت میں لئے چلتا ہوں ، ان شاء اللہ رحم وکرم کا معاملہ ہوگا ۔

ابوسفیان حضرت عباس کے گھوڑے پر سوار ہوتا ہے ، اچانک حضرت عمرؓ کی نظر ابوسفیان پر پڑتی ہے ، شجاعت و بہادری کے شہسوار حضرت عمرؓ تلوار سونت کر دشمن خدا کا سر تن سے جدا کرنے کیلئے لپکتے ہیں ، حضرت عباس گھوڑا دوڑاتے ہوئے حضور کی خدمت میں پہونچ کر کہتے ہیں کہ میں نے ابوسفیان کو امان دی ہے ، پناہ دی ہے ، آپ علیہ السلام نے ارشاد فرمایا : جاؤ ابوسفیان کو میرے پاس صبح لے کر آنا ، ابوسفیان خود نہیں آیا تھا ، انہیں ان کا مقدر لایا تھا ، کسے معلوم تھا کہ نبی اور مسلمانوں کے خون کا پیاسا آج آبِ کوثر سے اپنی پیاس بجھائے گا ، مقدر پر نہ آپ کا زور چلتا ہے اور نہ میرا

ہرایک کامقدر اللہ کے قبضۂ قدرت میں ہے۔

صبح کو حضرت عباسؓ نے ابوسفیان کو دربار رسالت میں حاضر کیا آپؐ نے فرمایا: اے ابوسفیان کیا تجھے ابھی تک عقل نہیں آئی ؟ کیا ابھی وہ وقت نہیں آیا کہ تو یقین کرلے ، کہ لَا اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہَ ، اللہ کے سوا کوئی مشکل کشا نہیں ، ابوسفیان نے کہا ، ہاں اگر کوئی اللہ کے سوا مشکل کشا ہوتا تو یقیناً ہماری مدد کرتا (۱)۔

اب یہ بات پایۂ ثبوت کو پہونچ چکی ہے کہ مصیبتوں میں اور آفتوں میں کوئی ذات کام آنے والی ہے تو وہ اللہ واحد کی ذات ہے ، اے اللہ کے رسول اب مجھے آپ کی رسالت پر یقین ہے اور خدا کی وحدانیت پر بھی لَا اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہُ مُحَمَّدٌ رَّسُوْلُ اللّٰہِ۔

اس کے بعد حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنے لشکر کو حکم فرمایا کہ مسلمانو ! مکہ میں داخل ہوجاؤ ، قرآن کہہ رہا ہے اِنَّ الْمُلُوْکَ اِذَا دَخَلُوْا قَرْیَۃً اَفْسَدُوْھَا وَ جَعَلُوْا اَعِزَّۃَ اَھْلِھَا اَذِلَّۃً وَ کَذٰلِکَ یَفْعَلُوْنَ (۲)۔

دنیا کی تاریخ کا مطالعہ کیجئے کہ بادشاہ فاتحانہ شان سے جب کسی شہر میں داخل ہوتے ہیں تو اس کو زیرو زبر کر دیتے ہیں ، انسانی آبادیاں فساد کے شعلوں کی لپیٹ میں آجاتی ہیں ، بچے یتیم ہوجاتے ہیں اور ماؤں کی

(۱)۔[سیرۃ المصطفیٰ ﷺ :حضرت العلامہ مولانا محمد ادریس صاحب کاندھلوی ۔ ج ۲ ۔ص ۲۰]

(۲)۔[سورۃ النمل : پ ۱۹ ۔ آیت ۳۴]

گودیں اجڑ جاتی ہیں انسانی لاشوں کے ڈھیر لگ جاتے ہیں ، خون کی ندیاں بہہ جاتی ہیں ، کہیں دو پٹے اچھلتے نظر آئیں گے تو کہیں سر اڑتے نظر آئیں گے ، کہیں چیخیں سنائی دیں گی ۔

لیکن محمد عربی تاجدار مدینہ فاتحانہ شان سے مکہ میں داخل ہو رہے ہیں لیکن طبیعت میں تعلّی نہیں غرور وتکبر کا نام و نشان نہیں ، پیشانی مبارک فرط تشکر میں اونٹنی کے پالان سے لگ رہی ہے ، سارے لوگوں کی گردنیں حضور کو دیکھنے کیلئے اٹھی ہوئی ہیں ، آپ کی گردن اپنے مولی کے حضور جھکی ہوئی ہے ، اور زبان مبارک سے یہ آیات کریمہ ادا ہو رہی ہیں ۔

اِنَّا فَتَحْنَا لَکَ فَتْحاً مُّبِیْناً ، لِّیَغْفِرَ لَکَ اللّٰہُ مَا تَقَدَّمَ مِنْ ذَنْبِکَ وَ مَا تَاَخَّرَ وَ یُتِمَّ نِعْمَتَہٗ عَلَیْکَ وَ یَھْدِیَکَ صِرَاطاً مُّسْتَقِیْماً ، وَّ یَنْصُرَکَ اللّٰہُ نَصْراً عَزِیْزاً .

آپ کی اونٹنی پر ایک غلام زادہ حضرت اسامہ بن زید بیٹھا ہوا ہے ، حالانکہ آج تو فتح کا دن تھا ، ایک غلام زادہ کے بجائے حضرت ابوبکرؓ یا حضرت عمرؓ کو آپ کے ساتھ چاہئے تھا نہیں ۔ آپ اس امت کو سبق دے رہے ہیں ، اسلام انسان کو غلام بنانے نہیں آیا لَا فَضْلَ لِعَرَبِیٍ عَلٰی عَجَمِیٍ ، انسانیت میں کوئی امتیاز نہیں ، اور زبان مبارک سے قرآن کی آیت تلاوت فرما رہے ہیں ،

یَا یُّھَا النَّاسُ اِنَّا خَلَقْنَاکُمْ مِنْ ذَکَرٍ وَّ اُنْثٰی وَ جَعَلْنٰکُمْ شُعُوْباً وَّ قَبَائِلَ لِتَعَارَفُوْا اِنَّ اَکْرَمَکُمْ عِنْدَ اللّٰہِ اَتْقَاکُمْ ، اللہ تعالی

ارشاد فرمارہے ہیں ، اے لوگو ! کان کھول کر سن لو ، ہم نے تم کو ایک مرد اور عورت سے پیدا کیا ہے اور تم کو خاندانوں میں اس لئے بانٹ دیا تا کہ تم ایک دوسرے کو پہچان سکو ، ہاں تم میں سے سب سے اچھا اللہ کے نزدیک وہ ہے جو تقویٰ طہارت میں اعلیٰ درجہ کا ہو ۔

اب سرکار دوعالم صلی اللہ علیہ وسلم نے سنا ایک مجاہد سید الانصار سعد بن معاذؓ فوجی مستی میں مکہ کی خاموش در و دیوار پر نظر ڈال کر قرآن کی یہ آیت پڑھ رہے ہیں، تِلْکَ الاَیَّامُ نُدَاوِلُھَا بَیْنَ النَّاسِ(۱) ، یہ رات دن ہمارے ہیں ، کل تمہارے تھے ، جو سمجھ میں آیا تم نے ہمارے ساتھ کیا ، اب ہم وہی کریں گے جو ہمیں منظور ہوگا ، پھر ابوجہل کے آدم خور چیلوں سے مخاطب ہوتے ہوئے کہا ، اَلیَوْمُ یَوْمُ الْمَلْحَمَۃْ (۲)، دنیائے کفر وشرک کے آدم خورو، تیار ہوجاؤ، ماضی تمہارا تھا، حال ہمارا ہے، کل تمہاری تلوار تھی اور ہماری گردنیں تھیں، آج ہماری تلوار ہوگی اور تمہاری گردنیں ، آپ علیہ السلام نے حضرت سعد کو بلایا اور کہا یہ آواز تم کس کی اجازت سے بلند کر رہے ہو ؟ حضرت سعدؓ نے کہا ، اے اللہ کے رسول ! ہمیں تو وہ دن یاد ہے جب بوڑھی سمیہ کو سرِ راہ شہید کیا گیا ، ہمیں تو وہ دن یاد ہے جب بلال کو گرم ریت پر لٹا کر گرم پتھر سینے پر رکھ دیا جاتا عمارؓ و یاسرؓ پر ظلم و ستم کی انتہا کر دی گئی ، خبابؓ کو انگاروں پر لٹا کر بھون دیا گیا۔

---

(۱)۔[سورۃ آل عمران پ:۴ آیت :۱۴۰] (۲)۔[البدایۃ و النھایۃ ۔ ج۴ ۔ص۲۹۰ ۔رواہ البخاری ۔کتاب المغازی ۔بَابُ اَیْنَ رَکَّزَ النَّبِیُّ ﷺ الرَّایَۃَ یَوْمَ الْفَتْحِ ۔رقم الحدیث : ۴۲۸۰]

کملی والے نے کہا ، مجھے بھی خوب یاد ہے اور اچھی طرح یاد ہے ، ہاں یہ وہی شہر ہے جس کی گلیوں میں میرے لئے کانٹے بچھائے گئے ، مجھے وہ زمانہ بھی یاد ہے جب ان کی عورتیں کچرا لے کر اس کا انتظار کرتیں کہ میں آؤں تو وہ میرے اوپر کچرا ڈالیں ، مجھے وہ وقت بھی یاد ہے کہ جب مجھے مار مار کر زخمی کرتے تھے ، لیکن کیا تمہیں یاد ہے ؟ کہ میں ان مظالم کو سہہ کر بیت اللہ چلا جاتا اور بیت اللہ پہونچ کر التجا کرتا ، خداوندا ! اپنے محبوب کو زخمی دیکھ کر تیرا غضب جوش میں نہ آجائے ، اے اللہ ان پر رحمت کی بارشیں برسا اور ہدایت کا چشمہ ان کیلئے جاری فرمادے ۔

ایک کافر نے حضور پر تلوار اٹھائی ، اللہ نے حفاظت فرمائی ، اس کا وار خطا کر گیا ، اب پیغمبر کی تلوار تھی عین اس وقت جب کہ پیغمبر کی تلوار اس کے دو ٹکڑے کر دیتی ، رحمت عالم ﷺ نے اپنی اٹھائی ہوئی تلوار کو روکا اور پلٹ کر دیکھا تو اپنے پیچھے حضرت عمر کو کھڑے پایا ، تو اپنی تلوار فاروق اعظم کو دیتے ہوئے فرمایا عمر تم اس سے نمٹو ، حضرت عمرؓ نے فرمایا یارسول اللہ ﷺ ! میں تو اس انتظار میں تھا کہ آج آپ کی تلوار و بازو کے جوہر آپ کے ہاتھوں سے دیکھوں ، کوئی کافر نبی کی تلوار سے دولخت ہو کر گرے تڑپے پھڑکے ، سرکار دو عالم صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا ، عمر یہ تمہارا ذوق ہے لیکن تم نہیں جانتے نبی کا کام انسانوں کو جہنم میں ڈھکیلنا نہیں ہے ، عمر ! سن لو محمد تو انسانوں کو جہنم سے نکالنے آیا ہے جہنم میں ڈھکیلنے نہیں آیا ہے ۔

آپ علیہ السلام نے حضرت سعدؓ سے فرمایا : اَلْیَوْمُ یَوْمُ الْمَلْحَمَةِ نہیں ، اے سعد آج بدلے کا نہیں ، آج انتقام کا دن نہیں بلکہ اَلْیَوْمُ یَوْمُ الْمَرْحَمَةِ ، آج کا دن عفو درگذر کا اور عام معافی کا دن ہے ۔

پھر ابوسفیان کو بلا کر اس کے سامنے اعلان فرمایا ، مَنْ دَخَلَ دَارَ اَبِیْ سُفْیَانَ فَھُوَ آمِنٌ ، آج کے دن جو ابوسفیان کے گھر پناہ لے لے اس کو امن دیا جائیگا ، ابوسفیان نے عرض کیا ، یارسول اللہ! میرا مکان چھوٹا ہے ، آپ نے فرمایا کہ مَنْ دَخَلَ بَیْتَ اللّٰہِ فَھُوَ آمِنٌ ، جوکوئی مسجد حرام میں داخل ہوجائے اس کو امان ، ابوسفیان نے عرض کیا مسجد حرام تو مکہ کی آبادی سے چھوٹی ہے ، تو آپ نے فرمایا ، مَنْ اَغْلَقَ بَابَہٗ فَھُوَ آمِنٌ ، جو اپنے گھر کا دروازہ بند کرلے اس کو امان دی جائے گی ، اے لوگو ! جاؤ آج مکہ کی ماؤں سے کہدو کہ تمہاری ممتا نہیں لوٹی جائیگی ، مکہ کے بچوں سے کہہ دو کہ تمہیں یتیم نہیں کیا جائیگا ، مکہ کی بہنوں سے کہدو کہ تمہارے دوپٹے نہیں اتارے جائیں گے ، یہی نہیں ۔

مزید ارشاد فرمایا : یَا یُّھَا النَّاسُ فَاِنِّیْ اَقُوْلُ لَکُمْ کَمَا قَالَ یُوْسُفُ لِاِخْوَتِہٖ لَا تَثْرِیْبَ عَلَیْکُمْ الیَوْمَ اِذْھَبُوْا فَاَنْتُمْ الطُّلَقَاءُ (۱) ۔

---

(۱)۔[لَا تَثْرِیْبَ عَلَیْکُمْ الْیَوْمَ یَغْفِرُ اللّٰہُ لَکُمْ وَ ھُوَاَرْحَمُ الرَّاحِمِیْنَ اِذْھَبُوْا فَاَنْتُمُ الْطُلَقَاءُ اَیْ اَلْعُتَقَاءُ فتح الباری ج:۷۔ص۱۶۳۔ وکذلک فی زادالمعادوسیرۃ ابن ھشام وزرقانی ۔بحوالہ البدایۃ والنھایۃ ج۴ص۳۰۰۔۳۰۱۔رواہ مسلم ۔باب فتح مکۃ ۔رقم الحدیث:۴۶۲۴۔حضرت انسؓ راوی ہیں کہ آپ مکہ میں فاتحانہ داخل ہوئے تو تمام لوگ آپ کو دیکھ رہے تھے لیکن آپ تواضع کی وجہ سے سر جھکائے ہوئے تھے ۔رواہ الحاکم بسند جید]

آپؐ نے فرمایا کہ میں تم سے وہی کہتا ہوں جو حضرت یوسف علیہ السلام نے اپنے بھائیوں سے کہا تھا: لَا تَثْرِيْبَ عَلَيْكُمُ الْيَوْمَ (۱) ، آج تم سے کوئی پوچھ گچھ نہیں کی جائیگی جاؤ تم سب کے سب آزاد ہو ۔

آپ تاریخ عالم کے اوراق کو کھنگال ڈالئے ،اس جیسی مثال روئے زمین پر نہیں مل سکتی ، صرف اور صرف یہ آپ کی خصوصیت ہے ، بلاشبہ آپ سراپا رحمت تھے اور ہیں،قرآن نے صحیح کہا ، وَ مَا اَرْسَلْنَاکَ اِلَّا رَحْمَةً لِلْعَالَمِيْنَ (۲) ، ہم نے آپ کو سارے عالم کیلئے رحمت ہی بنا کر بھیجا ہے ۔

کسی نے خوب کہا ہے ۔

آئے دنیا میں بہت پاک مکرم بن کر
کوئی آیا نہ مگر رحمتِ عالم بن کر

اب اللہ سے دعا کیجئے ، اے اللہ ہمیں حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے ارشادات پر عمل کی توفیق عطا فرما ، اور آپ کی سنتوں پر زندگی گذارنے کا جذبہ عطا فرما ۔

(آمین یارب العالمین)

و ما علینا الا البلاغ

❁❁❁

---

(۱)۔[لَا تَثْرِيْبَ عَلَيْكُمُ الْيَوْم ، يَغْفِرُ اللّٰهُ لَكُمْ وَ هُوَ اَرْحَمُ الرّٰاحِمِيْنَ سورۃ یوسف ۔پ ۱۳۔ آیت:۹۲]۔(۲)۔[سورۃ الأنبیاء ۔پ۱۷۔آیت:۱۰۷]

قبل از اسلام دنیا کی حالت زار

(اور غزوۂ بدر)

اَلحَمْدُ لِلّٰہِ یَرْحَمُ مِنْ عِبَادِہِ الرُّحَمَاءِ اَحْمَدُہٗ سُبْحَانَہٗ وَ اَشْکُرُہٗ عَلَی السَّرَّاءِ وَ الضَّرَّاءِ وَ اُصَلِّیْ وَ اُسَلِّمُ عَلٰی سَیِّدِنَا مُحَمَّدٍ خَاتَمِ الرُّسُلِ وَ سَیِّدِ الْاَنْبِیَاءِ۔

امّابعد :۔ فَاَعوذ باللہ من الشیطان الرجیم بسم اللہ الرحمٰن الرحیم .

﴿ وَ لَقَدْ نَصَرَکُمُ اللّٰہُ بِبَدْرٍ وَّ اَنْتُمْ اَذِلَّۃٌ فَاتَّقُوا اللّٰہَ لَعَلَّکُمْ تَشْکُرُوْنَ ﴾ (۱) صدق اللہ العظیم

حاضرین کرام ! اس وقت میں نے جس آیت کریمہ کی تلاوت کی ہے وہ سورۂ ال عمران کی ایک آیت کریمہ ہے اس میں اور اس کے آگے کی آیتوں میں اللہ رب العزت غزوۂ بدر کا نقشہ بیان فرما رہے ہیں ، تلاوت کردہ آیت میں ارشاد فرمارہے ہیں۔

'' یہ بات حقیقت ہے کہ غزوہ بدر کے دن اللہ نے تمہاری مدد کی جب کہ تم بے سر و سامان تھے پس تم اللہ سے ڈرتے رہو تا کہ تم شکر گذار بندے بن جاؤ ''

سامعین کرام ! نبی رحمت ، سرور کائنات صلی اللہ علیہ وسلم کی بعثت ایک

---

(۱)۔[سورہ ال عمران :پ۴ ۔ آیت ۱۲۳]

ایسے معاشرہ میں ہوئی جس کے دن رات ایسی تباہ کاریوں کی نذر تھی کہ الأمان الحفیظ ،انسانیت نام کی چیز موجود نہیں ،حیوانیت کا ننگا ناچ ہو رہا تھا ،غرض گناہ کی وہ کون سی قسم تھی جو اس معاشرہ میں موجود نہ ہو ، صرف سرزمین مکہ ہی نہیں بلکہ پورا عرب ایک انتہائی خطرناک دور سے گذر رہا تھا ، جس طرف نظر اٹھا کر دیکھا جاتا ایک عجیب سی سراسیمگی انسان انسان نہیں بلکہ درندہ محسوس ہوتا تھا ، چاروں طرف غیر اللہ کی پوجا ہو رہی تھی کہیں پتھر کے بت معبود کہیں سورج و چاند معبود غرض ہر وہ چیز جس سے کوئی نفع یا نقصان پہنچتا اس کی عبادت کی جاتی تھی ۔

ہاں وہی عورت جس کے متعلق اللہ کے رسول علیہ السلام نے ارشاد فرمایا تھا ، حُبِّبَ اِلَیَّ مِنَ الدُّنْیَا النِّسَاءُ وَ الطِّیْبُ وَ جُعِلَ قُرَّةُ عَیْنِیْ فِی الصَّلٰوةِ (۱) کہ مجھے تمہاری دنیا کی چیزوں میں سے تین چیزوں کی محبت اللہ نے میرے دل میں ڈالی ہے ،ارشاد فرمایا : خوشبو مجھے پسند ہے ، مجھے نیک عورت بے حد پسند ہے،اور نماز تو میری آنکھوں کا نور اور دل کا سرور ہے ، سرکار دو عالم صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا مجھے خوشبو بہت پسند ہے لیکن جب ہم سیرت کا مطالعہ کرتے ہیں تو یہ حقیقت ہمارے سامنے آتی ہے کہ خوشبو کو حضور پسند تھے،رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کا سراپا ہر وقت خوشبو سے معطر رہتا تھا۔

---

(۱)۔[عن انسؓ قال :قَالَ رَسُوْلُ اللّٰہِ ﷺ حُبِّبَ اِلَیَّ مِنَ الدُّنْیَا النِّسَاءُ وَ الطِّیْبُ وَ جُعِلَ قُرَّةُ عَیْنِیْ فِی الصَّلٰوةِ ۔رواہ النسائی کتاب عشرۃ النساء۔باب حب النساء ،رقم الحدیث:۳۳۹۱۔۳۳۹۲]

کسی کوچے سے ہوتا جب گذر محبوب باری کا ۔ تو چلتا کارواں اک مہکت بادِ بہاری کا

فضا ساری مہک جاتی وہ جس راہ سے جاتے ۔ نکلتے جستجو میں جو وہ خوشبو سے پتہ پاتے

یہاں تک کہ جس راستہ سے آپؐ گذرتے وہ راستہ دیر تک مہکتا رہتا ڈھونڈھنے والے راستے کی مہک اور خوشبو سے پتہ ڈھونڈھتے کہ ہمارے آقا اس راستے سے گذرے ہیں ، کسی نے خوب کہا ہے۔

کہے دیتی ہے شوخی نقشِ پا کی ۔۔ ابھی اس راہ سے کوئی گیا ہے

پھر ارشاد فرمایا کہ وہ نیک عورت پاکباز بیوی مجھے پسند ہے ، جو وفا کا پیکر ہو جس کی پیشانی اللہ کے حضور سجدوں سے آباد ہو ، جو اپنے شوہر کی خدمت اور اسکے آبرو کی حفاظت کرتی ہو ، نیک عورت مل جائے تو دنیا جنت بن جائے

عورت گل و خوشبو ہے پسندیدۂ حضرت ﷺ
پھر کیسے بھلا ہوسکتی ہے مرد کو نفرت
اللہ کی جنت تو وہاں جا کے ملے گی
عورت ہے اگر نیک تو دنیا میں ہے جنت

ہاں یہ وہی عورت ہے جس کے متعلق اللہ کے رسولؐ نے ارشاد فرمایا تھا خدا جس کو دو بیٹیاں دے وہ ان کا اچھا نام رکھے ان کی پرورش کرے، انھیں تعلیم دے ایسی تعلیم جس سے وہ خود کو اور خدا کو پہچان سکے پھر جب وہ بالغ ہوں تو اچھا رشتہ کرکے اپنے اپنے گھروں میں آباد کرے ارشاد فرمایا کہ جس باپ نے اپنی دو بیٹیوں کے ساتھ ایسا کیا ہو اسے جا کر بتادو کہ وہ قیامت میں مجھ سے اتنا قریب ہوگا جتنی ہاتھ کی دو انگلیاں ایک دوسرے سے قریب ہوتی ہیں (۱)۔

(۱)۔[سنن الترمذی: رقم الحدیث ۱۹۱۴۔ ج ۴، ص ۳۱۹۔ مسند احمد: رقم الحدیث: ۱۲۵۲۰ ج ۳، ص ۱۴۷۔ الترغیب والترھیب: ج ۳، ص ۴۵]

ہاں اسی عورت کو زمانۂ جاہلیت میں زندہ درگور کردیا کرتے تھے،عورت کا پیدا ہوجانا ان کیلئے عار تھا،قرآن کہتا ہے : وَ اِذَا بُشِّرَ اَحَدُهُمْ بِالْاُنْثٰى ظَلَّ وَجْهُهٗ مُسْوَدًّا وَّ هُوَ كَظِيْمٌ (۱) ، جب انھیں بچی پیدا ہونے کی خوشخبری دی جاتی تو چہرے کا رنگ فق ہوجاتا ہے۔

ایک پریشان حال صحابی حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہوئے اور ارشاد فرمایا کہ اے اللہ کے رسولؐ زمانہ جاہلیت میں مجھ سے ایک غلطی سرزد ہوئی تھی جس کے احساس میں میں اکثر بے قرار اور مضطرب رہا کرتا ہوں آپ اللہ سے دعا فرمائیں کہ حق تعالی میری غلطی کو معاف فرما دیں ،رحمت عالم صلی اللہ علیہ وسلم نے ان کو تسلی دیتے ہوئے ارشاد فرمایا کہ الاِسْلَامُ يَهْدِمُ مَا كَانَ قَبْلَهٗ ، کہ اسلام کا آبِ حیات زمانۂ کفر کے سیاہ باب کو دھو ڈالتا ہے ، جب تم نے اسلام قبول کرلیا اللہ واحد کی وحدانیت رسول کی رسالت کا اقرار کرلیا ، تو سارے پچھلے گناہ معاف کردیئے گئے ، لیکن ان صحابی نے عرض کیا ، اللہ کے رسول ! وہ غلطی اتنی سنگین ہے کہ میں کوشش کے باوجود اسے بھول نہیں سکتا ، میں جب کبھی تنہا ہوتا ہوں تو شدت کے ساتھ اس غلطی کا احساس ہوتا ہے ، رحمتِ عالمؐ کے پوچھنے پر انھوں نے بتایا کہ اللہ کے رسولؐ میں نے اپنی زندہ بیٹی کو دفن کیا ہے،آپ علیہ السلام نے

---

(۱)۔[سورۃ النحل ۔پ۱۴۔آیت:۵۸]۔(۲)۔[رواہ مسلم ، و ھو بعض الحدیث ، اَنَّ الاِسْلَامَ يَهْدِمُ مَا كَانَ قَبْلَهٗ ؟ وَ اَنَّ الْهِجْرَةَ تَهْدِمُ مَا كَانَ قَبْلَهَا ؟ وَ اَنَّ الْحَجَّ يَهْدِمُ مَا كَانَ قَبْلَهٗ .. الخ کتاب الایمان۔ رقم الحدیث:۳۲۱]

ارشادفرمایا : یہ بھی کوئی انوکھی بات ہے ؟ ارے ساری قوم یہی کررہی تھی ، ان صحابی نے عرض کیا ساری قوم تو پیدا ہوتے ہی بچیوں کو دفن کردیتی تھی ، لیکن میری بچی حدشعور کو پہونچ چکی تھی ،اس کے بعد انھوں نے تفصیل بیان کی کہ اے اللہ کے رسول ! میں ایک تجارتی سفر پر گھر سے جارہا تھا ، میری بیوی حاملہ تھی میں کہہ کر گیا تھا کہ اگر بچی جنم لے تو اسے زندہ دفن کردینا ہاں اگر بیٹا پیدا ہو تو پرورش کرنا ، واپس آیا تو بتایا گیا کہ بچی پیدا ہوئی تھی اس کو زندہ دفن کردیا گیا ، لیکن ایک عرصے کے بعد میرے گھر میں ایک بچی آئی ،اس کی باتیں بڑی دلنواز تھیں ،اس کی گفتگو بڑی ہی دلنشیں تھی، جب وہ بچی بولتی تو بیساختہ میرا دل اس کی باتوں کی طرف کھینچتا تھا ،میں بیوی سے کہنے لگا ،بڑے خوش نصیب ہیں وہ ماں باپ جن کے آنگن میں ان کی یہ چاندسی بیٹی چہکتی ہوگی بیوی کو خیال آیا کہ شاید اس کے سینے میں انسانی جذبات بیدار ہوگئے ہیں اور بڑا اچھا موقع ہے اس کو بتادینے کا ، آخر میں کب تک چھپائے رکھوں گی ، اس نے جرأت کرکے بتادیا کہ یہ آپ کی ہی بچی ہے ، جب آپ سفر پر گئے تھے تو یہ بچی پیدا ہوئی تھی مگر میری ممتا نے گوارہ نہ کیا کہ اسے زندہ دفن کرادوں ،اب اسے اپنی بہن کے گھر میں پرورش کیلئے چھوڑ رکھا ہے ، بس اللہ کے رسول جب میں نے سنا کہ یہ میرا جزو بدن ہے میری بیٹی ہے تو فوراً وہ جہالت کا جذبہ وحشت بن کر میرے دل و دماغ پر سوار ہوگیا اور میں نے فیصلہ کرلیا کہ آج کے سورج غروب ہونے سے پہلے اس کی

زندگی کا سورج غروب کردونگا ، بیوی کی نظریں بچا کر بچی کی انگلی پکڑی اور کدال اٹھایا اور جنگل لے گیا ، بچی کو ایک سایہ دار درخت کے نیچے بٹھا کر جب گڑھا کھودنے لگا اور پسینہ پسینہ ہوگیا تو بچی اٹھ کر آئی اور اپنی اوڑھنی سے میرے پسینے کو پونچھتے ہوئے کہنے لگی، ابّا جان! آپ یہ گڑھا کیوں کھود رہے ہیں ؟ جہالت کے مارے ہوئے باپ نے کہا : ''تجھے دفن کرنے کیلئے '' اے اللہ کے رسول بچی کہنے لگی ، اباجان ! کس جرم کے پاداش میں آپ مجھے زندہ دفن کریں گے میں نے آپ کا کیا بگاڑا ہے ؟ میں نے کہا تیرا بیٹی کی حیثیت سے پیدا ہونا کوئی معمولی جرم ہے ، وہ معصوم کہنے لگی ابا جان اس میں میرا کیا قصور ہے ؟ اللہ نے مجھے بیٹی بنایا میں پیدا ہوگئی ، اباجان میں وعدہ کرتی ہوں کبھی آپ کا دل نہیں دکھاؤں گی ، آپ کے دامن پر کبھی داغ نہ آنے دونگی ، بھیک مانگ کر گذارہ کر لوں گی لیکن آپ کے سامنے کبھی ہاتھ نہ پھیلاؤں گی ،خدارا مجھے زندہ رہنے دو ۔

حضرت زینبؓ ورقیہؓ اورام کلثومؓ فاطمہؓ کے شفیق باپ کے آنکھوں میں آنسو آ گئے ، اور پھر فرمایا تو نے اس کی اپیل منظور کر لی ، ان صحابی نے عرض کیا کہ یارسول اللہ! میں پاگل ہو چکا تھا، میں وحشت و بربریت سے مغلوب تھا جب گڑھا کھود دیا تو اس معصوم اور چاندسی بیٹی کا بال پکڑ ا اور گڑھے میں پھینک دیا ،اور جب میں مٹی ڈال رہا تھا تو وہ چیخ چیخ کر فریاد کر رہی تھی زندگی کی بھیک مانگ رہی تھی ، اے رحمۃ للعالمین ! میں نے یہ گناہ کیا ہے جب کبھی اکیلا

ہوتا ہوں تو اس معصوم کی فریاد میرے کانوں میں سنائی دیتی ہے ، اس کا معصوم سا چہرہ میری نظروں کے سامنے ہوتا ہے ، سرکار دوعالم صلی اللہ علیہ وسلم کی آنکھوں سے آنسو ابل پڑے ،اور فرمایا کہ اللہ تجھے معاف کرے تو نے یہ آدم خور غلطی زمانہ کفر میں کی تھی ،اَلاِسْلَامُ یَھْدِمُ مَا کَانَ قَبْلَہٗ ، ایمان کا لے آنا ، توحید و رسالت کا اقرار کرنا پچھلے تمام گناہوں کو دھو دیتا ہے ، لیکن تو میرے سامنے سے اٹھ جا ، کہ تیری آنکھوں میں اس معصوم بچی کے خون کی جھلک نظر آرہی ہے ، تو ایسے ماحول میں آپ علیہ السلام نے آنکھیں کھولیں جہاں انسانیت نہیں حیوانیت کا دوردورہ تھا آپ نے کفار قریش کو وادیٔ فاران سے خطاب فرمایا : یَا یُّھَا النَّاسُ قُوْلُوْا لَا اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہُ تُفْلِحُوْا (۱) ، اے لوگو ! اس ایک اللہ کی وحدانیت کا اقرار کرو جس کے سوا کوئی معبود برحق نہیں ، فلاح و کامیاب ہوجاؤ گے ۔

محض اس اعلان پر جو سراسر کامیابی اور کامرانی پر مبنی تھا لوگوں نے آپ کو اور آپ کے ماننے والوں کو ستایا حتی کہ وہ مرحلہ بھی پیش آیا ،کہ آپ کو اپنے گھر بار سے اپنے اس وطن سے جہاں اللہ کا گھر کعبۃ اللہ واقع ہے جس سے آپ کو محبت تھی ، اس سے دربدر کر دیا گیا ، آپ مکہ سے نکالے جارہے ہیں ۔

---

(۱)۔ [ربیعہ بن عبادؓ کہتے ہیں میں نے نبی کریمؐ کو بازار عکاظ اور ذی المجاز میں دیکھا لوگوں سے یہ فرماتے تھے یَا اَیُّھَا النَّاسُ قُوْلُوا لَا اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہُ تُفْلِحُوْا ''اور ایک بھینگا شخص آپ کے پیچھے پیچھے یہ کہتا پھرتا تھا یہ شخص صابی یعنی بے دین اور جھوٹا ہے اور یہ کہنے والا آپ کا چچا ابولہب تھا یہ حدیث مسند احمد میں بھی ہے اور طبرانی میں منیب غامدیؓ سے مروی ہے]

اور زارو قطار آنکھوں سے آنسو رواں ہیں اور فرما رہے ہیں :

مَا اَطْیَبَکِ مِنْ بَلَدٍ وَاَحَبَّکِ اِلَیَّ وَ لَوْ لَا اَنَّ قَوْمِیْ اَخْرَجُوْنِیْ مِنْکِ مَا سَکَنْتُ غَیْرَکِ (۱)

اے کعبہ روئے زمین پر سب سے زیادہ تو میری نظروں میں تو محبوب ہے، خدا کی قسم اگر تیرے مکین اور تیرے رہنے والے مجھے تجھ سے جدا نہ کرتے اور نہ نکالتے تو میں کبھی نہ نکلتا ،کبھی تجھ سے جدا نہ ہوتا ،آپ نے مدینہ کی طرف ہجرت فرمائی ، ظالموں نے وہاں بھی سکون نہ لینے دیا ، سازشیں رچی جارہی ہیں ، مسلمانوں کو تہ تیغ کرنے کیلئے ابوسفیان کا قافلہ شام سے ہتھیار لے کر آرہا ہے ، آپ کو خبر ہوئی تو آپ علیہ السلام نے چند مہاجرین و انصار کو اس قافلہ سے ہتھیار چھیننے کیلئے روانہ فرمایا ، تاکہ مشرکین پر مسلمانوں کا رعب طاری ہوجائے ، ابوسفیان جو شام سے قافلہ کو لے کر آرہا تھا اس نے دیکھا کہ راستے میں اونٹ کی تازہ مینگنیاں پڑی ہوئی ہیں ، اس نے اس کو اٹھا کر دیکھا تو مینگنیوں کے اندر کھجور کی گٹھلیاں موجود تھیں ، تو اس نے پہچان لیا کہ ہو نہ ہو، مدینہ والوں کا قافلہ ہمارے تعاقب میں ہو اس نے فوراً راستہ

---

(۱)۔[عن ابن عباسؓ قال : قال رسول اللہ ﷺ لمکۃ ،''مَا اَطْیَبَکِ مِنْ بَلَدٍ وَاَحَبَّکِ اِلَیَّ وَ لَوْ لَا اَنَّ قَوْمِیْ اَخْرَجُوْنِیْ مِنْکِ مَا سَکَنْتُ غَیْرَکِ'' رواہ الترمذی۔کتاب المناقب :باب فضل مکۃ ۔رقم الحدیث : ۳۹۲۶ ۔ وفی روایۃ اُخری ، ''وَ اللّٰہِ ! اِنَّکِ لَخَیرُ اَرْضِ اللّٰہِ ، وَ اَحَبُّ اَرْضِ اللّٰہِ اِلَی اللّٰہِ ، وَ لَوْ لَا اَنِّی اُخْرِجْتُ مِنْکِ مَا خَرَجْتُ المصدرالسابق ۔ رقم الحدیث : ۳۹۲۵ ۔ اس حدیث کو امام احمد نے بھی روایت کیا ہے ، اورامام ترمذی نے اس حدیث کو صحیح بتلایا ہے ۔ زرقانی ۔ ج ۱ ۔ص ۳۲۸]

بدلا اور ایک شخص کو مکہ روانہ کیا کہ جا کر ابوجہل سے کہدو مسلمان ہمارے قافلہ کو لوٹنے کا ارادہ کئے ہوئے ہیں ، ابوجہل نے فوراً ایک ہزار سپاہیوں کے لشکر کو ترتیب دیا جو ہر طرح کے سامانِ حرب وضرب سے لیس تھا ، اور مدینہ کی طرف کوچ کر دیا ،اُدھر صحابہ کرامؓ ابوسفیان کے قافلہ کو تلاش کرتے کرتے ناکام ہوئے ادھر قافلہ بحفاظت مکہ پہونچ گیا،جب صحابہ کرامؓ مدینہ پہونچے تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم کو خبر ملی کہ مکہ سے ابوجہل ایک ہزار کا لشکر جرار لے کر حملہ آور ہونے والا ہے ، آپ نے مہاجرین و انصار کو جمع فرمایا اور کہا کہ دیکھئے ، ابوجہل کا لشکر جرار سر پر آن پہونچا ہے ، اب کیا کیا جائے ؟ ۔

مہاجرین میں حضرت ابوبکرؓ پھر حضرت عمرؓ نے انتہائی خلوص ومحبت سے اپنی جان کا نذرانہ پیش کیا۔

ابوبکر و عمر نے عرض کی اے ہادی دورانؐ
ہمارا جان و مال اولاد سب کچھ آپ پر قرباں
غلامانِ محمد جان دینے سے نہیں ڈرتے
یہ سر کٹ جائے یا رہ جائے کوئی پرواہ نہیں کرتے

ہم آپ کے ہاتھ پر ایمان لا چکے ہیں جو آپ کی مرضی ہوگی وہی ہماری مرضی ہوگی ۔

صفِ انصار کی جانب اٹھیں آنکھیں نبوت کی
سعدؓ ابن معاذ اٹھے دکھائی شان جرأت کی

ادب سے عرض کی انصار ہیں ہم یارسول اللہ
غلام سید ابرار ہیں ہم یا رسول اللہ ﷺ
اگر حکم ہو تو پھاند جائیں ہم سمندر میں
جہاں کو محو کر دیں نعرۂ اللہ اکبر میں

حضرت مقدادؓ نے عرض کیا ،اے اللہ کے رسول،اللہ نے جوحکم آپ کودیا وہ کرگذریئے ہم آپ کے ساتھ ہیں۔وَاللّٰہِ لَا نَقُوْلُ کَمَا قَالَتْ بَنُوْ اِسْرَائِیْلَ لِمُوْسیٰ اِذْھَبْ اَنْتَ وَ رَبُّکَ فَقَاتِلَا اِنَّا ھٰھُنَا قَاعِدُوْنَ(۱)۔

غرض یہ کہ جب آپؐ نے صحابہ کرامؓ سے مشورہ لیا اور طے کیا کہ جنگ کی جائے اور جنگ کی ترتیب دی صحیح روایت کے مطابق صرف تین سو تیرہ صحابہ کرام موجود ہیں ، وہ بھی اس حال میں کہ صرف دو گھوڑے اور ستر اونٹ اور چند تلواریں ، اور ادھر ایک ہزار کا لشکر جو ہر طرح کے ساز وسامان سے لیس ہے ،غرض ۱۷ رمضان المبارک ۲ھ کو جنگ کا آغاز ہوا ،آپ علیہ السلام اللہ کے حضور سجدہ ریز ہیں ، اور اللہ رب العزت سے فریاد کر رہے ہیں ، اے اللہ ہم بے بس ہیں ہم کمزور ہیں ۔

---

(۱)۔[عن طارق بن شهاب قال سمعتُ ابن مسعودٌ يقول شهدتُ من المقداد بن الأسود مشهداً لأن أكون صاحبه أحب الي مما عدل به اتى النبي ﷺ وهو يدعو على المشركين فقال : لا نقول كما قال قوم موسى اذهب أنت و ربك فقاتلا و لكنا نقاتل عن يمينك و عن شمالك و بين يديك و خلفك فرأيتُ النبيﷺ اشرق وجهه و سرّه " ۔ رواه البخاری ۔كتاب المغازی ، باب قصة غزوة بدر ۔رقم الحديث :۳۹۵۲]

اَللّٰھُمَّ اِنْ تُھْلِکْ ھٰذِہِ الْعَصَابَۃُ مِنْ اَھْلِ الْاِیْمَانِ فَلَا تُعْبَدُ فِیْ الْأَرْضِ اَبَداً (۱) ۔

اے اللہ یہ مٹھی بھر مسلمان ہیں جن کو میں نے بڑی محنت اور مرادوں سے پروان چڑھایا ہے یہی میرا کل سرمایہ ہیں یہی میری جان ہیں اے اللہ اگر تو نے آج کے دن ان کو ہلاک کردیا تو ہمیشہ ہمیش کیلئے زمین پر تیری عبادت کرنے والا کوئی نہ رہے گا ۔

اَللّٰھُمَّ اَنْجِزْ لِیْ مَا وَعَدْتَنِیْ (۲) ، اے اللہ تو نے شبِ معراج میں مجھ سے وعدہ کیا تھا کہ اسلام اور مسلمان ہی سربلند رہیں گے ، اے اللہ اس وعدہ کو پورا کرنے کا وقت آن پہونچا ہے اس وعدہ کو پورا فرما ، جبرئیل امین تشریف لا رہے ہیں ، آیت مبارکہ نازل ہوتی ہے ، اِذْ تَسْتَغِیْثُوْنَ رَبَّکُمْ فَاسْتَجَابَ لَکُمْ اَنِّیْ مُمِدُّکُمْ بِاَلْفٍ مِّنَ الْمَلٰئِکَۃِ مُرْدِفِیْنَ (۳) ۔

ہاں وہ وقت بھی یاد کرنے کے قابل ہے جب تم اللہ سے مدد طلب کررہے تھے ، اور اللہ نے تمہاری دعاؤں کو قبول کیا ، کہ میں فرشتوں کے ذریعہ تمہاری مدد کرونگا ، جو پے در پے آئیں گے ، جس شمع کو خدا روشن رکھنا چاہے بھلا دنیا کی کون سی وہ طاقت ہے جو بجھادے ۔

نور خدا ہے کفر کی حرکت پہ خندہ زن ۔ پھونکوں سے یہ چراغ بجھایا نہ جائیگا

---

(۱)۔[زادالمعاد ج/۱ ۔ ص۳۴۳۔۳۴۴] ۔ (۲)۔[نفس المرجع السابق]

(۳)۔[سورۃ الأنفال: پ۹۔ آیت ۹]

اللہ نے اسلام کے شمع کو روشن رکھا اور کافروں کو انتہائی بدترین شکست ہوئی ، جس میں ان کے بڑے بڑے سردار ابوجہل اور عتبہ اور شیبہ جہنم رسید ہوئے ، اسلام کی یہی پہلی جنگ تھی جس میں اللہ نے اسلام کو فتح عطا کی پھر کیا تھا ، اسلام کا عروج ہی عروج تھا۔

غزوۂ بدر سے ہمیں یہ سبق ملتا ہے کہ جو کچھ ہوتا ہے اللہ کی جانب سے ہوتا ہے ، اسباب کوئی چیز نہیں ، بغیر اسباب کے اللہ نے تین سو تیرہ کمزور صحابہؓ کو ایک ہزار قوی اور طاقتوروں پر غالب کر دیا ، اس لئے کہ ان کو اللہ کی ذات پر بھروسہ تھا ، اسباب پر نہیں ۔

آیئے اللہ تعالی سے دعا کریں ، اے اللہ ہمیں بھی وہ یقین کامل اور جذبہ صادق عطا فرما جو تو نے صحابہ کرام رضوان اللہ علیہم اجمعین کو عطا فرمایا تھا ۔

(آمین یارب العالمین)

وَآخِرُ دَعْوَانَا اَنِ الْحَمْدُ لِلّٰهِ رَبِّ الْعَالَمِيْنَ

❁❁❁

❁❁

❁

سن ہجری کا دسواں مہینہ ’’ شوال المکرّم ‘‘

خوش لباسی تحدیث بالنعمت ہے

اَلْحَمْدُ لِوَلِیِّہٖ وَ الصَّلٰوۃُ عَلٰی نَبِیِّہٖ مُحَمَّدٍ وَّ اٰلِہٖ وَ صَحْبِہٖ اَجْمَعِیْنَ .

اَمابعد:۔ فَاَعوذ باللہ من الشیطان الرجیم بسم اللہ الرحمٰن الرحیم .

﴿ قُلْ مَنْ حَرَّمَ زِیْنَۃَ اللّٰہِ الَّتِیْ اَخْرَجَ لِعِبَادِہٖ وَ الطَّیِّبٰتِ مِنَ الرِّزْقِ ، قُلْ ھِیَ لِلَّذِیْنَ آمَنُوْا فِی الْحَیٰوۃِ الدُّنْیَا خَالِصَۃً یَّوْمَ الْقِیٰمَۃِ ، کَذٰلِکَ نُفَصِّلُ الْآیٰتِ لِقَوْمٍ یَّعْلَمُوْنَ ﴾ (۱) صدق اللہ العظیم

حاضرین کرام ! اس وقت میں نے جو آیت کریمہ تلاوت کی ہے یہ سورۃ الأعراف کی ایک آیت کریمہ ہے اس آیت میں اللہ سبحانہٗ وتعالی یوں ارشاد فرمارہے ہیں ۔

’’ اے پیارے نبی ﷺ آپ فرما دیجئے کس نے اللہ کی اس زینت کو حرام کردیا جسے اللہ نے اپنے بندوں کے لئے نکالا تھا ،اور کس نے خدا کی بخشی ہوئی پاک چیزیں حرام کردیں ،آپ کہہ دیجئے یہ ساری چیزیں دنیا کی زندگی میں بھی ایمان والوں کیلئے ہیں اور قیامت کے روز تو خالص انہیں کیلئے ہونگی ،اس طرح ہم اپنی باتیں صاف صاف بیان کرتے ہیں ان لوگوں کیلئے جو سمجھ رکھتے ہیں‘‘ ۔

---

(۱)۔[سورۃ الأعراف :پ۸ ۔ آیت۳۲]۔ نوٹ:۔ امام ترمذیؒ نے ایک حدیث ابواب الآداب میں بیان کی ہے ’’اِنَّ اللّٰہَ یُحِبُّ اَنْ یُرٰی اَثَرُ نِعْمَتِہٖ عَلٰی عَبْدِہٖ‘‘ یعنی اللہ تعالی اپنی دی ہوئی نعمتوں کا اثر اپنے بندے پر دیکھنا چاہتے ہیں ،لہٰذا اگر کوئی خوش حال شخص خستہ حال بن کر رہے تو یہ اللہ کی ناشکری ہے۔

دورِ جاہلیت میں عرب کے کفار و مشرکین خانۂ کعبہ کے طواف کے وقت کپڑے پہن کر طواف کرنا حرام سمجھتے تھے ، اس لئے انہوں نے طواف کیلئے دو وقت متعین کیے ، دن میں مرد برہنہ ہوکر طواف کرتے اور رات میں عورتیں کعبۃ اللہ کا طواف برہنہ ہوکر کیا کرتی تھیں ۔

تو اللہ تبارک وتعالی نے مذکورہ آیت کریمہ نازل فرمائی ، کہ حلال کو حلال کرنا اور حرام کو حرام ٹھہرانا ، صرف اللہ ذوالجلال کا حق ہے کسی دوسرے کو اس میں مداخلت کرنا جائز نہیں ۔

اللہ کی حلال کردہ بہترین پوشاک اور لباس کو حرام قرار دے کر ننگے رہنا یا باوجود وسعت اور خوشحال ہونے کے پھٹے پرانے کپڑوں میں رہنا یہ اسلام کی تعلیمات کے خلاف ہے ،اسلام کی تعلیم یہ ہے کہ اگر تم تنگ دست ہو تو جو مل جائے پہن لو ،اس کے ساتھ ہی چند اصول بھی بیان فرمائے کہ چاہے لباس پرانا ہو لیکن میلا کچیلا نہ ہو ، اگر پھٹا ہوا ہے تو سلوا کر پہنو ، نیز ایسا لباس پہنو جو ستر کو ڈھانپ دے ، ایسا لباس نہ پہنو جو چست اور تنگ ہو ،اور ایسا لباس بھی نہ پہنو ، جیسا یہود و نصاری اور کفار پہنتے ہیں بلکہ وہ لباس اپناؤ جو نیک لوگوں کا لباس ہے صلحاء اور اتقیاء کا لباس ہے۔

حضور اکرم ﷺ نے ایک صحابی کو دیکھا کہ میلا کچیلا لباس پہنے ہوئے چلے جارہے ہیں ، آپ نے ان صحابی کو بلوایا ، اور پوچھا ،کیا اللہ نے تمہیں مال نہیں دیا ؟ صحابی نے عرض کیا ، یارسول اللہ ﷺ اللہ نے مجھے مال بھی

دیا ہے ، خوشحال بھی بنایا ہے ، تو آپ نے غصہ کا اظہار فرمایا ، اور فرمایا ، یہ اللہ کی ناشکری ہے کہ باوجود اللہ کے دینے کے تم اس حال میں ہو ۔

یاد رکھئے ! اللہ تبارک وتعالی اس بات کو بہت پسند فرماتے ہیں کہ اس کی عطا کی ہوئی نعمت کا اثر اس کے لباس اور اس کے رہنے سہنے اور اس کے بود و باش میں دکھائی دے ، نعمت کا اظہار کرنا یہ بھی اللہ کا شکر ادا کرنا ہے ۔

ہاں ضروری بات یہ ہے کہ دو چیزوں سے بچے ، ایک ریاء و نمود یعنی لوگوں کو دکھلانے کیلئے ، اور دوسرا فخر و غرور سے بچے ۔

حضرات انبیاء علیہم السلام نے دونوں طرح کے لباس زیب تن فرمائے ، جب اللہ نے مال دیا تو عمدہ سے عمدہ لباس زیب تن فرمایا ، اور جب تنگی کے دن آئے تو جو میسر ہوا اس کو پہن لیا ۔

حضرت یوسف علیہ الصلوٰۃ و السلام مصر کے بادشاہ ہیں ، اور تختِ سلطنت پر بیٹھے ہوئے ہیں ، بدن پر شاہی لباس ہے ، حضرت سلیمان علیہ السلام کے شاہی محلات کھڑے ہوئے ہیں اور ان کے نیچے دریا اور نہریں بہہ رہی ہیں ان کے بدن پر بھی شاہی پوشاک ہے ، شاہانہ ٹھاٹ باٹ ہے ۔

دوسری طرف حضرت عیسیٰ علیہ الصلوٰۃ والسلام ہیں ان کی ایک عجیب شان ہے حضرت عیسیٰ علیہ السلام کے پاس صرف ایک لکڑی کا پیالہ اور ایک چمڑے کا تکیہ تھا ، اور بدن پر ایک لباس تھا یہی ان کی کل کائنات تھی ، وہ لکڑی کا پیالہ انکے پانی کا برتن بھی تھا ، وہی وضو کا لوٹا بھی تھا ، وہی کھانے کا برتن بھی تھا ،

ایک مرتبہ کہیں تشریف لے جارہے تھے کہ دیکھا ایک شخص دریا کے کنارے پر کھڑا ہاتھ کے چلو سے پانی پی رہا ہے ، فرمانے لگے اللہ اکبر! اتنی دنیا ہم نے اپنے پاس رکھی ہے ،اس کے بغیر بھی زندگی گذاری جا سکتی ہے فوراً اس پیالہ کو صدقہ کردیا اور چل دیئے ، اب صرف ایک تکیہ باقی رہ گیا تھا، تو دیکھا ایک شخص سر کے نیچے ہاتھ رکھے ہوئے سو رہا ہے تو فرمانے لگے ، اللہ اکبر! یہ تکیہ تو دنیا کا ایک مستقل سامان ہے اس کے بغیر بھی کہنی رکھ کر سویا جاسکتا ہے لہٰذا تکیہ وہیں صدقہ کردیا ، یہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام کی شانِ درویشی ہے۔

حضور سرورکائنات فخرموجودات ﷺ کی شان یہ تھی کہ جب بھی اللہ نے وسعت دی عمدہ سے عمدہ لباس زیب تن فرمایا ، ایک روایت میں ہے ایک مرتبہ آپ اپنے حجرے سے اس شان سے نکلے کہ آپ کے بدن پر ایک ایسی چادر تھی جس کی قیمت ایک ہزار درہم تھی ، فقروفاقہ کے ایام میں آپ نے ایک ہی چادر سے اپنے ستر کو چھپایا ، اور جو میسر تھا وہ زیب تن فرمالیا ۔

اسی طرح حضرات صحابہ کرامؓ کے اندر بھی یہ دوشان تھی ، رئیس المفسرین حضرت عبداللہ بن عباسؓ جلیل القدر صحابی ہیں اور حضور اکرم ﷺ کے چچازاد بھائی ہیں ، آپ زبردست مفسرِ قرآن ہیں ، حلقۂ صحابہ میں ان کا خاص مقام اور مرتبہ تھا، لیکن لباس عمدہ سے عمدہ ہوتا تھا ، سیرت نگار لکھتے ہیں ، حضرت عبداللہ بن عباسؓ اپنے زمانہ کا عمدہ سے عمدہ لباس پہنتے تھے ۔

دوسری طرف مشہور صحابی رسول حضرت ابوذر غفاریؓ ہیں کہ ان کی یہ شان تھی کہ جو بدن پر کپڑا ہے اس کے سوا دوسرا کپڑا رکھنا مناسب نہیں سمجھتے تھے ، دسترخوان پر دو سالن کے جمع ہونے سے ناراض ہوجاتے اور فرماتے کہ اللہ کے رسول سرور کائنات ﷺ کے دسترخوان پر کب دو سالن جمع ہوئے ہیں؟ یہ ان کی شان تھی۔

حضرت امام مالک رحمۃ اللہ علیہ کے متعلق مورخین لکھتے ہیں کہ روزانہ آپ نیا جوڑا استعمال فرماتے تھے اور دوسرے دن وہ جوڑا غریبوں میں تقسیم فرمادیتے اس طرح سال کے شروع میں آپ ۳۶۰ جوڑے کپڑے بنوا کر اسٹاک (Stock) رکھتے تھے ۔

حضرت سفیان ثوریؒ سے کسی نے پوچھا کہ آپ اتنا ٹھاٹ باٹ اور فاخرانہ لباس پہنتے ہیں کیا یہ زہد و قناعت کے خلاف نہیں ؟ آپ نے فرمایا : لَوْ لَا هٰذِهِ الدَّنَانِيْرُ لَتَمَنْدَلَتْ بِنَا هٰؤُلَاءِ الْمُلُوْكُ ، فرمایا اگر میں پھٹے پرانے لباس پہن لوں تو یہ امیرزادے اور مالدار لوگ مجھے ناک پوچھنے کا رومال بنالیں گے ، میں اس لئے لباس فاخرہ پہنتا ہوں تاکہ انہیں بتلادوں کہ جو چیز تمہارے پاس ہے وہ ہمارے پاس بھی ہے ،ہم تمہارے محتاج نہیں ، لیکن جو چیز ہمارے پاس ہے یعنی علم اس سے تم محروم ہو ۔

لہٰذا اس نیت سے فاخرانہ لباس پہننا زہد و قناعت ، ورع و تقویٰ

کے خلاف نہیں ، بلکہ یہ خود یہ ایک عبادت ہے۔

اللہ تبارک و تعالی نے حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کو خطاب کرتے ہوئے ارشاد فرمایا : وَ اَمَّا بِنِعْمَةِ رَبِّکَ فَحَدِّثْ، اے پیارے نبی ﷺ اپنے رب کی نعمت کا اظہار کرتے رہو ۔

حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے لباس کے متعلق مزید احکام بیان فرمائے ۔

حضرت ابوذر غفاریؓ کی روایت ہے آپ علیہ السلام نے ارشاد فرمایا:

ثَلاثَةٌ لا یُکَلِّمُهُمْ اللّٰهُ یَوْمَ الْقِیَامَةِ وَ لا یَنْظُرُ اِلَیْهِمْ وَ لا یُزَکِّیْهِمْ وَ لَهُمْ عَذَابٌ اَلِیْمٌ ۔

تین آدمی ایسے ہیں کہ قیامت کے دن اللہ تعالی ان سے گفتگو نہیں فرمائیں گے ، اور ان کو درد سے دردناک عذاب دیا جائیگا ، حضرت ابوذرؓ نے فرمایا مَنْ هُمْ یَا رَسُوْلَ اللّٰهِ ؟ وہ کون لوگ ہیں ، آپؐ نے فرمایا ، اَلْمُسْبِلُ ، ٹخنوں سے نیچے کپڑا لٹکانے والا ، وَ الْمَنَّانُ ، احسان جتلانے والا ، وَ الْمُنْفِقُ ، اور وہ منافق جو جھوٹی قسمیں کھاتا ہو (۱)۔

اکثر احباب یہ سمجھتے ہیں کہ صرف نماز میں پاجامہ ٹخنوں سے نیچے نہ ہو ، یاد رکھئے نماز کے اندر ہوں یا باہر ہر حالت میں ایک مؤمن اور مسلمان کا پاجامہ ٹخنوں سے اوپر رہنا چاہئے ۔

---

(۱)۔[عن ابی ذرؓ عن النبی ﷺ قال:ثَلاثَةٌ لا یُکَلِّمُهُمْ اللّٰهُ یَوْمَ الْقِیَامَةِ وَ لا یَنْظُرُ اِلَیْهِمْ وَ لا یُزَکِّیْهِمْ وَ لَهُمْ عَذَابٌ اَلِیْمٌ .....الخ " رواہ مسلم ،کتاب الإیمان۔باب غلظ تحریم ا سبال الا زار و المن بالعطیۃ الحدیث: ۱۷۱۔۱۷۲۔ الترغیب والترھیب ۳۶۷/۲]

حضرت انسؓ راوی ہیں ، آپؐ نے ارشادفرمایا ،جب میری امت پانچ چیزوں کواپنالے گی تو سمجھ لو کہ اس کی بربادی کا زمانہ شروع ہوگیا ۔

(۱)۔ جب ایک مسلمان دوسرے کو برا بھلا کہنے لگے ، اس کے عیب کو ظاہر کرنے لگے ۔(۲)۔شراب عام ہوجائے ۔ (۳)۔ریشم کے کپڑے مرد پہننے لگیں ۔ (۴)۔ زنا عام ہوجائے ۔ (۵)۔ایک مرد دوسرے مرد سے اپنی شہوت پوری کرنے لگے ۔ (۱)

ارشادفرمایا : جس نے دنیا کی زندگی میں ریشم یعنی SILK کا کپڑا پہنا، لَا خَلَاقَ لَهُ فِي الْآخِرَةِ ، اس پر جنت کا لباس حرام ہے اس کیلئے آخرت میں کوئی حصہ نہیں ، ہاں عورت کیلئے SILK ریشمی کپڑا پہننا جائز ہے ، مرد کیلئے حرام ہے ۔(۲)

حضور اکرم ﷺ کا ارشاد ہے خدا اور اس کے رسول کی لعنت ہو ان مردوں پر جو عورتوں کا لباس پہنیں اور ان عورتوں پر اللہ اور اس کے رسول کی لعنت ہو جو مردوں کا لباس پہنتی ہوں ۔(۳)

---

(۱)۔[عن انسؓ قال: قال رسول اللہ ﷺ:إِذَا اسْتَحَلَّتْ أُمَّتِي خَمْسًا فَعَلَيْهِمُ الدَّمَارُ إِذَا ظَهَرَ التَّلَاعُنُ ، وَ شَرِبُوْا الْخُمُوْرَ، وَ لَبِسُوْا الْحَرِيْرَ، وَاتَّخَذُوْا الْقَيْنَاتِ وَاكْتَفَى الرِّجَالُ بِالرِّجَالِ،وَ النِّسَاءُ بِالنِّسَاءِ ۔رواہ البیہقی ۔بحوالہ الترغیب والترھیب ،رقم الحدیث:۱۲۔ج ۳۔ص ۹۸]۔(۲)۔[عن ابی موسی الأشعریؓ أن رسول اللہ ﷺ قال: حُرِّمَ لِبَاسُ الْحَرِيْرِ وَالذَّهَبِ عَلَى ذُكُوْرِ أُمَّتِي وَأُحِلَّ لِا نَاثِهِمْ رواہ الترمذی ،أبواب اللباس ، باب ما جاء فی الحریر والذھب للرجال۔رقم الحدیث ۱۷۲۰]۔

(۳) [رواہ البخاری،معارف الحدیث کتاب المعاشرت رقم ۲۸۱،ج ۶ ر س ۲۹۴]

افسوس ہماری بہن بیٹیوں پر نہیں ، بلکہ ہم پر ہے کہ ہم نے اپنی بہن بیٹیوں کو آج اتنی آزادی دیدی کہ پہلے انہوں نے برقع اتار پھینکا ، پھر غیرت وحمیت ایسی مری کہ اپنی خاندانی شرافت وعزت کو فراموش کر کے خاندانی اور اسلامی لباس کو نکال کر پھینک دیا ، آج ہماری عزت وعصمت والی بیٹیاں ٹی شرٹ ، پینٹ میں نظر آتی ہیں (۱)۔

مسلمانو! ہوش کے ناخن لو ، جس پر اللہ اور اس کے رسول کی لعنت ہو جائے اس کے برباد ہونے میں کیا شک ہوسکتا ہے۔

كَذٰلِكَ نُفَصِّلُ الْآيَاتِ لِقَوْمٍ يَعْلَمُوْنَ یہ صاف صاف باتیں ہیں سمجھدار لوگوں کیلئے ۔

اللہ ہمیں صحیح سمجھ بوجھ اور نیک عمل کی توفیق عطا فرمائے

توفیق باندازۂ ہمت ہے ازل سے

وَ مَا تَوْفِيْقِيْ اِلَّا بِاللّٰهِ الْعَلِيِّ الْعَظِيْمِ

و ماعلینا الا البلاغ

❁❁❁

---

(۱)۔ اکبر الہ آبادی کی رباعی ملاحظہ ہو:۔

بے پردہ کل جو آئیں نظر چند بیبیاں ۔۔ اکبر زمیں میں غیرت قومی سے گڑ گیا

پوچھا جو ان سے آپ کا پردہ وہ کیا ہوا ۔۔ کہنے لگیں کہ عقل پہ مردوں کی پڑ گیا

ادعونی استجب لکم

(ہاں مگر یہ لازم ہے مانگیے قرینے سے)

اَلْحَمْدُ لِلّٰہِ وَحْدَہٗ لَا شَرِیْکَ لَہٗ وَ الصَّلٰوۃُ وَ السَّلَامُ عَلٰی سَیِّدِ الْاَوَّلِیْنَ وَ الْآخِرِیْنَ وَ اَصْحَابِہِ الْکَامِلِیْنَ ۔ امّا بعد :۔

فاَعوذ باللہ من الشیطان الرجیم بسم اللہ الرحمٰن الرحیم .

﴿ وَ اِذَا سَأَلَکَ عِبَادِیْ عَنِّیْ فَاِنِّیْ قَرِیْبٌ ، اُجِیْبُ دَعْوَۃَ الدَّاعِ اِذَا دَعَانِ فَلْیَسْتَجِیْبُوْا لِیْ وَ لْیُؤْمِنُوْا بِیْ لَعَلَّھُمْ یَرْشُدُوْنَ ﴾ (۱)

صدق اللہ العظیم

حضرات سامعین ! قرآن مجید کی مذکورہ آیت شریفہ جو میں نے آپ کے سامنے تلاوت کی ہے ،اللہ تبارک وتعالی اس میں ارشاد فرمارہے ہیں ۔

" اے پیارے نبی صلی اللہ علیہ وسلم ، جب آپ سے میرے بندے میرے بارے میں دریافت کریں تو آپ فرمادیجئے میں تو قریب ہی ہوں پکارنے والے کی پکار کا جواب دیتا ہوں ، جب وہ مجھے پکارتا ہے ، پس لوگوں کو چاہئے کہ میرے احکام قبول کریں اور مجھ پر ایمان لائیں تاکہ ہدایت یافتہ ہو جائیں" حضور اکرم شفیع امم علیہ الصلاۃ والسلام کی خدمتِ مبارکہ میں چند یہودی حاضر ہوئے ، اور عرض کیا ، اے محمد بن عبداللہ ذرا ہمارے سوال کا جواب تو

---

(۱)۔[سورۃ البقرۃ : پ۲۔آیت ۱۸۶]

دیجئے ، آپ ہی کا قول ہے کہ آسمان اور زمین کے درمیان پانچ سو سال کا فاصلہ ہے، جب آسمان اور زمین کے درمیان اتنا فاصلہ ہے تو پھر ہماری دعاؤں کو ہمارا رب کیسے سن سکتا ہے ؟ ۔

عَنْ ابْنِ عَبَّاسٍ رَضِیَ اللّٰہُ عَنْہُ قَال : قَالَتِ الْیَھُوْدُ کَیْفَ یَسْمَعُ رَبُّنَا دُعَاءَ نَا وَ اَنْتَ تَزْعَمُ اَنَّ بَیْنَنَا وَ بَیْنَ السَّمَاءِ خَمْسُ مِائَۃِعَامٍ(۱)

گویا کہ یہودیوں نے اسلام پر اور آپ علیہ السلام پر اعتراض کیا ، تو آسمان سے جبرئیل امین علیہ السلام یہ آیت کریمہ لے کر نازل ہوئے کہ وَ اِذَا سَأَلَکَ عِبَادِیْ عَنِّیْ فَاِنِّیْ قَرِیْبٌ اُجِیْبُ دَعْوَۃَ الدَّاْعِ اِذَا دَعَانِ(۲)،

جب میرے بندے میرے بارے میں دریافت کریں تو کہہ دیجئے کہ میں تو انسان کے شہ رگ سے بھی زیادہ قریب ہوں ، جب بندہ پکارتا ہے اور دعا کرتا ہے تو میں اس کی دعا کو بلا چون و چرا سنتا ہوں، میرے سننے میں کوئی چیز حائل نہیں ہوا کرتی ،انسانی زندگی خوشی و مسرت اور رنج و غم اور نعمتوں اور مصیبتوں کا مجموعہ ہے، جب بھی کسی بندۂ مؤمن کو کوئی مصیبت اور تکلیف پہنچتی ہے یا کسی چیز کی ضرورت محسوس ہوتی ہے اور بندہ یہ تصور کرنے لگا ہے کہ میرا کام کسی انسان سے پورا نہیں ہوگا بجز اللہ کے تو وہ اللہ کے دربار میں

---

(۱)۔[عن ابن عباس ؓ قال: قالت الیھود کیف یسمع ربنا دعاءنا وانت تزعم ان بیننا وبین السماء خمسمائۃ عام وغلظ کل سماء مثل ذلک فنزلت ھذہ الآیۃ و قال الحسن سمعھا ان قوما قالوا للنبی ﷺ أقریب ربنا فنناجیہ ام بعید فنناديہ فنزلت وقال عطاء وقتادۃ لما نزلت و قال ربکم ادعونی استجب لکم قال قوم فی أی ساعۃ ندعوہ فنزلت الثالثۃ قولہ تعالی:أجیب دعوۃ الداع اذا دعان۔ تفسیر القرطبی: ج۲۔ص ۳۰۸] ۔

(۲)۔[سورۃ البقرۃ : پ۲ ۔آیت/ ۱۸۶]

فریادی بن کر حاضر ہوتا ہے ، اورفریاد کرتا ہے اسی کودعا کہتے ہیں۔
حضور پرنورعلیہ السلام نے ارشادفرمایا :۔
جوبندۂ مؤمن نعمت وخوشی کی حالت میں دعانہیں کرتا اور جب اس کومصیبت پہونچتی ہےتووہ اللہ کےحضور دعاکے لئے ہاتھ اٹھاتا ہے تو اس کی آواز کو فرشتے آسمان پرسنتے ہیں ، اورآپس میں کہتے ہیں یہ کتنی غیر مانوس آواز ہے ، اس آوازکو ہم نے اس سے پہلےتو کبھی نہیں سنا ، اورجس بندہ کے ہاتھ اللہ کے حضور نعمت و راحت کی حالت میں بھی درازرہتے ہوں ، اور جب کبھی اس کومصیبت پہونچتی ہےتووہ اللہ کےحضور جب دعا کیلئے ہاتھ اٹھاتا ہےاورفریاد کرتا ہےتواس کی آوازکو آسمان پرفرشتے سن کرکہتے ہیں ، یہ آواز توبڑی مانوس آواز ہے ، یہ آواز توخدا کےفلاں محبوب بندے کی ہے ۔
یہی وجہ ہے کہ حضوراکرم ﷺ نے ارشادفرمایا ، جوتے کاتسمہ بھی اگر ٹوٹ جائے تو پہلے اللہ سے دعا کرو پھراس کودرست کرنے کی ترکیب سوچو ، لیکن اللہ سے کیسے مانگا جائے اورکس انداز سے مانگا جائے ؟ ۔
درحقیقت حضرات انبیاء علیہم السلام کوہی اللہ سے مانگنا آتا ہے ، وہ حضرات جب مانگتے ہیں تو اللہ سے مانگتے ہیں ، اگرفریادکرتے ہیں تو اللہ سےفریادکرتے ہیں ، حضرت زکریا علیہ الصلاۃ والسلام کوجب بیٹے کی ضرورت ہوئی تواس انداز سے بیٹا مانگا کہ احکم الحاکمین کو وہ مانگنا اتناپسندآیا ، کہ قرآن کریم میں اس مانگنے کی ادا کا تذکرہ فرمایا ۔

حضرت زکریا علیہ الصلاۃ والسلام دعا فرمارہے ہیں اِذْ نَادٰی رَبَّهٗ نِدَاءً خَفِيًّا اس وقت کو یاد کرو ، جبکہ حضرت زکریا علیہ السلام نے دھیرے دھیرے اپنے دل میں اللہ سے مانگنا شروع کیا اور دھیمی آواز سے اولاد طلب کی جس کو یا تو وہ سنتے تھے یا ان کا اللہ سنتا تھا ، یہاں یہ مسئلہ نکلتا ہے کہ دعا مانگنے کے آداب کیا ہیں؟ دعا کا ادب یہ ہے کہ آدمی چیخ چیخ کر نہ مانگے بلکہ چپکے چپکے اللہ سے مناجات کرے ، ارشاد فرمایا اُدْعُوْا رَبَّكُمْ تَضَرُّعًا وَ خُفْيَةً ، اللہ سے دھیمی آواز اور انتہائی گریہ و زاری کے ساتھ دعا کرو ۔

حضرت زکریا علیہ السلام بارگاہِ ایزدی میں فرمارہے ہیں ، قَالَ رَبِّ اِنِّیْ وَهَنَ الْعَظْمُ مِنِّیْ ، اے اللہ ! میری ہڈیاں خشک ہوچکی ہیں بڑھاپے کی انتہا یہ ہے کہ میری ہڈیوں میں گودا باقی نہیں ہے بھلا بتلایئے تو سہی ! جب ہڈیوں میں گودا باقی نہیں گوشت کہاں باقی ہوگا ، بلکہ ہڈی سے چمڑا لگ ہوچکا ہے کوئی طاقت میرے اندر باقی نہیں ہے ۔

وَاشْتَعَلَ الرَّأْسُ شَيْبًا ، اے اللہ بال بھی بڑھاپے کی وجہ سے سفید ہوچکے ہیں ، یعنی اندر بھی بڑھاپا سرایت کرگیا ، اور اوپر بھی بڑھاپا چھا گیا ہے کہ بالوں میں سیاہی موجود نہیں ۔

حضرت زکریا علیہ السلام بیٹا مانگنا چاہتے ہیں اور حالات وہ پیش کررہے ہیں کہ جس حالت میں بیٹا ہونا ناممکن ہے ، لیکن حضرت زکریا علیہ السلام بخوبی جانتے تھے کہ ناممکن کو ممکن بنانا اللہ کیلئے آن واحد کا کام ہے ، اور ان کو پورا

احساس اور یقین تھا کہ اللہ رب العزت کے نزدیک اسباب کی کوئی حیثیت نہیں جو ذات بلا ماں باپ کے حضرت آدمؑ و حوّا کی پیدائش پر قادر ہو ، جو ذات بلاشوہر کے حضرت مریمؑ کے پیٹ سے حضرت عیسیٰؑ کی تخلیق پر قادر ہو ، جو ذات بلاکسی چیز کے قوم ثمود کیلئے پہاڑ کے بطن سے ایک حاملہ اونٹنی نکالنے پر قادر ہو ، اور بذات خود اسباب جس کے آگے دست بستہ حاضر ہوں اس ذات سے یہ کوئی مشکل ترین چیز نہیں ۔

آگے فرماتے ہیں وَ لَمْ اَکُنْ بِدُعَائِکَ رَبِّ شَقِیًّا اے اللہ میں کبھی بھی آپ کے پاس سے نامراد واپس نہیں گیا ، جب گیا ہوں کچھ نہ کچھ لے کر گیا ہوں اب بھی مجھے یقین ہے کہ منہ مانگی مراد مجھے ضرور ملے گی۔

حدیث قدسی ہے اللہ تبارک وتعالی فرماتے ہیں ، اَنَا عِنْدَ ظَنِّ عَبْدِیْ بِیْ وَ اَنَا مَعَهُ اِذَا دَعَانِیْ (۱) ، کہ میں اپنے بندے کے گمان کے ساتھ ہوتا ہوں ، جب بندہ دعا کرتا ہے پھر وہ یقین و گمان کرتا ہے کہ اللہ رب العزت میری اس دعا کو ضرور قبول فرمائیں گے ، تو میں اس کے یقین و ایقان کی وجہ سے اس کی دعا کو ضرور قبول کرتا ہوں ، لیکن اگر وہ پس وپیش کرتا ہے کہ پتہ نہیں دعا قبول ہوگی یا نہیں تو اللہ تعالی فرماتے ہیں ، اے بندے اگر تجھے میرے اوپر بھروسہ و اعتماد نہیں تو پھر میں بھی

---

(۱)۔[عَنْ اَبِیْ هُرَیْرَةَؓ عَنِ النَّبِیِّ ﷺ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ اِنَّ اللّٰهَ یَقُوْلُ : اَنَا عِنْدَ ظَنِّ عَبْدِیْ بِیْ ، وَاَنَا مَعَهُ اِذَا دَعَانِیْ، رواہ مسلم ، باب فضل الذکر والدعاء ، رقم الحدیث :۶۸۲۹]

تیری دعا کو قبول نہیں کرتا ۔

آگے زکریا علیہ السلام فرماتے ہیں وَ اِنِّیْ خِفْتُ الْمَوَالِیَ مِنْ وَرَائِیَ اے اللہ مجھے اپنے رشتہ داروں کا خوف ہے کہ میرے بعد دین کو ضائع کر دیں گے ، دین کا مشن آگے نہیں بڑھ سکتا ، وَ کَانَتِ امْرَأَتِیْ عَاقِراً ، اے اللہ میں ہی بوڑھا نہیں ، میری بیوی بھی بانجھ ہے ، غرض اولاد ہونے کی بظاہر کوئی صورت نہیں ، فَهَبْ لِیْ مِنْ لَدُنْکَ وَلِیًّا، اے اللہ مجھے بیٹا عطا فرما ، خدا کو حضرت زکریاؑ کا مانگنا اتنا پسند آیا کہ رحمت خداوندی جوش میں آ گئی خطاب ہوا ، یا زَکَرِیَّا اِنَّا نُبَشِّرُکَ بِغُلَامٍ اسْمُهٗ یَحْیٰ اے زکریا ہم تمہیں ایک ایسے لڑکے کی بشارت دیتے ہیں جس کا نام یحییٰ ہوگا ۔

حقیقت یہ ہے کہ مانگنے کا ڈھنگ حضرات انبیاء علیہم السلام ہی کو آتا ہے ، حضور علیہ السلام کی خدمت میں ایک صحابی حاضر ہوئے ، عرض کیا ہم دعا کرتے ہیں قبول نہیں ہوتی ، اس کی وجہ کیا ہے ؟ آپ ﷺ نے ارشاد فرمایا : یَا رَبِّ یَا رَبِّ وَمَطْعَمُهٗ حَرَامٌ وَ مَشْرَبُهٗ حَرَامٌ وَ مَلْبَسُهٗ حَرَامٌ وَ غُذِیَ بِالْحَرَامِ فَاَنّٰی یُسْتَجَابُ لِذٰلِکَ(۱) کھانا دیکھو حرام کا ، پینا دیکھو حرام کا ، لباس دیکھو حرام کا اور کہہ رہا ہے یا رَبِّ یا رَبِّ دعا کہاں سے قبول ہوگی، اِنَّ اللّٰهَ نَظِیْفٌ یُحِبُّ النَّظَافَةَ (۲) ،خدا کی ذات پاک ہے

(۱)۔[رواہ مسلم ج۱/۳۲۶۔الترغیب والترھیب ۲/۳۴۴۔مشکوٰۃ المصابیح ج۱ص۲۴۱] ۔(۲)۔[اِنَّ اللّٰهَ طَیِّبٌ یُحِبُّ الطَّیِّبَ ، نَظِیْفٌ یُحِبُّ النَّظَافَةَ ، کَرِیْمٌ یُحِبُّ الْکَرَمَ ، جَوَادٌ یُحِبُّ الْجُوْدَ سنن الترمذی ، باب ما جاء فی النظافة ۔ رقم الحدیث:۲۷۹۹۔ج۵۔ص۱۱۱۔ومسند ابی یعلی۔رقم الحدیث: ۷۹۰۔ج۲۔ص۱۲۱]

پاکی پسند کرتی ہے لہٰذا پاکیزہ بن کر اللہ کے حضور حاضر ہوا جائے ۔

ایک موقعہ پر ارشاد فرمایا : اِنَّ اللّٰهَ لَا يَسْتَجِيْبُ دُعَاءً مِنْ قَلْبٍ غَافِلٍ لَاهٍ (۱) ،اللہ تعالی اس شخص کی دعا قبول نہیں فرماتے جس کے ہاتھ اللہ کے حضور دراز ہوں اور دل و دماغ دنیوی علائق میں مشغول ہوں۔

اَمَّنْ يُّجِيْبُ الْمُضْطَرَّ اِذَا دَعَاهُ (۲) ، ہاں وہ دعا کبھی رد نہیں کی جاتی جو قلب مضطر سے مانگی جائے ۔

بعض حضرات اعتراض فرماتے ہیں کہ ہم نے بہت رو روکر دعا کی لیکن وہ دعا قبول نہیں ہوئی اس کی وجہ ظاہر ہے کہ دعا کے آداب کی رعایت نہیں کی گئی اگر بالفرض تمام آداب و شرائط کے ساتھ دعا کی تو یقیناً اللہ تعالی اس دعا کو قبول فرماتے ہیں ، لیکن قبولیت دعا سے متعلق حضرات علمائے کرام احادیث شریفہ کی روشنی میں تحریر فرماتے ہیں کہ قبولیت کے چار طریقے ہیں ۔

پہلا تو یہ کہ آدمی دعا مانگتا ہے اور منہ مانگی مراد فوراً ہاتھ کے ہاتھ مل جاتی ہے ، اس وقت آدمی کہتا ہے کہ کاش اس وقت میں فلاں فلاں چیز اور بھی مانگ لیتا تو کیا ہی اچھا ہوتا ۔

دوسرا طریقہ یہ ہے کہ آدمی اللہ سے ایک چیز مانگتا ہے لیکن وہ چیز تو نہیں ملتی لیکن اس سے عمدہ چیز مل جاتی ہے ، اس وقت آدمی کہتا ہے کہ اچھا ہوا وہ چیز نہ ملی جو مانگی تھی ۔

---

(۱)۔ [رواہ الترمذی وقال: ھذا حدیث غریب ،کتاب الدعوات ، رقم الحدیث : ۳۴۷۹] ۔

(۲)۔[سورۃ النمل :پ۲۰ ۔آیت ۶۲]

تیسرا طریقہ یہ ہے کہ آدمی مانگتا ہے لیکن اس کی مراد فوراً نہیں ملتی بلکہ ذرا دیر سے ملا کرتی ہے حتی کہ بعض دعاؤں کا ثمرہ آخری عمر میں نظر آتا ہے ۔

قبولیت کا چوتھا طریقہ یہ ہے کہ آدمی مانگتا ہے ، اللہ کے حضور گریہ و زاری کرتا رہتا ہے یہاں تک کہ وہ بندہ کہنے لگتا ہے کہ اے اللہ مجھ سے کون سا ایسا گناہ ہو گیا جس کی وجہ سے میری دعائیں قابل التفات نہیں سمجھی جارہی ہیں یہاں تک کہ اس کا انتقال ہو جاتا ہے(۱)۔

حدیث شریف میں ارشاد فرمایا گیا کہ جب یہ بندہ میدان حشر میں حاضر ہوگا تو دیکھے گا کہ اجر و ثواب کے بے انتہا ڈھیر ہیں اس وقت بندہ عرض کریگا کہ الٰہی دنیا کی زندگی میں میں نے تو اتنے عمل نہیں کئے تھے ، یہ اجر و ثواب اتنی کثیر مقدار میں کہاں سے آگیا حق جل مجدہٗ ارشاد فرمائیں گے ، اے میرے بندے دنیا کی زندگی میں تم ہم سے جو مانگتے تھے اور دعا کرتے تھے ہم اس کا ذخیرہ کرتے رہے ، چونکہ تمہارے پاس نیک عمل کا ذخیرہ نہیں تھا اس لئے ہم نے دعاؤں کا ذخیرہ جمع کیا اب جاؤ ، جنت کے سامانِ عیش و طرب سے استفادہ کرو ، اس وقت بندہ حسرت و یاس سے کہے گا کہ کاش میری کوئی بھی دعا دنیا کی زندگی میں قبول نہ ہوئی ہوتی ، مانگنا انسان کا کام ہے خود اللہ تعالی فرماتے ہیں : اُدْعُوْنِیْ اَسْتَجِبْ لَکُمْ .(۲)

---

(۱)۔[رواہ الترمذی: کتاب الدعوات : باب ما من رجل یدعو اللہ بدعاء الا استجیب لہ ۔ رقم الحدیث:۳۶۰۴]۔(۲)۔[سورۃ المؤمن ۔پ۲۴۔آیت؛۶۰]

مجھ سے دعا مانگو میں تمہاری دعاؤں کو قبول کرونگا بلکہ مزید اعلان فرمایا : اِنَّ الَّذِیْنَ یَسْتَکْبِرُوْنَ عَنْ عِبَادَتِیْ سَیَدْخُلُوْنَ جَھَنَّمَ دَاٰخِرِیْنَ (۱) جو لوگ مجھ سے دعا کرنے اور مانگنے سے تکبر کرتے ہیں وہ ذلیل وخوار ہوکر جہنم میں داخل ہونگے ۔

اللہ تعالی ہمیں قیامت کے دن کی ذلت و خواری سے بچائے ، اور اچھے ڈھنگ اور قرینے سے دعا مانگنے کی توفیق عطا فرمائے ۔ (آمین)

کون سی دعا ہے وہ جو اثر نہیں رکھتی
ہاں مگر یہ لازم ہے مانگئے قرینے سے

☆☆☆

وَ آخَرُ دَعْوَانَا اَنِ الْحَمْدُ لِلّٰہِ رَبِّ الْعَالَمِیْنَ وَ الصَّلٰوۃُ وَالسَّلَامُ عَلٰی رَسُوْلِہٖ مُحَمَّدٍ وَّ آلِہٖ وَ اَصْحَابِہٖ اَجْمَعِیْنَ
بِرَحْمَتِکَ یَا اَرْحَمَ الرَّاحِمِیْنَ
وَ مَا عَلَیْنَا اِلَّا الْبَلَاغُ الْمُبِیْنُ

❁❁❁

---

(۱)۔[سورۃ غافر ۔پ۲۴۔آیت؛۶۰ ۔۔۔ وقال رسول اللہ ﷺ : من لم یدع اللہ عز و جل غضب علیہ۔اخرجہ الامام أحمد،وقال ابن کثیر:اسنادہ لاباَس بہ ۔وفی حدیث آخر: من لم یسأل اللہ یغضب علیہ۔أخرجہ أحمد والبزار]

نکاح ایک عظیم عبادت

اَلحَمْدُ لِلّٰہِ نُوْرُ السَّمٰوٰتِ وَ الْأَرْضِ یَھَبُ الْحِکْمَۃَ لِمَنْ یَشَاءُ مِنْ عِبَادِہٖ وَ یَصْرِفُھَا عَمَّنْ یَشَاءُ وَ الصَّلٰوۃُ عَلٰی سَیِّدِنَا مُحَمَّدِنِ الْمُجْتَبٰی وَ عَلٰی اٰلِہٖ وَ صَحْبِہٖ اَجْمَعِیْنَ :

اَمابعد :۔ فَاَعوذ باللہ من الشیطان الرجیم بسم اللہ الرحمٰن الرحیم .

﴿ وَ مِنْ اٰیٰتِہٖ اَنْ خَلَقَ لَکُمْ مِنْ اَنْفُسِکُمْ اَزْوَاجًا لِّتَسْکُنُوْٓا اِلَیْھَا وَ جَعَلَ بَیْنَکُمْ مَّوَدَّۃً وَّ رَحْمَۃً اِنَّ فِیْ ذٰلِکَ لَاٰیٰتٍ لِّقَوْمٍ یَّتَفَکَّرُوْنَ﴾

(۱) صدق اللہ العظیم

حاضرینِ کرام ! اس وقت میں نے جس آیت کریمہ کی تلاوت کی ہے ، اس آیت میں اللہ تبارک وتعالی ارشاد فرماتے ہیں ۔

" قدرت کی نشانیوں میں سے ایک نشانی یہ ہے کہ تمہارے واسطے تمہارے ہی جنس کی بیویاں بنائیں تا کہ تم کو ان کے پاس آرام و راحت ملے اور تم میاں بیوی کے درمیان محبت و ہمدردی پیدا کی بیشک اس میں نشانیاں ہیں غور وفکر کرنے والوں کیلئے " ۔

حضور اکرم شفیع اعظم علیہ الصلوٰۃ والسلام ایک ایسے معاشرے میں تشریف لائے جہاں انسانیت نام کی کوئی چیز نہیں تھی ، حیوانیت کا ننگا ناچ ہو رہا تھا ،

---

(۱)۔[سورۃ الروم :پ۲۱ ۔آیت ۲۱]

سرزمین مکہ ہی نہیں بلکہ پورا عرب ایک خطرناک گناہوں کے دلدل میں دھنس چکا تھا ، وہ خانۂ خدا جس کی بنیاد خدا کی توحید اور اس کی وحدانیت پر تھی وہ تین سو ساٹھ بتوں کی عبادت گاہ بن گیا تھا ۔

وہ عورت جس کو قرآن نے مردوں کیلئے سکون وراحت کا سامان کہا ہے اس کو زندہ درگور کیا جارہا تھا ، اس کو وبال جان سمجھا جاتا تھا ۔

محسنِ انسانیت صلی اللہ علیہ وسلم نے اس بگڑے ہوئے معاشرہ کے خلاف اپنی تحریک شروع کی ، ہر گناہ کی مخالفت کی ، ہر برائی سے بغاوت کی ، اور ہر برائی کو ختم کیا ، اور ہر ایک کے متعلق اپنے ارشادات بتلائے ، ارشاد فرمایا نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے : اَلدُّنْیَا مَتَاعٌ وَ خَیْرُ مَتَاعِ الدُّنْیَا اَلْمَرْأَةُ الصَّالِحَةُ (۱) دنیا فائدہ حاصل کرنے کی چیز ہے، اور بہتر فائدہ کی چیز دنیا میں نیک عورت ہے، اور مجھے وہ نیک عورت اور پاکباز بیوی پسند ہے جو وفا کا پیکر ہو جس کی پیشانی اللہ کے حضور سجدوں سے آباد ہو جو اپنے شوہر کی خدمت اور اس کے مال اور اس کے آبرو کی حفاظت کرنے والی ہو، نیک عورت مل جائے تو دنیا جنت بن جائے (۲)۔

---

(۱)۔[عَنْ ابی ھریرۃؓ قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللّٰہِ ﷺ " اَلدُّنْیَا مَتَاعٌ وَ خَیْرُ مَتَاعِ الدُّنْیَا اَلْمَرْأَةُ الصَّالِحَةُ" ۔ رواہ صحیح مسلم۔کتاب الرضاع ۔باب خیر متاع الدنیا المرأۃ الصالحۃ ۔ رقم الحدیث : ۳۶۴۹ ۔ انما الدنیا متاع ، و لیس من متاع الدنیا شیء أفضل من المرأۃ الصالحۃ ۔ رواہ النسائی وابن ماجہ واللفظ لہ] ۔ (۲)۔[عن النبی ﷺ کان یقول: ما استفاد المؤمن بعد تقوی اللہ عز و جل خیرا لہ من زوجۃ صالحۃ ، ان أمرھا أطاعتہ ، و ان نظر الیھا سرّتہ ، و اقسم علیھا أبرتہ ، و ان غاب عنھا نصحتہ فی نفسھا و مالہ ، رواہ ابن ماجہ، الترغیب والترھیب: رقم الحدیث ۶ ۔ج ۳ ۔ص ۴۱]

حضرت ہوش ٹونکی نے بڑے خوب انداز میں کہا ہے ۔

عورت گل وخوشبو ہے پسندیدۂ حضرتؐ
پھر کیسے بھلا ہوسکتی مرد کو نفرت
اللہ کی جنت تو وہاں جاکے ملے گی
عورت ہے اگر نیک تو دنیا میں ہے جنت

ہاں اسی عورت کے متعلق سرور کائنات ﷺ نے ارشاد فرمایا ، خدا جس کو دو بیٹیاں دے وہ ان کا اچھا نام رکھے ان کی پرورش وپرداخت کرے ، انہیں ایسی تعلیم دے جس سے وہ خود کو اور خدا کو پہچان سکے پھر جب وہ بالغ ہوں تو اچھا رشتہ کرکے اپنے اپنے گھروں میں آباد کرے ۔

ارشاد فرمایا جس باپ نے اپنی دو بیٹیوں کے ساتھ ایسا کیا ہو اسے جاکر بتادو وہ قیامت کے دن میرے اتنے قریب ہوگا جتنا ہاتھ کی دو انگلیاں آپس میں ایک دوسرے سے قریب ہیں (۱) ۔

جن بچیوں کے پیدا ہوتے ہی دفن کردیا جاتا تھا ان کو جینے کا حق سرور کائنات ﷺ نے دلایا پھر اس کے ماں باپ کو خوشخبریاں دی کہ یہ لڑکیاں تمہارے لئے باعث جنت اورنجات آخرت ہیں ۔

---

(۱)۔[عَن اَنسٍ ؓ قَالَ قَالَ : رَسُولُ اللّٰہِ ﷺ مَنْ عَالَ جَارِیَتَیْنِ حَتّٰی تَبْلُغَا جَاءَ یَوْمَ الْقِیَامَۃِ اَنَا وَ ھُوَ ھٰکَذَا وَ ضَمَّ اَصَابِعَہٗ ، معارف الحدیث : باب کتاب المعاشرہ ، رقم الحدیث : ۲۲۔ ج ۶ ص ۳۷۔ و رواہ مسلم ۔ برقم:۶۳۱۳ ۔ج ۴ص ۲۰۲۷ ۔ سنن الترمذی ۔برقم:۱۹۱۴۔ج ۴ ۔۳۱۹ ۔ الترغیب و الترھیب: برقم:۳۰۲ ۔ج ۳ ۔ص ۴۵ ۔ونفس المصدر :برقم:۲۴۔ج ۳ ۔ص ۶۶]

ایک اورحدیث میں ارشادفرمایا گیا انسان کی خوش نصیبی کی تین علامتیں ہیں (۱)۔ وطن میں رزق (۲)۔گھر وسیع ملے،تنگ کوٹھری نہ ہو (۳)۔ نیک بیوی ملے (۱)۔

یہ بچیاں جب جوان ہوئیں تو ان کی زندگی کا سامان اس انداز سے فرمایا کہ :

یا مَعْشَرَ الشَّبَابِ مَنِ اسْتَطَاعَ مِنْكُمْ الْبَائَةَ فَلْيَتَزَوَّجْ فَاِنَّهُ اَغَضُّ لَلْبَصَرِ وَ اَحْصَنُ لِلْفَرْجِ وَ مَنْ لَمْ يَسْتَطِعْ فَعَلَيْهِ بِالصَّوْمِ فَاِنَّهُ لَهُ وِجَاءٌ (۲) ۔

رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا نوجوانو ! تم میں سے جو شخص نکاح کی ذمہ داری اٹھانیکی طاقت رکھتا ہو اسے نکاح کرلینا چاہئے کیونکہ نکاح کرلینے سے نگاہیں نیچی رہتی ہیں اور شرمگاہوں کی حفاظت ہوتی ہے اور جو شخص نکاح کی ذمہ داریاں نہ اٹھاسکتا ہو اس کو چاہئے کہ شہوت کو توڑنے کیلئے روزے رکھے کیونکہ روزہ اس کے لئے گناہوں سے بچنے کیلئے ڈھال ہے۔

حضرات فقہائے کرام لکھتے ہیں ، نکاح کی پانچ حیثیتیں ہیں ۔

---

(۱)۔ [عن اسماعيل بن محمد بن سعد بن ابی وقاص عن ابيه ، عن جده قال :قال رسول الله ﷺ : من سعادة ابن آدم ثلاثة ، و من شقاوة ابن آدم ثلاثة ..... الخ رواه الحاكم ، بحواله الترغيب و الترهيب ، من سعادة ابن آدم المرأة الصالحة، رقم الحديث: ۹۔۱۰۔ج ۳ص ۴۲] ۔(۲)۔[مشکوۃ المصابیح : کتاب النکاح ، رقم الحدیث: ۳۰۸۹ ۔ رواہ صحیح البخاری : ۔ کتاب النکاح ۔ رقم الحدیث :۵۰۶۵ ۔ ۵۰۶۶]

(۱)۔ نکاح کرنا فرض ہے (۲)۔نکاح کرنا واجب ہے (۳)۔نکاح کرنا سنت موکدہ ہے (۴)۔ نکاح کرنا حرام ہے (۵)۔نکاح کرنا مکروہ تحریمی ہے(۱) ۔

(۱)۔ نکاح کرنا اس شخص کے اوپر فرض ہے جس کو اس بات پر یقین ہو کہ اگر میں نے نکاح نہ کیا تو ضرور زنا میں ملوث ہو جاؤں گا ۔ (۲)۔ اور نکاح کرنا اس شخص پر واجب ہے جس کے پاس مہر ادا کرنے اور بیوی کے اخراجات اٹھانے کی قدرت بھی ہو ، اور اگر وہ نکاح نہ کرے تو ڈر ہے کہ کہیں وہ زنا میں ملوث نہ ہو جائے ۔(۳) اور نکاح کرنا سنت مؤکدہ ہے ہر اس شخص کیلئے جس کے پاس مال و دولت ہو ، طاقت و قوت ہو ۔(۴)۔ اور نکاح کرنا اس شخص کیلئے حرام ہے جو نامرد ہو ۔ (۵)۔ اور نکاح کرنا اس شخص کیلئے مکروہ تحریمی ہے جس کو اس بات کا ڈر ہو کہ کہیں ایسا نہ ہو کہ میں اپنی بیوی پر ظلم کروں گا میرا مزاج بہت سخت ہے ،اور اسے خوف ہے کہ میں اپنی بیوی کے ساتھ زیادتی کرونگا ۔

حضرات علمائے کرام لکھتے ہیں کوئی عبادت ایسی نہیں ہے جو آدم علیہ السلام سے لے کر قیامت تک ہو سوائے نکاح اور ایمان کے، یہ ایک ایسی عبادت ہے اس عبادت کو سارے انبیاء علیہم السلام نے ادا کیا ، حتی کی حضرت عیسیٰ علیہ السلام ۳۳ سال کی عمر میں جب آسمان پر اٹھائے گئے تو کنوارے تھے

---

(۱)۔[حاشیۃ ابن عابدین ۔ ردالمحتار علی الدر المختار شرح تنویر الأبصار ، الجزء الرابع ۔ص ۶۳ ۔ ۶۶]

وہ بھی جب دنیا میں آئیں گے تو شادی کریں گے۔

ایک اور موقع پر ارشاد فرمایا ، اِذَا تَزَوَّجَ الْعَبْدُ فَقَدْ اسْتَكْمَلَ نِصْفَ الإِيْمَانِ (۱) جب بندے نے نکاح کرلیا تو اس نے آدھا ایمان مکمل کر لیا ، اور آدھے ایمان کیلئے اللہ سے تقویٰ اختیار کرے اور ڈرتا رہے ۔

نیز اسلام نے ان لوگوں کی سخت مذمت کی جو نکاح نہیں کرتے ، ایک مرتبہ حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم مسجد نبوی میں تشریف فرما تھے ایک صحابی عکاف بن وداعہ ھلالی رضی اللہ عنہ تشریف لائے ، آپ نے دریافت فرمایا ، اے ابن وداعہؓ ! کیا تم نے شادی کرلی ؟ انہوں نے جواب دیا نہیں یارسول اللہ ! آپ نے سوال کیا کیا تمہارے پاس باندی نہیں ہے ؟ انہوں نے کہا نہیں ہے ، آپ نے پھر سوال کیا ، کیا تم تندرست اور خوشحال نہیں ہو ، ابن وداعہ صحابیؓ نے کہا ، اللہ رب العزت نے مجھے یہ دونوں نعمتیں عطا کی ہیں میں تندرست اور توانا بھی ہوں ، اور خوشحال اور صاحب مال بھی ہوں ، تو رسول رحمت صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا ، پھر تو تم شیطان کے بھائیوں میں سے ہو ، یا عیسائی پادریوں میں سے ہو ، یاد رکھو اگر تم میری جماعت کے ساتھ منسلک اور مربوط رہنا چاہتے ہو تو پھر تمہیں وہی طریقۂ زندگی اختیار کرنا پڑے گا جو میرا اور میرے صحابہ کا ہے ، پھر آپؐ نے ارشاد فرمایا: تم میں

---

(۱)۔[عن انسؓ قَالَ قَالَ رَسُولُ اللّٰہِ اِذَا تَزَوَّجَ الْعَبْدُ فَقَدْ اِسْتَكْمَلَ نِصْفُ الإِيْمَانِ فَلْيَتَّقِ اللّٰہَ فِي النِّصفِ الْبَاقِيْ۔ مشکوٰۃ المصابیح، کتاب النکاح، رقم الحدیث:۲۹۶۲۔ورواہ الطبرانی کذلک]

سے سب سے بدتر وہ لوگ ہیں جو بغیر شادی کے تجرد کی زندگی گذارتے ہیں،(۱) حالانکہ خدائے ذوالجلال والاکرام کی شریعت اورمیری طریقت تجرد کی زندگی گذارنے کی اجازت نہیں دیتی ، اور یاد رکھو اورخوب یاد رکھو ، تمہارے مردوں میں سب سے برے وہ لوگ ہیں جو باوجود تندرست و خوشحال ہونے کے کنوارے پن کی حالت میں وفات پائیں ۔

ارشاد فرمایا رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے ثَلاثٌ لَا تُؤَخِّرُهَا اَلصَّلَاةُ اِذَا اَتَتْ ، وَ الْجَنَازَةُ اِذَا حَضَرَتْ وَ الْاَیِّمُ اِذَا وُجِدَتْ لَهَا كُفُوْاً(۲)۔ تین چیزوں میں تاخیر نہ کرو نماز جب اس کا وقت آجائے ، جنازہ جب تیار ہوجائے ،قابل نکاح لڑکی جب اس کا جوڑ مل جائے ۔

ارشاد فرمایا نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے جو ماں باپ اپنے اولاد کے بالغ ہونے کے باوجود نکاح نہ کریں اورخدانخواستہ وہ اولاد اگر گناہ میں مبتلا ہوگئی تو ارشاد فرمایا سرکار کائنات صلی اللہ علیہ وسلم نے کہ اولاد کی اس برائی کی سزا میں اس کے ماں باپ بھی برابر کے شریک ہونگے ۔

اسلام نے جس نکاح اورشادی کو اتنا آسان بنایا ، اتنا آسان بنایا کہ کسی عبادت کو اتنا آسان نہیں بنایا،ایک دوبول بول دیئے نکاح کے اٹوٹ بندھن

---

(۱)۔[مسند الشامیین: رقم الحدیث ۔۳۸۱۔ج۱،ص۲۱۳]۔(۲)۔[عن علیؓ ان النبی ﷺ قال: یا علی ثَلاثٌ لَا تُؤَخِّرُوْهَا اَلصَّلوٰةُ اِذَا اَتَتْ ، وَ الْجَنَازَةُ اِذَا حَضَرَتْ وَ الْأَیِّمُ اِذَا وُجِدَتْ لَهَا كُفُوًّا ، رواہ الترمذی ، معارف الحدیث ج ۳ ؍کتاب الصلوۃ ، رقم الحدیث ۲۸ ؍ص ۱۳۸ ۔ و شرح العمدۃ ج ۴۔ص ۱۹۱]

سے بندھ گئے ،لیکن افسوس ہے ہم مسلمانوں پر جس عبادت کو جس عمل کو اللہ کی شریعت نے آسان بنایا تھا ، ہم نے اس کو رسوم و رواج ، جہیز و سلامی جوڑا گھوڑا جیسے غلط رسم و رواج سے جو خالص ہندوانہ ہیں ان تمام کو اس مقدس عبادت پر تھوپ دیا ہے ۔

آج لڑکے کے ماں باپ کی نظریں دلہن کے جہیز پر ہیں ، دلہن کے زیورات پر ہیں دولہے کی زبان سسرال کی مالداری پر رال ٹپکا رہی ہے یہ سب کیا ہے ؟ آج ان رسوم و رواج کی وجہ سے کتنی ہماری بہنیں اپنے دلوں میں دولہے کی آس لگائے بیٹھی ہیں ،آج ہماری کتنی بہنیں ان رسوم و رواج کی وجہ سے جوانی کے دن گنوا بیٹھیں اور بڑھاپے کی عمر سے گذر رہی ہیں بڑے بڑے اولیاء چوٹی کے علماء اور حضرات مفتیان کرام کے ذریعہ سے نکاح پڑھوانے سے برکت نہیں آتی ، برکت کسی مفتی یا عالم کے ہاتھ میں نہیں ہے ، برکت اس وحدہٗ لاشریک کے ہاتھ میں ہے ، جو سارے جہان کے ذرہ ذرہ کا مالک ہے ، برکت سادگی میں ہے ارشاد فرمایا رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے وہ نکاح سب سے زیادہ برکت والا اور رحمت والا ہے جس میں کم خرچ ہو (۱) ، ارشاد فرمایا : رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے **يَا مَعْشَرَ الشَّبَابِ ! مَنْ تَزَوَّجَ لِمَالِهَا لَمْ يَزِدِ اللّٰهُ اِلَّا فَقْراً** (۲) ۔

---

(۱) ۔[أَعْظَمُ النِّكَاحِ بَرَكَةً أَيْسَرُهُ مُئُوْنَةً ۔رواہ أحمد ۶/۱۴۵ ۔ زاد المعاد ج ۵ ۔ص ۱۷۷ ۔تہذیب الکمال ۲۳ ۔۵۰]

(۲) ۔[روی عن انس رضی اللہ عنہ النبیؐ: من تزوج امرأۃ لعزھا لم یزدہ الا ذلاً، ومن تزوجھا لمالھا لم یزدہ اللہ الا فقراً ، ومن تزوجھا لحسبھا لم یزدہ اللہ الا دناءۃ .....الخ رواہ الطبرانی فی الاوسط ،بحوالہ الترغیب، رقم الحدیث :۱۷۔ج ۳ رص ۴۶ ۔أخرجہ ابونعیم فی الحلیۃ ج ۵ ۔ص ۲۴۵ ۔وانظر المجمع ۔ج ۴ ۔ص ۲۵۴ ۔والموضوعات لابن الجوزی ۔ج ۲ ۔ص ۲۵۸]

اے نوجوانو! کان کھول کر سن لو ، شاید یقین نہ آئے ،لیکن یہ اللہ کا سچا اور محترم رسول کہتا ہے ،جس شخص نے عورت کے مال و منال کو دیکھ کر نکاح کیا ، اللہ اس پر فقر و ذلت کی چھاپ لگا دیتے ہیں ، ان ہندوانہ رسموں کو چھوڑو اسلامی شریعت کے پابند بن جاؤ ، یاد رکھو جہیز ،جوڑے کی رقم ، سلامی یہ سب غیر اسلامی رسوم و رواج ہیں ۔

تو حقیقت یہ ہے کہ اللہ کے رسول نے سب سے پہلے عورت پر یہ احسان کیا کہ اس کو جینے کا حق عطا کیا ، دوسرا اس کی پرورش و پرداخت پر اس کے ماں باپ کو خوشخبریاں سنائیں ، تیسرے ان کی شادی کے انتظامات کئے ، مردوں کو خطاب کر کے نکاح کرنے کا حکم دے کر نکاح کو ایک عظیم عبادت ہی نہیں بلکہ آدھے ایمان کی تکمیل بتلایا ، اور نکاح میں بے جا اسراف اور فضول خرچی کو ناپسند فرما کر کم خرچ والے نکاح میں برکت کی دعا دی ۔

اب جب کہ دولہا اور دولہن اسلامی اعتبار سے ایک دوسرے کے ہمسر اور ہمراز ہو گئے ، تو بیوی کے الگ حقوق متعین فرمائے ، اور شوہر کے الگ حقوق متعین فرمائے ۔

عورتوں کو خطاب کرتے ہوئے فرمایا ، اَلرِّجَالُ قَوّٰمُوْنَ عَلَى النِّسَآءِ(۱) اللہ نے مردوں کو عورتوں پر قوام یعنی نگراں بنایا ، لہٰذا اے عورتو ! اے بیویو ! شوہروں کی اطاعت اور ان کی فرمانبرداری تم پر فرض ہے۔

---

(۱)۔[سورۃ النساء : پ۵ ۔ ۳۴]

عورتوں کے ساتھ شوہروں کا کیاسلوک ہونا چاہئے ان کا شوہروں پر کیا حق ہے احکم الحاکمین کا فرمان ہے وَ عَاشِرُوْهُنَّ بِالْمَعْرُوْفِ (۱) بیوی کے ساتھ حسن سلوک سے پیش آؤ ،حسنِ معاشرت قائم رکھو ، ارشاد فرمایا رسول اکرم ﷺ : ”خَيْرُكُمْ خَيْرُكُمْ لِأَهْلِهِ وَ اَنَا خَيْرُكُمْ لِأَهْلِيْ “(۲) وہ آدمی تم میں زیادہ اچھا اور بھلا ہے جو اپنی بیویوں کے حق میں اچھا ہو ، اور میں اپنی بیویوں کے لئے بہت اچھا ہوں، وقال ﷺ : اَكْمَلُ الْمُؤْمِنِيْنَ اِيْمَانًا اَحْسَنُهُمْ خُلُقاً وَ خِيَارُكُمْ خِيَارُكُمْ لِنِسَائِهِمْ“(۳) مسلمانوں میں زیادہ کامل الایمان وہ ہیں جن کے اخلاق بہتر ہوں اور تم میں اچھے اور خیر کے حامل وہ ہیں جو اپنی بیویوں کے حق میں زیادہ اچھے ہوں ۔

الغرض جیسے مرد کے حقوق عورت پر ہیں ویسے ہی عورت کے حقوق مرد کے ذمہ ہیں ،اللہ تعالی ہم سب کو اس پر عمل کرنے کی توفیق مرحمت فرمائے۔

(آمین بجاہ سید المرسلین)

و آخِرُ دَعْوَانَا اَنِ الْحَمْدُ لِلّٰهِ رَبِّ الْعَالَمِيْنَ

❁❁❁

(۱)۔[سورۃ النساء :پ۴ ۔ آیت ۱۹] ۔ (۲)۔[عَنْ عَائشةؓ : قَالَتْ : قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ خَيْرُكُمْ خَيْرُكُمْ لِأَهلِهِ وَ اَنَا خَيْرُكُمْ لِأَهْلِيْ“ رواہ ابن حبان فی صحیحہ۔بحوالہ الترغیب والترھیب،،رقم الحدیث: ۵۔۲،ج۳،ص۴۹] ۔(۳)۔[عن أبی هريرةؓ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ : ” اَكْمَلُ الْمُؤْمِنِيْنَ اِيْمَانًا اَحْسَنُهُمْ خُلُقاً ، وَ خِيَارُكُم خِيَارُكُمْ لِنِسَائِهِمْ ، رواه الترمذی . و ابن حبان فی صحیحه و قال الترمذی : حدیث حسن صحیح .بحوالہ الترغیب والترھیب، ،رقم الحدیث: ۳۔،ج۳،ص۴۹]

اسلام میں سلام اور دعا کی فضیلت

اَلحَمْدُ لِلّٰہِ حَمْداً مُوَافِیًا لِنِعَمِہٖ مُکَافِیًا لِمَزِیْدِہٖ وَ الصَّلٰوۃُ وَ السَّلَامُ عَلٰی سَیِّدِنَا مُحَمَّدِ النَّبِیِّ الْاُمِّیِّ وَ آلِہٖ وَ صَحْبِہٖ اجمعین ۔ امّا بعد :۔

فَاَعوذ باللہ من الشیطان الرجیم بسم اللہ الرحمٰن الرحیم .

﴿ وَ اِذَا حُیِّیْتُمْ بِتَحِیَّۃٍ فَحَیُّوْا بِاَحْسَنَ مِنْھَا اَوْ رُدُّوْھَا اِنَّ اللّٰہَ کَانَ عَلٰی کُلِّ شَیْءٍ حَسِیْبًا ﴾ (۱)

صدق اللہ العظیم

حاضرین کرام ! مذکورہ آیت شریفہ جو سورۃ النساء کی ہے اس میں اللہ سبحانہٗ و تعالی نے پیار و محبت کے اظہار کا ایک قانون بیان فرمایا ہے ارشاد فرمایا :

''جب کوئی تم کو سلام کرے تو تم اس کو اچھے الفاظ میں جواب دو یا ویسے ہی الفاظ کہدو ، بلاشبہ اللہ تعالی ہر چیز پر حساب لیں گے ''

روئے زمین پر معلوم نہیں کتنی قومیں آباد ہیں جن کا تعلق کسی نہ کسی مذہب سے ہے اور ہر ایک مذہب نے آپسی ملاقات کے وقت پیار و محبت کے اظہار کے لئے مختلف الفاظ وضع کئے ہیں ، انگریز Good Morning بولتے ہیں

---

(۱)۔[سورۃ النساء : پ۵ ۔آیت ۸۶]

ہمارے ہندو بھائی نمستے یا نمسکار وغیرہ الفاظ بولتے ہیں ،سکھ لوگ آپس میں ''ست سری کال'' کرتے ہیں ، غرض جتنے مذاہب کے لوگ ہیں سب کے الفاظ مختلف ہیں ، لیکن اسلام جو خدائی مذہب ہے جس کی بنیاد وحی آسمانی ، ارشاداتِ ربانی پر ہے ، اس نے ایک مؤمن اور مسلمان کے ملاقات کے وقت محبت وتعلق کے اظہار کیلئے جو الفاظ متعین کئے ہیں وہ اتنے جامع ہیں کہ کسی مذہب کے الفاظ میں وہ جامعیت اور معنویت نہیں پائی جاتی جو اسلام کے سلام و دعا کے الفاظ میں پائی جاتی ہے ۔

حضرت عمران بن حصینؓ ارشاد فرماتے ہیں ،ہم لوگ اسلام سے پہلے ملاقات کے وقت آپس میں یہ کہا کرتے تھے اَنْعَمَ اللّٰہُ بِکَ عَیْناً ، یعنی خدا تمہیں آنکھوں کی ٹھنڈک نصیب کرے ، یا پھر یہ کہا کرتے اَنعِمَ صَبَاحاً تمہاری صبح خوشگوار ہو ، لیکن جب ہم لوگ جاہلیت کے اندھیرے سے نکل کر اسلام کی روشنی میں آ گئے تو ہمیں اسلام نے اس طرح کے الفاظ سے منع کیا اور حکم دیا کہ اَلسَّلَامُ عَلَیْکُمْ کہیں ، یعنی اللہ تم کو ہر طرح کی سلامتی نصیب کرے(۱)۔

اسلامی سلام جہاں چھوٹوں کیلئے شفقت والفت اور پیار ومحبت کا کلمہ ہے وہیں بڑوں کیلئے اس میں اکرام وتعظیم ہے ، یہ اسلام کا شعار ہے ،یہی وجہ ہے کہ آپ علیہ السلام نے اس کی بڑی تاکید فرمائی ہے ۔

(۱)۔[سنن ابی داؤد۔ رواہ الطبرانی فی المعجم الکبیر ج ۱۷ص ۵۶۔فی الحدیث الطویل '' حیاہ عمیر۔انعم صباحا۔ فقال رسول اللہ ﷺ:قد اکرمنا اللہ عزوجل عن تحیتک وجعل تحیتنا الاسلام وھی تحیۃ أھل الجنۃ'' المعجم الکبیر للطبرانی]

حضور اکرم ﷺ نے ارشاد فرمایا تین کاموں کا اہتمام کرو جس کے نتیجے میں جنت نصیب ہوگی ، ارشاد فرمایا : اُعْبُدُوْا الرَّحْمٰنَ ، وَ اَطْعِمُوْا الطَّعَامَ ، وَ اَفْشُوْا السَّلَامَ ، تَدْخُلُوْا الْجَنَّةَ بِسَلَامٍ (۱) ۔

مسلمانو! خداوند رحمٰن کی عبادت کرو ، بندگانِ خدا کو کھانا کھلاؤ ، اور سلام کو خوب پھیلاؤ ، تم جنت میں سلامتی کے ساتھ داخل ہو جاؤ گے۔

بخاری شریف میں حضرت عبداللہ ابن عمرو رضی اللہ عنہ کی روایت ہے ایک شخص نے حضور اکرم ﷺ سے دریافت کیا ، اَیُّ اَلْاِسْلَامِ خَیْرٌ ؟ اسلام میں کون سا عمل سب سے اچھا ہے ، آپ علیہ السلام نے ارشاد فرمایا ، تُطْعِمُ الطَّعَامَ وَ تَقْرَءُ السَّلَامَ عَلٰی مَنْ عَرَفْتَ وَ مَنْ لَمْ تَعْرِفْ (۲) آپ علیہ السلام نے دو چیزیں ارشاد فرمائیں نمبر ایک یہ کہ تم اللہ کے بندوں کو کھانا کھلاؤ اور دوسرے یہ کہ جس شخص سے جان پہچان ہو اس کو بھی جس سے جان پہچان نہ ہو اس کو بھی سلام کرو ۔

لیکن افسوس ہے آج کے مؤمن و مسلمان میں ظاہری طور پر جتنی علامات مسلمانیت ہونی چاہئے تھی وہ تقریباً ختم ہوتی جارہی ہیں ، آج بازاروں میں مارکٹوں میں مسلمان سر بازار ملتا ہے لیکن چہرے مہرے سے وہ مسلمان نظر نہیں آتا ، بعض مرتبہ آدمی شکوک وشبہات میں مبتلا ہو جاتا ہے کہ آیا یہ

---

(۱)۔[رواہ الترمذی و قال ھذا حدیث حسن صحیح ، باب ما جاء فی فضل اطعام الطعام ، رقم الحدیث : ۱۸۵۵]۔ (۲)۔[رواہ البخاری ، کتاب الایمان ، باب افشاء السلام من الاسلام ، رقم الحدیث : ۲۸ ، صحیح مسلم ۱/۴۸ ، مشکوٰۃ شریف ۳۹۷]

مسلمان بھی ہے یا نہیں ، افسوس کہ قوم نے اپنے شعار کو اور اپنی ظاہری پہچان کو بالکل ترک کر دیا ہے ۔

ایک حدیث میں ارشاد فرمایا : کیا تم کو ایسا عمل نہ بتادوں جس کے ذریعہ سے تم میں محبت ومودت پیدا ہو جائے ، صحابہ کرام نے عرض کیا اے اللہ کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم ضرور بتلایئے ارشاد فرمایا : اَفْشُوْا السَّلَامَ بَیْنَکُمْ (۱) ، آپس میں سلام کو خوب پھیلاؤ ، اس سے تمہاری دشمنی ختم ہوگی ،تمہارے نہاں خانۂ قلب میں پیار و محبت کی چنگاریاں روشن ہونگی ۔

حضرت ابوھریرہؓ کی روایت ہے حَقُّ الْمُسْلِمِ عَلَی الْمُسْلِمِ خَمْسٌ ، ایک مسلمان کے دوسرے مسلمان پر پانچ حقوق ہیں (۱)۔ جب کسی مسلمان سے ملاقات ہو سلام کرنا (۲)۔ جب وہ بیمار ہو جائے تو اس کی عیادت کرنا (۳)۔ جب اس کا انتقال ہو جائے اس کے جنازے میں شرکت کرنا ، (۴)۔ جب وہ دعوت دے تو دعوت کو قبول کرنا (۵)۔ جب اسے چھینک آئے اور وہ اَلْحَمْدُ لِلّٰہِ کہے تو اس کے جواب میں یَرْحَمُکَ اللّٰہُ کہنا ، خداوند کریم تم پر رحمت کی بارش کرے (۲) ۔

حضور اکرم ﷺ کا مبارک دور ہے ، ایک مجلس قائم ہے ، حضور اکرم سرور عالم صلی اللہ علیہ وسلم تشریف فرما ہیں ، ایک صحابی تشریف لائے اور انہوں نے اَلسَّلَامُ عَلَیْکُمْ کہا ، آپ نے سلام کا جواب دیا ، پھر وہ

(۱)۔[رواہ مسلم، باب بیان انہ لایدخل الجنۃ الا المؤمنون. رقم الحدیث : ۱۹۴ ۔حلیۃ الأولیاء ج ۸۔۳۷۵ ۔التمہید لابن البر ج ۶ ۔۱۲۸] ۔(۲)۔[رواہ البخاری ، باب الأمر باتباع الجنائز ،رقم الحدیث : ۱۲۴۰]

صحابی مجلس میں بیٹھ گئے تو آپ نے فرمایا عَشَرٌ، اس بندے کیلئے اس سلام کی وجہ سے دس نیکیاں لکھی گئیں ، پھر ایک اور آدمی آیا اس نے کہا اَلسَّلَامُ عَلَیْکُمْ وَ رَحْمَةُ اللّٰهِ آپ نے سلام کا جواب دیا ، پھر وہ آدمی بیٹھ گیا تو آپ نے ارشاد فرمایا عِشْرُوْنَ ، اس شخص کو بیس نیکیاں ملیں گی پھر ایک تیسرا آدمی آیا اس نے اَلسَّلَامُ عَلَیْکُمْ کے ساتھ وَ رَحْمَةُ اللّٰهِ وَ بَرَکَاتُهٗ بڑھایا تو آپ نے اس کے سلام کا جواب دیا پھر ارشادفرمایا ثَلٰثُوْنَ کہ اس شخص کو سلام میں کلمات کے بڑھانے کی وجہ سے ۳۰ نیکیاں ملیں گی (۱) ۔

یاد رکھئے جس طرح سلام کرنے والے کو ثواب ملتا ہے اسی طرح جواب دینے والے کو بھی اجر و ثواب ملتا ہے ، ان بے شمار تاکیدات کی وجہ سے اسلام میں سلام کرنے کو سنت اور جواب دینے کو واجب قرار دیا ہے ۔

اب میں سلام کرنے کے متعلق چند مسائل کا ذکر کرتا ہوں ، سلام کس انداز سے کیا جائے ، کس طریقہ سے کیا جائے ، ارشاد فرمایا نبی رحمت علیہ الصلاۃ و السلام نے تَحِیَّةُ الْیَهُوْدِ بِالْاَصَابِعِ وَ تَحِیَّةُ النَّصَارٰی بِالْاَکُفِّ وَ تَحِیَّةُ الْمُسْلِمِیْنَ اَلسَّلَامُ عَلَیْکُمْ(۲) ، یہودی انگلی کے اشارے سے سلام کرتے ہیں نصاریٰ یعنی عیسائی ہتھیلی سے سلام کرتے ہیں یعنی سلوٹ Salute

---

(۱)۔[رواہ ابوداؤد ، باب کیف السلام، رقم الحدیث: ۵۱۹۵] (۲)۔[روی عن عمرو بن شعیب عن ابیہ عن جدہٖ انّ رسول اللہ ﷺ قال: لیس منا من تشبہ بغیرنا لا تشبھوا بالیھود و لا بالنصاری فانّ تسلیم الیھود الاشارۃُ بالأصابع و ان تسلیم النصاریٰ بالأکف ، رواہ الترمذی والطبرانی ، بحوالہ الترغیب والترھیب رقم الحدیث ۱۵۔ج ۳/ص ۴۳۴]

کرتے ہیں ، اور مسلمانوں کا سلام اَلسَّلَامُ عَلَیْکُمْ ہے ۔
اگر آپ قریب ہوں تو صرف زبان سے اَلسَّلَامُ عَلَیْکُمْ کہیں ، ہاتھ اٹھانے کی قطعاً ضرورت نہیں ،ہاں اگر ملاقاتی دور ہو اور اس کے قریب آنے کا ارادہ نہ ہو تو ہاتھ کے اشارے سے سلام کر سکتے ہیں ، آج کل ہاتھ سے سلام نہ کرنے کو عیب سمجھتے ہیں ، یہ غلط طریقہ ہے نیز سلام کرنے میں اس بات کا بھی پاس و لحاظ رکھیں کہ جھک کر سلام نہ کریں ۔
فقہائے کرام نے سترہ (۱۷) حالتوں میں سلام کرنے کو مکروہ لکھا ہے ، (۱)۔نماز پڑھنے والے کو (۲)۔قرآن پاک کی تلاوت کرنے والے کو (۳)۔ذکر کرنے والے کو (۴)۔حدیث پڑھانے والے کو (۵)۔خطبہ دینے والے کو (۶)۔ اور ان آدمیوں کو جو خطبہ سننے والے ہیں (۷)۔مسئلہ و مسائل بتانے والے کو(۸)۔اسلامی جج کو جب وہ فیصلہ کرنے بیٹھا ہو(۹)۔ان لوگوں کو جو دین کے مسائل میں بحث و مباحثہ کر رہے ہوں (۱۰)۔اذان اور اقامت کہنے والے کو(۱۱)۔سبق پڑھانے والے کو (۱۲)۔ نامحرم عورتوں کو(۱۳)۔ شطرنج یا اس جیسے نا جائز کھیل کھیلنے والے کو (۱۴)۔ کافر کو (۱۵)۔ اس شخص کو جو ننگا ہو یعنی مادر زاد ننگا ہو (۱۶)۔اور اس شخص کو جو پیشاب وغیرہ کی حاجت پوری کر رہا ہو (۱۷)۔کھانا کھانے والے کو ، ان سترہ صورتوں میں سلام کرنا مکروہ ہے۔(۱)

(۱)۔[کتاب الصلاۃ :باب مایفسد الصلاۃ وما یکرہ فیھا۔مطلب المواضع التی یکرہ فیھا السلام ۔ حاشیہ ابن عابدین ، ردالمحتار علی الدر المختار شرح تنویر الابصار۔الجزء الثانی۔الصفحہ :۳۷۳۔۳۷۴]

ان حالتوں کے علاوہ تمام حالتوں میں سلام کرنا سنت ہے ،آپ علیہ السلام نے ارشاد فرمایا : چھوٹا بڑے کو سلام کرے ،گذرنے والا بیٹھے ہوئے کو سلام کرے ، اور تھوڑے آدمی زیادہ آدمیوں کو سلام کریں (۱)۔

آپ نے ارشاد فرمایا : وہ بندۂ مؤمن اللہ کی رحمت کا سب سے زیادہ مستحق ہے جو سلام کرنے میں پہل کرے (۲)۔

آپ علیہ السلام نے اس شخص کیلئے انتہائی سخت وعید سنائی ہے ، جو شخص یہ پسند کرے کہ لوگ اس کی تعظیم میں کھڑے ہوں اور لوگ اس کو سلام کریں ، اس کے متعلق آپ نے فرمایا فَلْيَتَبَوأ مَقْعَدَهُ مِنَ النَّارِ ، اس شخص کو چاہئے کہ اپنا ٹھکانہ جہنم میں بنالے (۳) ۔

بس اب اللہ رب العزت سے دعا کیجئے کہ اے اللہ ہمیں آپس میں ایک دوسرے سے سلام کرنے اور اس کو خوب پھیلانے کی توفیق عطا فرما۔

(آمین یارب العالمین)

و آخِرُ دَعْوَانَا اَنِ الْحَمْدُ لِلّٰهِ رَبِّ الْعَالَمِيْنَ

☆☆☆

---

(۱)۔[عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ ؓ عَنِ النَّبِي ﷺ قَالَ: يُسَلِّمُ الصَّغِيْرُ عَلَى الْكَبِيْرِ ، و المارُّ عَلَى القَاعِدِ وَ الْقَلِيْلُ عَلَى الْكَثِيْرِ رواہ البخاری، باب تسلیم القلیل علی الکثیر ،رقم الحدیث : ۶۲۳۱]۔(۲)۔[عن ابی امامة ؓ قال: قال رسول الله ﷺ: ان اولی الناس بالله تعالی من بدا بالسلام۔رواہ ابوداؤد باب فی فضل من بدا بالسلام،رقم الحدیث:۵۱۹۷]۔(۳)۔[عن معاویة ؓ قال قال رسول الله ﷺ من سره ان يتمثل له الرجال قيامًا فليتبؤا مقعده من النار، رواہ الترمذی وابوداؤد،بحوالہ معارف الحدیث کتاب المعاشرۃ والمعاملات رقم الحدیث: ۱۵۵ /ج۶/ص۱۷۵]

کفارات گناہ اور رفع درجات کے اعمال

اَلْحَمْدُ لِلّٰہِ وَحْدَہٗ وَالصَّلٰوۃُ وَالسَّلَامُ عَلٰی مَنْ لَا نَبِیَّ بَعْدَہٗ

امّابعد :۔ فَاَعوذ باللہ من الشیطان الرجیم بسم اللہ الرحمٰن الرحیم .

﴿ اِنَّ اللّٰہَ لَا یَغْفِرُ اَنْ یُّشْرِکَ بِہٖ وَ یَغْفِرُ مَا دُوْنَ ذٰلِکَ لِمَنْ یَّشَآءُ وَ مَنْ یُّشْرِکْ بِاللّٰہِ فَقَدِ افْتَرٰٓی اِثْمًا عَظِیْمًا ﴾ (۱) صدق اللہ العظیم

حاضرین کرام ! آیت مذکورہ سورۃ النساء کی ہے اس آیت میں اللہ سبحانہٗ وتعالی نے اپنے ایک قانون کو بیان فرمایا ہے ، ارشاد فرماتے ہیں ۔ ”بے شک اللہ تعالی صرف شرک کو معاف نہیں کرتے اس کے علاوہ جتنے گناہ ہیں جس کیلئے چاہتے ہیں معاف فرمادیتے ہیں اور جس نے اللہ کے ساتھ کسی کو شریک ٹھہرایا اس نے بہت ہی بڑا گناہ کیا“ ۔

سامعین کرام ! رمضان المبارک جو نیکیوں کا موسم بہار ہے، اپنی تمام تر رعنائیوں اور دلفریبیوں کے ساتھ آیا اور گزر بھی گیا ، تو آیئے ہم اور آپ اپنا اپنا احتساب اور جائزہ لیں کہ ہم نے کیا کھویا اور کیا پایا ؟ کیونکہ علمائے کرام تحریر فرماتے ہیں کہ اس مبارک ماہ میں ذرا چالاکی اور ہوشیاری دکھانا چاہئے ، ہوشیاری اور چالاکی یہ ہے کہ جن جن اعمال پر

(۱)۔[سورۃ النساء :پ۵ ۔آیت ۴۸]

اللہ اور اس کے رسول کی جانب سے مغفرت کا وعدہ ہے وہ اعمال کئے جائیں ، اس لئے کہ ایک مؤمن اور مسلمان کا حقیقی سرمایہ اور حقیقی دولت مغفرت ہے ، جس کی مغفرت ہوگئی ، اس کا بیڑا پار ہوگیا ، اور ہر شخص بخوبی جانتا ہے کہ ہماری یہ نمازیں اور روزے اور دیگر اعمال تو بس اس لائق ہیں کہ ہمارے منہ پر پھینک دیئے جائیں ، نہ ان میں خشوع ہے نہ خضوع ، بس اللہ ہی قبول کرلے تو اور بات ہے۔ گر قبول افتد زہے عزو شرف

حضرت معاذ بن جبلؓ ارشاد فرماتے ہیں کہ ایک مرتبہ ہم صحابہ کرامؓ فجر کی نماز کیلئے مسجد نبوی میں حضور اکرم نبی رحمت علیہ السلام کا انتظار کررہے تھے ، یہاں تک کہ بہت دیر ہوگئی اور ہمیں یہ گمان ہونے لگا کہ سورج کی ٹکیہ اب طلوع ہونے والی ہے ، اتنے میں آپ علیہ السلام جلدی جلدی تشریف لائے اور نماز پڑھائی ، اور سلام پھیرتے ہی اعلان فرمایا : عَلٰی مَصَافِّكُمْ كَمَا أَنْتُمْ (۱)، حضور اکرم ﷺ کی یہ عادت شریفہ تھی کہ جب کوئی اہم بات کہنی ہوتی تو یہی اعلان فرماتے جو جہاں بیٹھا ہے وہیں بیٹھا رہے ، یہ اعلان فرما کر آپ ﷺ نے اپنا رخ انور ہمارے جانب فرمایا اور ارشاد فرمایا ، آج جو میں دیر سے پہونچا اس کی وجہ کیا ہے ، بتلاتا ہوں ، پھر فرمایا جب میں رات کو تہجد کیلئے اٹھا اور وضو کیا صَلَّيْتُ مَا قُدِّرَ ، جتنی بھی نماز اللہ نے مقدر کی تھی پڑھی پھر نیند مجھ پر چھانے لگی حدیث کے الفاظ ہیں

---

(۱)۔[رواہ سنن الترمذی: رقم الحدیث: ۳۲۳۴۔۳۲۳۵۔ج ۵۔ص ۳۶۸]

وَ اسْتَثْقَلْتُ یہاں تک کہ نیند مجھ پر غالب آ گئی فَاِذَا اَنَا بِرَبِّیْ تَبَارَکَ وَ تَعَالٰی کہ اچانک میں کیا دیکھتا ہوں کہ میں اپنے پروردگار کے حضور کھڑا ہوا ہوں پھر اللہ نے مجھ پر اپنی تجلی ظاہر فرمائی پھر میرے رب نے مجھ سے سوال کیا ، یَا مُحَمَّدُ فِیْمَ یَخْتَصِمُ الْمَلَاُ الْاَعْلٰی ؟ اے میرے حبیب ذرا بتلاؤ تو سہی یہ ملائکۂ مقربین کن باتوں میں جھگڑ رہے ہیں ۔

علمائے کرام فرماتے ہیں کہ فرشتوں کا جھگڑنا دو معنی میں ہے ، ایک مطلب تو یہ کہ فرشتے آپس میں بحث و مباحثہ کر رہے ہیں کہ ایمان والوں کے اعمال میں کون کون سے اعمال افضل ہیں ایک کہتا ہے یہ عمل افضل ہے دوسرا دوسرے عمل کو افضل کہتا ہے ۔

دوسرا مطلب یہ ہے کہ ایمان والوں کے وہ مقبول اعمال جو اللہ کی بارگاہ میں بے حد پسندیدہ ہیں ، جب وہ اعمال بندہ کرتا ہے تو فرشتے آپس میں جھگڑتے ہیں اور جھپٹتے ہیں اس عمل کو لینے کیلئے ہر ایک فرشتہ یہ کوشش کرتا ہے کہ میں اس عمل کو لیکر بارگاہِ خداوندی میں پیش کروں تو اللہ نے حضور سے سوال فرمایا ، آپ نے لاعلمی ظاہر فرمائی ، اے اللہ مجھے نہیں معلوم کہ کن اعمال کے بارے میں فرشتے جھگڑ رہے ہیں پھر اللہ تعالی نے سوال فرمایا ، یَا مُحَمَّدُ فِیْمَ یَخْتَصِمُ الْمَلَاُ الأعْلٰی ؟ یہ ملائکہ کن اعمال کے بارے میں جھگڑ رہے ہیں ، آپ نے پھر وہی جواب دیا تیسری مرتبہ سوال ہوا پھر بھی آپ نے یہی جواب دیا تو اللہ تبارک و تعالی نے اپنا دستِ قدرت میرے

کاندھے پر رکھا اور جیسے ہی اللہ نے اپنا دست قدرت میرے کاندھے پر رکھا، میں نے اللہ کی انگلیوں کی ٹھنڈک اپنے سینہ کے اندر محسوس کی ، وَ تَجَلّٰی لِیْ کُلُّ شَیْءٍ وَ عَرَفْتُ ، اور دونوں جہان کا ذرہ ذرہ مجھ پر روشن ہوگیا ، کوئی ذرہ ایسا نہیں تھا جو مجھ سے پوشیدہ ہو ، پھر اللہ نے دریافت کیا : یَا مُحَمَّدُ فِیْمَ یَخْتَصِمُ الْمَلَأُ الْأَعْلٰی ؟۔

اے میرے حبیب اب تو بتلاؤ فرشتے کن اعمال میں جھگڑ رہے ہیں ، اب تو حضور پاک صلی اللہ علیہ وسلم سب کچھ دیکھ رہے تھے ، قُلْتُ فِی الْکَفَّارَاْتِ میں نے عرض کیا اے میرے پروردگار فرشتے ان اعمال کے بارے میں جھگڑ رہے ہیں جو گناہوں کو بہت ہی زیادہ جھاڑنے والے اور ختم کرنے والے ہیں ، تو اللہ تعالی نے سوال کیا ، مَا ھُنَّ ؟ یہ کفارات کون کون سے اعمال ہیں جو گناہوں کو ختم کرنے والے ہیں ، میں نے جواب دیا ، اَلْمَشْیُ بِالْأَقْدَامِ اِلَی الْجَمَاعَاتِ ، جماعت کی نماز پڑھنے کیلئے پیدل چل کر جانے والے کے ہر ہر قدم پر گناہ جھڑتے ہیں ۔

اس کے بعد اللہ نے پوچھا اور کون کون سے عمل گناہوں کو جھاڑتے ہیں؟ تو آپ نے فرمایا : وَ الْمَکْثُ فِی الْمَسَاجِدِ بَعْدَ الصَّلَوٰاتِ ، نمازوں کے بعد مسجدوں میں تھوڑی دیر ٹھہر جانا اب چاہے جتنی دیر ٹھہرے پانچ منٹ ٹھہرے یا دس منٹ ٹھہرے ، لیکن شرط یہ ہے کہ اس حدیث پر عمل کی نیت سے ٹھہرے ۔

اس کے بعد آپ ﷺ ارشاد فرمایا : وَ اِسْبَاغُ الْوَضُوْ فِیْمَا اَلْکَرَھَاتُ ناگواری کی حالت میں سردی کے زمانہ میں کامل طریقہ سے وضو کرنا ، جو شخص ان اعمال کی پابندی کرلے مجال نہیں کہ اس پر کوئی گناہ باقی رہ جائے ، یہ اللہ اور اس کے رسول ﷺ کا وعدہ ہے ، اللہ کی رحمت تو بہانہ تلاش کرتی ہے ۔

اس کے بعد اللہ تبارک وتعالی نے ارشاد فرمایا : ثُمَّ ھُنَّ یَا مُحَمَّدُ ؟ اے میرے حبیب ! یہ تو بتلاؤ اس کے بعد اور کون سے اعمال ہیں جس کے بارے میں فرشتے جھگڑ رہے ہیں ، میں نے عرض کیا یَا رَبِّی فِی الدَّرَجَاتِ یعنی ان اعمال کے بارے میں جو مؤمن کے درجات کو بلند کرتے ہیں ، اب اللہ تعالی نے سوال کیا ، وَ مَا ھُنَّ ؟ وہ کون سے اعمال ہیں جن کی وجہ سے مؤمن کے درجات بلند ہوتے ہیں ، آپ علیہ الصلوٰۃ والسلام نے ارشاد فرمایا : اِطْعَامُ الطَّعَامِ لوگوں کو کھانا کھلانا اس سے درجات بلند ہوتے ہیں ۔

رمضان المبارک کے مبارک مہینہ میں اس بات کا خاص اہتمام رکھئے ، حدیث میں ارشاد فرمایا گیا جس شخص نے اس مہینہ میں کسی روزہ دار کو اللہ کی رضا جوئی کی خاطر افطار کرایا اس شخص کو میری طرف سے بشارت دو ، گناہوں سے مغفرت اور آتش دوزخ سے آزادی کی ، حضرت سلمان فارسیؓ نے عرض کیا یارسول اللہ ﷺ ہم میں ہر ایک اتنا مالدار نہیں کہ پیٹ بھر کر روزہ دار

کوکھانا کھلائے ، آپ علیہ السلام نے ارشادفرمایا ،جوشخص دودھ کی تھوڑی سی لسی یا کھجور یاپانی کے ایک گھونٹ سے روزہ دارکو افطارکرادے ، اس کیلئے بھی یہ بشارت ہے اوریاد رکھو جو شخص کسی روزہ دارکو پیٹ بھرکرکھانا کھلادے ، اللہ سبحانہٗ وتعالی اس دن جس دن کہ ہرشخص پیاس کی شدت سے پریشان ہوگا، پیاس کی وجہ سے زبان سوکھ کرلٹک رہی ہوگی اس دن اس کو میرے حوض سے ایسا سیراب فرمائیں گے کہ جس کے بعد اس کو جنت میں پہنچنے تک پیاس نہ لگے گی ۔ (۱)

اس کے بعد ارشاد فرمایا وَ لِیْنُ الْکَلَامِ کلام کے اندر نرمی کرنا ، غصہ کی حالت میں بھی نرم گفتگوکرنا یہ درجات کوبڑھاتا ہے ۔

پھرفرمایا وَ الصَّلواۃُ بِاللَّیْلِ وَ النَّاسُ نِیَامٌ ، رات کے اس حصہ میں نمازیں پڑھنا اوراللہ کے حضورکھڑے رہنا جب کہ لوگ میٹھی نیندسورہے ہوں یہ وہ تین اعمال ہیں جودرجات کو بڑھاتے ہیں ۔

اس کے بعدآپ علیہ السلام نے ارشادفرمایا مَنْ فَعَلَ بِھِنَّ ، جوان چھ اعمال کی عادت ڈال لے عَاشَ بِخَیْرٍ وَ مَاتَ بِخَیْرٍ ، زندگی اس کی خیر و عافیت کے ساتھ گذرے گی اور ایمان پر اس کا خاتمہ ہوگا ، پھر فرمایا وَ کَانَ مِنْ خَطِیَّئَتِہٖ کَیَوْمٍ وَلَدَتْہُ اُمُّہٗ ، اور وہ اپنے گناہوں سے ایسا

(۱)۔[عن سلمانؓ قال خطبنا رسول اللہ ﷺ فی آخر یوم من شعبان ، قال : یا ایھا الناس ..... و من سقی صائما سقاہ اللہ من حوضی شربۃ ، لا یظمأ حتی یدخل الجنۃ ۔حدیث طویل ۔رواہ ابن خزیمۃ فی صحیحہ،ثم قال صح الخبر ، و رواہ من طریق البیہقی ،ورواہ ابوالشیخ ابن حبان فی الثواب باختصار عنھما ۔ بحوالہ الترغیب والترھیب، رقم الحدیث:۱۳۔ج ۱ ص ۹۴۔۹۵]

پاک وصاف ہوجائے گا جیسا کہ اس دن تھا جب اس کی ماں نے اس کو جنا تھا یہ حضور اکرم ﷺ کی ضمانت ہے یہ اللہ کے رسول کا وعدہ ہے (۱)۔

اب دعا کیجئے اللہ تبارک وتعالی ہم سب کو ان چھ اعمال پر عمل کرنے کی توفیق عطا فرمائے اور اس کو شرف قبولیت سے نوازے۔

رَبَّنَا تَقَبَّلْ مِنَّا اِنَّکَ اَنْتَ السَّمِیْعُ الْعَلِیْمُ ، وَ تُبْ عَلَیْنَا یَا مَوْلَانَا اِنَّکَ اَنْتَ التَّوَّابُ الرَّحِیْمُ ، وَ صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَی خَیْرِ خَلْقِہٖ سَیِّدِنَا مُحَمَّدٍ وَّ عَلٰی اٰلِہٖ وَ صَحْبِہٖ اَجْمَعِیْنَ

بِرَحْمَتِکَ یَا اَرْحَمَ الرَّاحِمِیْنَ .

(آمین یارب العالمین)

❁❁❁

❁❁

❁

---

(۱)۔[جامع الترمذی:تفسیر القرآن ۔ رقم الحدیث: ۳۲۳۳۔۳۲۳۴۔۳۲۳۵۔ج ۵، ص ۳۶۶۔ومسند أحمد: رقم الحدیث :۳۴۸۴۔ج ۱، ص ۳۶۸ ۔ و مسند ابویعلی: رقم الحدیث : ۲۶۰۸۔ج ۴،ص ۴۷۵۔ رواہ الترمذی ، وقال حدیث حسن غریب ، بحوالہ الترغیب والترھیب ، الترغیب فی المشی الی المساجد ۔ ج ۱ص ۲۰۸ ۔ رقم الحدیث : ۸ ۔ نفس المرجع ، الترغیب فی صلاۃ الجماعۃ و اعمال ترفع الدرجات ، ج ۱ص ۲۶۲ ۔ رقم الحدیث : ۷]

حرمتِ شراب کے تدریجی احکام

اَلْحَمْدُ لِلّٰہِ رَبِّ الْعَالَمِیْنَ وَ الصَّلٰوۃُ وَ السَّلَامُ عَلٰی اَفْضَلِ الْمُرْسَلِیْنَ وَ مَنِ اھْتَدٰی بِھُدٰھُمْ اِلٰی یَوْمِ الدِّیْنِ ۔ امّا بعد :۔

فَاَعوذ باللہ من الشیطان الرجیم بسم اللہ الرحمٰن الرحیم .

﴿ یَسْئَلُوْنَکَ عَنِ الْخَمْرِ وَ الْمَیْسِرِ قُلْ فِیْھِمَا اِثْمٌ کَبِیْرٌ وَّ مَنَافِعُ لِلنَّاسِ وَ اِثْمُھُمَا اَکْبَرُ مِنْ نَّفْعِھِمَا، وَ یَسْئَلُوْنَکَ مَاذَا یُنْفِقُوْنَ ، قُلِ الْعَفْوَ کَذٰلِکَ یُبَیِّنُ اللّٰہُ لَکُمُ الْاٰیٰتِ لَعَلَّکُمْ تَتَفَکَّرُوْنَ﴾ (۱)

صدق اللہ العظیم

حاضرین کرام ! اس وقت میں نے جس آیت کریمہ کی تلاوت کی ہے یہ سورۃ البقرہ کی ایک آیت کریمہ ہے ، اس آیت میں اللہ سبحانہٗ و تعالیٰ یوں ارشاد فرمارہے ہیں ۔

'' اے پیارے نبی ﷺ ! لوگ آپ سے شراب اور جوئے کے بارے میں دریافت کرتے ہیں، آپ فرمادیجئے کہ ان دونوں کے استعمال میں گناہ کی بڑی بڑی باتیں ہیں ، اور لوگوں کیلئے کچھ فائدے بھی ہیں ،لیکن ان کا گناہ ان کے فائدوں سے کہیں بڑھا ہوا ہے ''۔

---

(۱)۔[سورۃ البقرہ :پ۲ ۔آیت ۲۱۹] حرمت شراب کا تدریجی حکم۔ اولاً: قل فیھما اثم کبیر و منافع ..... الخ (البقرۃ:۲۱۹)۔ثانیاً:لاتقربوا الصلاۃ و انتم سکاری(النساء:۴۲)۔ ثالثاً: انما الخمر و المیسر و الأنصاب و الأزلام رجس من عمل الشیطان فاجتنبوہ(المائدۃ:۹۰)۔

اس آیت کریمہ میں اللہ سبحانہٗ وتعالیٰ نے حضرات صحابہ کرامؓ کے ایک سوال اور اس کے جواب کو بیان فرمایا ہے ، پورے قرآن میں ایسے سوالات و جوابات تقریباً ۱۷ مقامات پر ذکر کئے گئے ہیں ، ان سترہ سوالات میں سے ایک سوال اس آیت کریمہ میں ذکر کیا گیا ہے ۔

زمانہ جاہلیت میں اہل عرب شراب وجوئے کے بڑے دلدادہ تھے ، شراب و جوا ان کی گھٹّی میں پڑا ہوا تھا ، جب اسلام آیا تو ابتدائے اسلام میں شراب کے حرام ہونے کے سلسلہ میں کوئی واضح حکم نہیں آیا تھا اس لئے مسلمان بھی شراب پیا کرتے تھے ۔

جب رسول اکرم ﷺ نے ہجرت فرمائی اور مدینہ منورہ تشریف لائے تو دیکھا کہ اہلِ مدینہ بھی شراب وجوئے کے حددرجہ شوقین ہیں ،ان کی کوئی محفل ومجلس ایسی نہیں ہوتی جہاں جام ومینا نہ لٹائے جاتے ہوں۔

مدینہ پہونچنے کے بعد حضرت عمر فاروقؓ اور حضرت معاذ بن جبلؓ اور چند انصاری صحابہ کرامؓ کو احساس ہوا کہ شراب بری طرح ہماری عقلوں کو خراب و برباد کر رہی ہے ، اس احساس کی بناء پر دربار نبوت پر حاضر ہوئے عرض کیا یا رسول اللہ ! شراب کے بارے میں اسلام کا کیا موقف ہے ،کیا حکم ہے ؟ آپ نے سکوت فرمایا ، یہاں تک کہ جبرئیل امین یہ آیت کریمہ لیکر خدمت نبوی میں حاضر ہوئے ۔

يَسْئَلُوْنَکَ عَنِ الْخَمْرِ وَ الْمَيْسِرِ قُلْ فِيْهِمَا اِثْمٌ كَبِيْرٌ وَّ مَنَافِعُ

لِلنَّاسِ وَ اِثْمُهُمَا اَكْبَرُ مِنْ نَّفْعِهِمَا، وَ يَسْئَلُوْنَكَ مَاذَا يُنْفِقُوْنَ ، قُلِ الْعَفْوَ كَذٰلِكَ يُبَيِّنُ اللّٰهُ لَكُمُ الْاٰيٰتِ لَعَلَّكُمْ تَتَفَكَّرُوْنَ(۱)

اس آیت کریمہ میں اللہ تعالی نے شراب کو حرام تو قرار نہیں دیا ، لیکن شراب سے پیدا ہونے والے مفاسد اور خرابیوں کو ظاہر فرمایا کہ شراب و جوا عقل انسانی کے لئے زہر ہلاہل ہے گویا کہ مشورہ دیا گیا کہ اس کے چھوڑ دینے میں ہی عافیت ہے ۔

بعض صحابہ کرامؓ نے مشورہ کو قبول کرلیا اور شراب و جوئے سے باز آ گئے ،بعض صحابہ کرامؓ نے سوچا کہ اس آیت میں اللہ نے شراب کو حرام تو نہیں کیا ہے بلکہ اس کی برائی بیان کی ہے لہٰذا وہ شراب نوشی کرتے رہے ۔

ایک دن حضرت عبدالرحمٰن بن عوفؓ نے چند صحابہ کرامؓ کی عصر کے بعد دعوت کی ، دعوت سے فراغت کے بعد شراب کا دور چلا کہ اسی اثناء میں مغرب کی نماز کا وقت آ گیا ، سب نماز کے لئے کھڑے ہوئے ، حضرت علی مرتضیٰؓ نے امامت کی ، نماز مغرب میں حضرت علیؓ نے سورۃ الکافرون پڑھی ، بجائے لَا اَعْبُدُ مَا تَعْبُدُوْنَ (۲) پڑھنے کے ، نشہ کی وجہ سے غفلت ہوگئی اَعْبُدُ مَا تَعْبُدُوْنَ پڑھ دیا ۔

یہ واقعہ دربار رسالت میں پیش ہوا تو آیت کریمہ کا نزول ہوا ،

يٰٓاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا لَا تَقْرَبُوا الصَّلٰوةَ وَ اَنْتُمْ سُكٰرٰى (۳)

---

(۱)۔[سورۃ البقرۃ: پ۲ ۔آیت ۲۱۹] ۔ (۲)۔[سورۃ الکافرون :پ۳۰۔آیت۲]

(۳)۔[سورۃ النساء: پ۵ آیت۴۳]

اے ایمان والو ! جب تم نشے کی حالت میں رہو تو اس وقت نماز کے قریب بھی نہ جانا ، اس آیت میں اللہ تعالی نے خاص اوقاتِ نماز میں شراب کو قطعی طور پر حرام قرار دیا ، باقی اوقات میں شراب پینے کی رخصت رہی ، لہٰذا مسلمان نماز کے اوقات کے علاوہ شراب نوشی کیا کرتے تھے ۔

ایک دن حضرت عتبان بن مالکؓ نے چند صحابہ کرامؓ کی دعوت کی جن میں حضرت سعد بن ابی وقاصؓ بھی تھے ، کھانے کے بعد حسبِ دستور محفل شراب گرم ہوئی ،اسی حالت میں شعرو شاعری کا دور شروع ہوا ، حضرت سعد بن ابی وقاصؓ نے نشہ کی حالت میں ایک ایسا شعر پڑھا جس میں انصار مدینہ کی ہجو اور برائی کا ذکر تھا ، ایک انصاری نوجوان صحابی کو غصہ آیا انھوں نے اونٹ کے جبڑے کی ہڈی اٹھا کر حضرت سعدؓ کے سر پر دے مارا ، حضرت سعدؓ کو شدید زخم آیا ، حضرت سعدؓ دربار نبوی میں حاضر ہو کر اس انصاری نوجوان کی شکایت کی ، رسول اکرم شفیع اعظم ﷺ نے دربار خداوندی میں دعا کی: اَللّٰھُمْ بَیِّنْ لَنَا فِی الْخَمْرِ بَیَانًا شَافِیاً .(۱) ۔

---

(۱)۔[قال لإمام أحمد عن ابی ھریرۃؓ قال : حرمت الخمر ثلاث مرات : قدم رسول اللہ ﷺ المدینۃ وھم یشربون الخمر ویأ کلون المیسر ،فسألوا رسول اللہ ﷺ عنھما فأنزل اللہ: ''یسألونک عن الخمر والمیسر ۔الی آخر الآیۃ و کانوا یشربون الخمر حتی کان یوما من الأیام صلی رجل من المھاجرین ،امأ صحابہ فی المغرب،فخلط فی قراءتہ،فأنزل اللہ آیۃ أغلظ منھا،''یا أیھا الذین آمنوا لاتقربوا الصلاۃ وأنتم سکاری الی آخر الآیۃ، فکان الناس یشربون حتی یأتی أحدھم الصلاۃ وھو مغبق ، وقال الامام أحمد عن عمر بن الخطاب أنہ قال: لما نزل تحریم الخمر قال: اللھم بیّن لنا فی الخمر بیانا شافیا، ثم أنزلت آیۃ أغلظ منھا ،''یا أیھا الذین آمنوا إنما الخمر والمیسر والأنصاب والأزلام رجس من عمل الشیطان ۔۔۔۔ ،الخ مختصر تفسیر ابن کثیر لمحمد علی الصابونی ، المجلد الأول ص ۵۴۵ ۔ و غیر ھذا قد ذکر المؤلف الأحادیث الواردۃ فی تحریم الخمر]

اے بارالہا ! شراب کے بارے میں ہمیں کوئی واضح قانون عطا فرمایئے ، بس آپ کا فرش پر دعا کرنا تھا عرش سے پیغام الٰہی لے کر جبرئیل امین حاضر خدمت ہوئے ، اور آیت کریمہ کا نزول ہوا ۔

يٰٓاَيُّهَا الَّذِيْنَ آمَنُوْٓا اِنَّمَا الْخَمْرُ وَ الْمَيْسِرُ وَ الْاَنْصَابُ وَ الْاَزْلَامُ رِجْسٌ مِّنْ عَمَلِ الشَّيْطٰنِ فَاجْتَنِبُوْهُ لَعَلَّكُمْ تُفْلِحُوْنَ (۱) ۔

اے ایمان والو ! بے شک شراب و جوا ، بت اور جوئے کے تیر شیطانی کام ہیں ان سے الگ تھلگ رہو ، تا کہ تم فلاح و کامیابی کو پہنچو ۔

اِنَّمَا يُرِيْدُ الشَّيْطٰنُ اَنْ يُّوْقِعَ بَيْنَكُمُ الْعَدَاوَةَ وَ الْبَغْضَآءَ فِي الْخَمْرِ وَ الْمَيْسِرِ وَ يَصُدَّكُمْ عَنْ ذِكْرِ اللّٰهِ وَ عَنِ الصَّلٰوةِ فَهَلْ اَنْتُمْ مُّنْتَهُوْنَ (۲) ۔ شیطان تو یہی چاہتا ہے کہ شراب و جوئے کے ذریعہ تم میں بغض و عداوت پیدا کردے ، اور تم کو اللہ کے ذکر سے اور نماز سے روک دے ، اے مسلمانو ! کیا تم اب بھی باز نہ آؤ گے ۔

پھر آپ منبر پر تشریف لے گئے فرمایا مسلمانو ! شراب اور ایمان ایک ساتھ جمع نہیں ہو سکتے ، اور فرمایا اللہ اور اس کے رسول کی لعنت ہو شراب بنانے والے پر اور شراب پینے والے پر ، شراب کے خریدنے اور بیچنے والے پر (۳) ۔

پھر ارشاد فرمایا جس کسی کے پاس شراب ہو اس کو ضائع کردے ، بس اتنا فرمانا تھا ، حضرت عبداللہ بن عمرؓ فرماتے ہیں کہ جب اللہ کے

---

(۱) ۔[پ ۷ ۔ سورۃ المائدہ ۔ آیت ۹۰] ۔ (۲) ۔[پ ۷ ۔ سورۃ المائدہ ۔ آیت ۹۱] ۔ (۳) ۔[لعنت الخمر و شاربها و ساقيها و بائعها و مبتاعها و حاملها و المحمولة اليه.....الخ رواه الامام أحمد]

رسول کے منادی نے مدینہ کی گلیوں میں آواز لگائی کہ شراب حرام کردی گئی ، جس کے ہاتھ میں شراب کے جام و سبو تھے اس کو وہیں توڑ دیا ، اور جس کے پاس شراب کے ذخیرے تھے اسی وقت بہا دیئے ۔

مورخین لکھتے ہیں مدینہ میں اس دن شراب اس طرح بہہ رہی تھی کہ جیسے بارش کا پانی بہتا ہے ، اس دن اتنی شراب مدینہ کی سرزمین میں بہائی گئی کہ عرصہ دراز تک مدینہ میں جب بھی بارش ہوتی تو شراب کی بدبو اور رنگ مٹی میں نظر آتا تھا ۔

جس وقت اللہ کے رسول کا یہ حکم ہوا کہ شراب اسلام میں حرام کردی گئی ، اس زمانہ میں ایک صحابی شراب کی تجارت کیا کرتے تھے وہ اپنا سارا مال ومتاع ، سارا سرمایہ لے کر ملک شام شراب خریدنے گئے ہوئے تھے جب شراب خرید کر مدینہ میں داخل ہوئے معلوم ہوا کہ شراب حرام کردی گئی ہے ، اپنے پورے مال کو وہیں چھوڑ کر دربارِ نبوی میں حاضر ہوئے ، عرض کیا اب اس مال کے متعلق کیا حکم ہے ؟ آپؐ نے فرمایا سب مشکیزوں کو چاک کر کے شراب زمین پر بہا دو ۔

ذرا تصور کیجئے ! ان صحابی رسول پر کیا گذری ہوگی ،جنھوں نے اپنی پوری زندگی کا سرمایہ لگا کر یہ مال خریدا جس مال سے بہت زیادہ نفع کی امید وابستہ تھی اسی مال کو زمین پر بہانے کا حکم ہو رہا ہے ، ہم ہوتے تو گنجائش نکالنے کیلئے دسیوں مفتیوں کے پاس سے فتوے طلب کرتے ، لیکن وہ اللہ

کے برگزیدہ نبی ، نبی آخرالزماں کے غلام تھے ، جن کے پیش نظر دنیا یا دنیاکے مال و زر نہیں بلکہ آخرت کی سربلندی و کامیابی پیش نظر ہوتی تھی ۔

وہ صحابی رسول تشریف لے گئے شراب کے پورے مشکیزوں کوچاک کر کے زمین پر بہادیا ، اللہ اور اس کے مقدس رسول ﷺ کے حکم پر جانثاری یہی تو وہ جذبہ و عمل تھا جس کی بنیاد پر قرآن ان صحابہ کرامؓ کے سلسلہ میں یہ کہنے پر مجبور ہے ، رَضِیَ اللّٰہُ عَنْھُمْ وَ رَضُوْا عَنْہُ (۱) ، اللہ ان سے راضی ہوا اور وہ اللہ سے راضی ہوگئے ۔

مسلمانو! یہ سب سبق ہے ہم سب مسلمانوں کیلئے اپنے اندر پیدا کریں ،اللہ اوراس کے رسول کے ایک ایک حکم پر والہانہ و جانثارانہ عمل کر کے دکھلائیں ، اللہ ہمیں اس بات کی توفیق دے ۔

(آمین یارب العالمین)

و آخِرُ دَعْوَانَا اَنِ الْحَمْدُ لِلّٰہِ رَبِّ الْعَالَمِیْنَ

❁❁❁

---

(۱)۔[سورۃ المائدہ : پ ۷۔ آیت ۱۱۹]

حسبِ ذوق اپنی اپنی پسند
(تین پسندیدہ چیزیں)

اَلْحَمْدُ لِلّٰہِ وَ کَفٰی وَ سَلَامٌ عَلٰی عِبَادِہِ الَّذِیْنَ اصْطَفٰی۔
اَمابعد: قال اللہ تبارک وتعالیٰ فی کتابہ المجید والفرقان الحمید ،
فَاَعوذ باللہ من الشیطان الرجیم بسم اللہ الرحمٰن الرحیم .

﴿ یٰاَیُّھَا الَّذِیْنَ آمَنُوْا اتَّقُوْا اللّٰہَ وَ کُوْنُوْا مَعَ الصَّادِقِیْنَ ﴾ (۱)

صدق اللہ العظیم

حاضرین کرام ! اس وقت میں نے جس آیت کریمہ کی تلاوت کی ہے یہ سورۃ التوبہ کی ایک آیت کریمہ ہے اس آیت میں اللہ سبحانہٗ وتقدس ارشاد فرما رہے ہیں ۔

"اے ایمان والو ! اللہ سے ڈرو اور سچے لوگوں کے ساتھ شامل ہوجاؤ"

اس آیت کریمہ کے ضمن میں حضرات مفسرین کرام تحریر فرماتے ہیں کہ اس آیت میں اللہ سبحانہٗ وتعالیٰ نے تقویٰ اختیار کرنے کا حکم دیا ہے، اور تقویٰ ایسے ہی حاصل نہیں ہو جاتا بلکہ اس کیلئے ماحول اور صحبت کی ضرورت ہوتی ہے ، اس لئے آگے ارشاد فرمایا گیا وَ کُوْنُوْا مَعَ الصَّادِقِیْنَ اور سچے لوگوں میں شامل ہوجاؤ ، سچے لوگوں کی صحبت میں بیٹھ کر ان کی تعلیمات کو سنو ۔

---

(۱)۔[سورۃ التوبہ :پ۱۱ ۔آیت ۱۱۹/] .

روئے زمین کے تمام انسانوں میں سب سے اچھے اور سب سے سچے حضرات ، حضرات انبیاء علیہم السلام ہیں اور ان کے بعد حضرات صحابہ کرام رضوان اللہ علیہم اجمعین ہیں ۔

ان کو اپنا محبوب بنالو ان کی پسندیدہ باتوں پر عمل کرو تو تمہارے اندر تقویٰ وطہارت پیدا ہوگا ، حدیث شریف میں آتا ہے کہ ایک مرتبہ رسول اکرم فداہ أبی وأمی علیہ الصلوٰۃ والسلام مسجد نبوی کے صحن میں تشریف فرما تھے ، آپؐ کے جلو میں سیدنا ابوبکر صدیقؓ ، عمر فاروقؓ ، عثمانؓ باحیا ، علیؓ باصفا ، اور دیگر صحابہ کرام رضوان اللہ علیہم اجمعین تشریف فرما تھے ، کہ اچانک آپؐ نے ایک خاموش نظر خلفاء اربعہ پر ڈالی اور فرمایا ۔

اے میرے صحابہ ! مجھے تمہاری دنیا کی چیزوں میں سے تین چیزیں نہایت محبوب و پسندیدہ ہیں، حضرات صحابہ کرامؓ سننے کے لئے بیتاب ہوگئے ، کہ رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی پسندیدہ تین چیزیں کیا ہیں ۔

ارشاد فرمایا : رسول اکرم ﷺ نے الطِّیْبُ وَ الْمَرْأَۃُ ، وَ جُعِلَتْ قُرَّۃُ عَیْنِیْ فِی الصَّلٰوۃِ (۱) مجھے خوشبو نہایت پسند ہے، رسول اکرم ﷺ عطر و خوشبو بے حد استعمال فرماتے تھے ، حالانکہ قدرتِ خداوندی نے آپ کے جسم مبارک میں فطری طور پر ایک خاص قسم کی خوشبو رکھی تھی ،

---

(۱)۔[عن انسؓ قال: قَالَ رَسُوْلُ اللّٰہِ ﷺ حُبِّبَ اِلَیَّ مِنَ الدُّنْیَا النِّسَاءُ وَ الطِّیْبُ وَ جُعِلَ قُرَّۃُ عَیْنِیْ فِی الصَّلٰوۃِ ۔ وفی روایۃ ۔ عَنْ اَنَسٍؓ قَالَ : قَالَ رَسُوْلُ اللّٰہِ ﷺ حُبِّبَ اِلَیَّ النِّسَاءُ وَ الطِّیْبُ وَ جُعِلَتْ قُرَّۃُ عَیْنِیْ فِی الصَّلٰوۃِ ۔رواہ النسائی ۔ کتاب عشرۃ النساء ، باب حب النساء ۔رقم الحدیث :۳۳۹۱۔۳۳۹۲]

یہاں تک کہ حضرات صحابہ کرامؓ فرماتے ہیں ، جس راستہ سے محبوب دو جہاں ﷺ گذرتے وہ راستہ مہک اٹھتا تھا ، لوگ خوشبو سونگھ کر پتہ لگا لیتے تھے ،کہ ابھی اس راہ سے نبی آخر الزماں کا گذر ہوا ہے ،آپ علیہ السلام نے ارشاد فرمایا تین چیزیں جب تمہیں دی جائیں تو انکار نہ کرنا ۔

(۱)۔ جب تمہیں کوئی تکیہ دے کہ پیٹھ کے پیچھے لگالو تو تکیہ واپس نہ کرنا (۲)۔ جب دودھ پیش کیا جائے تو انکار نہ کرنا (۳)۔ جب کوئی عطر پیش کرے تو انکار نہ کرنا (۱)۔

پہلی چیز فرمایا مجھے عطر و خوشبو بے حد پسند ہے ، دوسری چیز نیک بیوی ، نیک رفیقۂ حیات مجھے بہت پسند ہے جس کا دل وفا کی عظمتوں سے سرشار ہو ، جس کی پیشانی اللہ کے حضور سجدوں سے آباد ہو ، جو اپنے شوہر کی عزت کی محافظ ہو ، ایک حدیث میں ارشاد فرمایا : اِنَّ الدُّنْیَا کُلُّھَا مَتَاعٌ وَ خَیْرُ مَتَاعِ الدُّنْیَا الْمَرْأَۃُ الصَالِحَۃُ(۲) دنیا کی تمام چیزیں سامان ہیں ، دنیا کی تمام چیزوں میں سب سے بہترین چیز نیک عورت ہے ، تیسری چیز یہ فرمایا کہ میری آنکھوں کی ٹھنڈک نماز میں ہے ۔

مجمع میں سے حضرت ابوبکر صدیقؓ کھڑے ہوئے عرض کیا صَدَقْتَ یَا رَسُوْلَ اللّٰہِ آپ نے بالکل سچ فرمایا : اے اللہ کے رسول ﷺ !

---

(۱) [عن بن عمرؓ قال: قال رسول اللہ ﷺ ثَلاثٌ لَا تُرَدُّ اَلْوَسَائِدُ وَالدُّھْنُ وَاللَّبَنُ ۔ رواہ الترمذی برقم: ۲۷۹۰۔ج۵،ص۱۰۸)(۲)[عن عبد اللہ بن عمرو بن العاصؓ اَن رسول اللہ ﷺ قال : انَّ الدُّنْیَا کُلُّھَا مَتَاعٌ وَخَیْرُ مَتَاعِ الدُّنْیَا الْمَرْأَۃُ الصَالِحَۃُ رواہ النسائی ،باب المرأۃ الصالحۃ ،رقم الحدیث :۳۲۳۴]

مجھے بھی روئے زمین کی تین چیزیں نہایت محبوب و پسندیدہ ہیں، سیدنا عمر فاروقؓ ارشاد فرماتے ہیں جونہی ابوبکر صدیقؓ اپنی پسندیدہ چیزیں بیان کرنے کے لئے کھڑے ہوئے ، میں بھی اپنے دل و دماغ میں اپنی پسندیدہ تین چیزیں تلاش کرنے لگا ، اس خیال سے کہ میری پسند اتنی اعلیٰ وارفع ہو کہ حضور اکرمؐ کے بعد میری پسند کا کوئی مقابلہ نہ کرسکے لیکن جوں ہی زبانِ صدیق سے پہلا جملہ نکلا ، بے ساختہ مجھے اور تمام صحابہؓ کو ماننا پڑا کہ پیغمبر کے بعد ابوبکر صدیق کا مقابلہ ہر کس وناکس کی بات نہیں۔

حضرت ابوبکر نے ارشاد فرمایا مجھے بھی تین چیزیں پسند ہیں (۱)۔ اَلنَّظْرُ اِلٰی وَجْھِکَ مجھے دنیا کی تمام چیزوں میں سب سے زیادہ پسندیدہ چیز آپ کے رخ انور کی طرف دیکھتے رہنا ہے ۔

سبحان اللہ ! کیا شان ہے حضرت ابوبکر کی ، رب کریم نے حضرت ابوبکر صدیق کے اس محبت بھرے جملہ کو قیامت تک کے لئے ایسے قبول فرمایا کہ علامہ ابن حجرؒ فرماتے ہیں کہ روضۂ اقدس میں حضور پرنور ﷺ آرام فرما ہیں ، آپ علیہ السلام کا رخ قبلہ کی طرف ہے اور آپ کے بغل میں حضرت ابوبکرؓ مدفون ہیں ان کا چہرہ حضور اکرم ﷺ کی جانب ہے ۔

ارشاد فرمایا : (۲)۔ وَ اِنْفَاقُ مَالِیْ عَلٰی اَمْرِکَ آپ کے ادنی اشارہ پر اپنا سارا مال و منال خرچ کردینا مجھے بہت پسند ہے ۔ (۳)۔ وَ اَنْ یَکُوْنَ بِنْتِیْ فِیْ بَیْتِکَ میری تیسری پسند یہ ہے کہ میری بیٹی کا شانۂ

نبوت میں

عندلیبِ خوشنوا بن کر چہکتی رہے ، لوگ آپ ﷺ کو میرا داماد کہیں اور مجھے آپ کا خسر کہیں ۔

اب حضرت فاروق اعظمؓ کھڑے ہوئے فرمایا صَدَقْتَ یَا اَبَا بَکْرٍ اے ابوبکر تم نے بالکل سچ فرمایا :

مجھے بھی تین چیزیں پسند ہیں ۔

الاَمْرُ بِالْمَعْرُوْفِ نیکیوں کا پھیلانا وَ النَّھْیُ عَنِ الْمُنْکَرِ برائیوں کو ختم کرنا وَ الثَّوْبُ الْخَلْقُ پھٹا پرانا لباس پیوند لگے ہوئے لباس پہننا مجھے پسند ہے ۔

حضرت عثمان ذی النورینؓ کھڑے ہوئے فَقَالَ صَدَقْتَ یَا عُمَرُ اُے عمر تم نے سچ کہا : مجھے بھی دنیا میں تین چیزیں پسند ہیں ، اِطْعَامُ الْجِیْعَانِ بھوکوں کو کھانا کھلانا ، وَ کِسْوَۃُ الْعُرْیَانِ ننگوں کو کپڑا پہنانا ، وَ تِلَاوَۃُ الْقُرْآنِ اور قرآن کریم کی تلاوت کثرت سے کرتے رہنا مجھے بہت پسند ہے۔

فَقَامَ عَلِیٌّ حضرت علیؓ کھڑے ہوئے عرض کیا صَدَقْتَ یَا عُثْمَانُ ! اے عثمانؓ تم نے سچ کہا :

مجھے بھی تین چیزیں بہت پسند ہیں ۔

الخِدْمَۃُ لِلضَّیْفِ مہمانوں کی مہمان نوازی کرنا وَ الضَّرْبُ بِالسَّیْفِ

اللہ کے راستہ میں تلوار چلانا مجھے بہت پسند ہے وَ الصَّوْمُ فِیْ الصَّیْفِ ،

سخت گرمی میں روزہ رکھ کر اللہ کو راضی کرنا مجھے بہت پسند ہے ۔

فَبَیْنَمَاھُمْ اِذْ جَاءَ جِبْرَئِیْلُ : حضرت علیؓ ابھی بیٹھنے بھی نہ پائے تھے کہ عرش الٰہی سے جبرئیل امین تشریف لائے ، فرمایا : اے اللہ کے رسول ! فرش پر ہونے والی گفتگو کو پروردگار عالم نے سنا اور مجھے بھیجا ہے تا کہ میں اپنی پسند کی تین چیزیں بتلاؤں اگر میں تمہاری دنیا میں ہوتا تو مجھے بھی تین چیزیں پسند ہوتیں ۔

اِرْشَادُ الضَّالِّیْنَ راستہ بھولے ہوئے کو سیدھا راستہ بتانا ، وَ اِعَانَۃُ اَھْلِ الْعَیَالِ الْمُعْسِرِیْنَ ۔

غریبوں اور فاقہ مست لوگوں سے محبت رکھنا جو صرف اللہ سے مانگتے ہیں ، وَ مُوَانَسَۃُ الْغُرَبَاءِ الْقَانِطِیْنَ ، اور ایسے غریب لوگوں کی مدد کرنا جو تھوڑے پر قناعت کرتے ہیں ۔

اس کے بعد جبرئیل امین نے فرمایا ، تمہارے پروردگار کو بھی تین چیزیں پسند ہیں ، حضور اکرمؐ ہمہ تن متوجہ ہو گئے صحابہ کرامؓ بے تاب ہو گئے ، کہ آخر ہمارے معبود کو کیا پسند ہے ۔

ارشاد فرمایا : بَذْلُ الاِسْتِطَاعَۃِ جو جوان اپنی جوانی کو میرے راستہ میں میرے دین کے لئے خرچ کرے ، دین کے لئے جو اپنی قوتوں کو اور صلاحیتوں کو اور جوانی کے قیمتی لمحات کو قربان کر دے وہ مجھے بہت پسند ہے

وَ الصَّبْرُ عِنْدَ الْفَاقَةِ ، جب میں فقرو فاقہ اور غربت میں مبتلا کروں تو

صبر کرے ، وَ الْبُكَاءُ عِنْدَ النَّدَامَةِ جب گناہگار اپنے گناہ پر شرمندہ ہوکر روتا ہے یہ رونا گڑگڑانا مجھے بہت پسند ہے (۱)۔

بس دعا کیجئے رب کریم ان تمام اوصاف کو ہمارے اندر پیدا فرما دے اور اس پر عمل کرنے کی ہمیں توفیق عطا فرمائے ۔

(آمین یارب العالمین)

اَللّٰهُمَّ اَرِنَا الْحَقَّ حَقاً وَّ ارْزُقْنَا اِتِّبَاعَهٗ وَ اَرِنَا الْبَاطِلَ بَاطِلًا وَّ ارْزُقْنَا اِجْتِنَابَهٗ وَ صَلَّى اللّٰهُ تَعَالٰى عَلٰى خَيْرِ خَلْقِهٖ مُحَمَّدٍ وَّ آلِهٖ وَ اَصْحَابِهٖ اَجْمَعِيْنَ

و آخِرُ دَعْوَانَا اَنِ الْحَمْدُ لِلّٰهِ رَبِّ الْعَالَمِيْنَ

و ماعلینا الا البلاغ

❁ ❁ ❁

❁ ❁

❁

---

(۱)۔[المنبہات۔ للحافظ ابی الفضل احمد بن علی بن حجر العسقلانیؒ م ۸۵۳ھ]

سن ہجری کا گیارہواں مہینہ ''ذوالقعدۃ''

تعمیر کعبہ اور اعلانِ حج

اَلْحَمْدُ لِاَھْلِہٖ وَ الصَّلٰوۃُ وَ السَّلَامُ عَلٰی اَھْلِھَا ۔ امّا بعد :۔

فاَعوذ باللہ من الشیطان الرجیم بسم اللہ الرحمٰن الرحیم .

﴿ اِنَّ اَوَّلَ بَیْتٍ وُّضِعَ لِلنَّاسِ لَلَّذِیْ بِبَکَّۃَ مُبٰرَکًا وَّ ھُدًی لِّلْعٰلَمِیْنَ﴾(۱)

صدق اللہ العظیم

حضرات سامعین کرام ! روئے زمین کا پہلا گھر جو انسانوں کیلئے بنایا گیا وہ مکہ میں ہے وہ برکت والا ہے اور سارے جہان کے لوگوں کیلئے ہدایت کا ذریعہ ہے ۔

کعبۃ اللہ جس کو خانۂ کعبہ اور بیت اللہ کہا جاتا ہے یہ روئے زمین کا پہلا مقدس گھر ہے جس کی بنیاد توحید و وحدانیت پر رکھی گئی ۔

مؤرخین کرام تحریر فرماتے ہیں کہ جب اللہ رب العزت نے اس کائنات کو پیدا کرنے کا ارادہ کیا تو اس پوری دنیا میں صرف پانی ہی پانی تھا ، پھر اللہ نے حکم دیا کہ زمین وجود میں آئے ، جوں ہی اللہ کا حکم ہوا خانۂ کعبہ کی جگہ زمین ابھرنے لگی اور زمین کا سلسلہ پھیلتا چلا گیا ، جس جگہ زمین سب سے پہلے ظاہر ہوئی اسی جگہ ملائکۃ اللہ کو حکم ہوا کہ میری عبادت و بندگی کیلئے ایک گھر

(۱)۔[سورۃ آل عمران: پ ۴۔ آیت/ ۹۶]

بنایا جائے ، غرض فرشتوں نے کعبۃ اللہ کی بنیادیں رکھیں اور ان بنیادوں کے اوپر یاقوتِ مجوّف کا کعبہ رکھا ،اسی کو تلاوت شدہ آیت کریمہ میں فرمایا گیا ہے ،

اِنَّ اَوَّلَ بَیْتٍ وُّضِعَ لِلنَّاسِ لَلَّذِیْ بِبَکَّۃَ مُبٰرَکًا وَّ ھُدیً لِّلْعٰلَمِیْن

پھر جب اللہ رب العزت نے حضرت آدم علیہ الصلاۃ و السلام کو جنت سے زمین پر اتارا تو حضرت آدم علیہ السلام اس زمین پر گھبرانے لگے اور گھبرانے کی وجہ یہ تھی ،کہ جنت میں فرشتے اللہ کی حمد و تسبیح میں مشغول رہتے تھے زمین پر اللہ کی حمد و تسبیح کی آواز سنائی نہیں دے رہی تھی،حضرت آدمؑ نے دربار الٰہی میں دعا کی ، اے شہنشاہِ کائنات ، زمین پر تیری تعریف و توصیف کی آواز سنائی نہیں دیتی، اللہ سبحانہٗ وتعالی نے ارشاد فرمایا ، اے آدم یہ سب تیری خطا کی وجہ سے ہے ،بعد میں جب حضرت آدمؑ کی توبہ قبول ہوئی تو ارشاد ربانی ہوا کہ اب تم مکہ جاؤ اور میرے لئے ایک گھر بناؤ اور اس کا اس طرح طواف کرو جس طرح فرشتے عرش الٰہی کا طواف کرتے ہیں (۱)۔

مؤرخین لکھتے ہیں حکمِ الٰہی کے مطابق حضرت آدمؑ جب ہندوستان سے مکہ مکرمہ جانے لگے تو قدرتِ الٰہی نے زمین کی طنابیں کھینچ دیں زمین کو لپیٹ دیا گیا اور جہاں جہاں حضرت آدمؑ کا قدم مبارک پڑا وہاں اللہ کے حکم سے آبادی اور برکت رکھدی گئی ، اور جہاں قدم نہیں پڑا آج بھی وہ جنگل و بیابان کا حصہ ہیں (۲) حضرت آدمؑ جب مکہ مکرمہ پہونچے تو حضرت جبرئیل امین علیہ السلام نے حضرت آدمؑ کو ٹھیک وہ جگہ دکھائی جہاں پر

(۱)۔[اخبار مکہ جلد اول ص ۳۷ بحوالہ تاریخ کعبہ ص ۹۲]۔(۲)۔[اخبار مکہ جلد اول ص ۳۷ بحوالہ تاریخ کعبہ ص ۹۳]

فرشتوں نے کعبۃ اللہ کی بنیادیں رکھی تھیں ، پھر حضرت آدم علیہ السلام نے خانۂ کعبہ کی تعمیر کی ، تعمیر میں حضرت آدمؑ کا ساتھ فرشتوں نے دیا ۔

جب حضرت آدم علیہ السلام تعمیر کعبۃ اللہ سے فارغ ہوئے تو دربار الٰہی میں عرض کیا ،اے پروردگار عالم ہر کام کی مزدوری ہوا کرتی ہے میرے کام کی مزدوری کہاں ہے ؟ اللہ سبحانہٗ وتعالی نے دریافت فرمایا ، کیا مزدوری چاہتے ہو ؟ تو حضرت آدم علیہ السلام نے عرض کیا ،پروردگار عالم ! جو بھی بندہ اس گھر کے پاس آئے اس کے گناہ بخش دیجئیو (۱) اللہ رب العزت نے فرمایا میری عزت وجلال کی قسم جو بندہ محض اخلاص کے ساتھ میرے اس گھر کے پاس آئے گا میں اس کو ایسے پاک وصاف کردوں گا جیسے اس نے گناہ ہی نہ کیا ہو ، اسی کو حدیث شریف میں فرمایا گیا: مَنْ حَجَّ لِلّٰهِ فَلَمْ يَرْفُثْ وَ لَمْ يَفْسُقْ رَجَعَ كَيَوْمٍ وَلَدَتْهُ اُمُّه (۲) ۔

حضرت آدم علیہ السلام کی یہ تعمیر خانۂ کعبہ کی دوسری تعمیر تھی ، حضرت آدم علیہ السلام کی اس تعمیر کے بعد جب عمارت بوسیدہ ہوگئی تو حضرت آدم علیہ السلام کے فرزند اور اس وقت کے نبی حضرت شیث علیہ السلام نے خانۂ کعبہ کی تعمیر کی ، حضرت شیث علیہ السلام کا تعمیر کردہ خانۂ کعبہ حضرت نوح علیہ السلام کے دور تک قائم رہا ،جب قومِ نوح پر پروردگارِ عالم کا قہر و عتاب طوفان کی شکل میں آیا تو عرش الٰہی سے جبرئیل امین کو حکم ہوا حجرِ اسود کو جبل بوقبیس

---

(۱)[اخبار مکہ ج ۱ص ۴۳ ۔ بحوالہ تاریخ کعبہ تألیف محمد حسین اظہر ص ۹۵]۔(۲)[رواہ البخاری ۔کتاب الحج ۔باب فضل الحج المبرور رقم الحدیث : ۱۵۲۱۔ورواہ مسلم، وابن ماجۃ والترمذی بحوالہ الترغیب ،رقم الحدیث:۲ج ۲ص ۱۶۳]

جومکہ کا ایک پہاڑ ہے اس کے پاس امانت کے طور پر رکھدو (۱) ، اور خانۂ کعبہ ساتویں آسمان پر اٹھالو ۔(۱)۔

طوفانِ نوح کے بعد خانۂ کعبہ کی جگہ کوئی دوسرا خانۂ کعبہ حضرت ابراہیم علیہ السلام کے دور تک نہیں تعمیر کیا گیا ، بلکہ وہاں ایک سرخ ٹیلہ تھا، لوگ حج کے موسم میں اقطاع عالم سے آکر اس سرخ ٹیلہ کے گرد طواف و دعا کیا کرتے تھے(۲)۔

پھر جب حضرت ابراہیم علیہ السلام کو حکم ہوا کہ خانۂ کعبہ کی تعمیر کریں ، حضرت ابرہیم علیہ السلام نے سوال کیا ، یا اللہ خانۂ کعبہ کس جگہ تعمیر کروں ؟ حکم ہوا کہ ہم ایک ابر کا ٹکڑا بھیجتے ہیں وہ ابر کا ٹکڑا برابر چلتا رہا ، حضرت ابراہیمؑ برابر اس کے پیچھے چلتے رہے یہاں تک کہ حضرت آدم علیہ السلام کی بنیاد پر وہ ابر کا ٹکڑا کھڑا ہوگیا ۔(۳)۔

حضرت ابراہیم علیہ السلام نے بنیاد آدم پر خانۂ کعبہ کی چوتھی تعمیر شروع کی حضرت اسماعیلؑ پتھر اٹھا کر دیتے اور حضرت ابراہیمؑ تعمیر کرتے ، تعمیر میں مٹی اور گارے کا استعمال نہیں کیا گیا بلکہ پتھر پر پتھر رکھ کر جوڑ دیئے تھے ، یہاں تک کہ جب کعبۃ اللہ کی دیواریں بلند ہوگئیں تو حضرت ابراہیم نے اپنے لختِ جگر حضرت اسماعیلؑ سے فرمایا کہ کوئی پتھر لے آؤ تا کہ اس پر کھڑے

(۱)۔[اخبار مکہ ج ۱ ص ۵۰ بحوالہ تاریخ مکہ ص ۹۶] ۔(۲)۔[بروایت ابن عباسؓ طوفان نوح ہند اور سندھ میں نہیں آیا تھا۔ اخبار مکہ ج ۱ ص ۳۷]۔(۳)۔[اخبار مکہ ج ۱ ص ۶۰ ۔وتفسیر مظہری جلد اول ص ۲۲۴]

ہوکر دیوار کعبۃ کو اور بلند کیا جا سکے ، تو حضرت اسماعیلؑ ایک پتھر لے کر آئے اس پتھر پر اللہ کے خلیل حضرت ابراہیم علیہ السلام کھڑے ہوکر اللہ کے اس عظیم المرتبت گھر کی دیواروں کو نو نو ہاتھ بلند کیا ، اور قدرتِ خداوندی سے اس پتھر پر حضرت ابراہیم علیہ السلام کے قدم مبارک کے نشان پڑ گئے اسی پتھر کو قرآن حکیم نے مقام ابراہیم کے نام سے یاد کیا ہے(۱)۔

جب حضرت ابراہیم علیہ السلام کعبۃ اللہ کی تعمیر سے فارغ ہوئے تو اپنے فرزند رشید حضرت اسماعیلؑ سے فرمایا کہ کوئی اچھا سا پتھر لاؤ تا کہ اس پتھر کو خانۂ کعبہ میں اس جگہ لگا دوں جہاں سے طواف شروع کیا جائے ، حضرت اسماعیلؑ پتھر کی تلاش میں قریبی پہاڑ جبل بوقبیس جا پہنچے وہاں پر دیکھا کہ ایک خوبصورت پتھر جو دودھ کی طرح سفید اور چمکدار ہے اسے لے کر والد بزرگوار کی خدمت میں حاضر ہوئے ، درحقیقت یہ وہی مقدس و محترم پتھر تھا جس کا نام حجر اسود ہے ، جس کو اللہ نے جنت سے اتارا تھا اس پتھر کے سلسلہ میں رسول اکرم ﷺ نے ''یَمِیْنُ اللّٰہِ فِیْ الْاَرْضِ'' فرمایا ہے، یعنی یہ روئے زمین پر اللہ کا دایاں ہاتھ ہے ، حاجی جب اس کو بوسہ دیتا ہے اس کا مطلب یہ ہے کہ حاجی نے اللہ کے سیدھے ہاتھ کو بوسہ دیا ، اس پتھر کو حضرت جبرئیلؑ نے طوفان نوح کے وقت کعبۃ اللہ سے نکال کر بوقبیس پہاڑ کے پاس بطور امانت رکھ دیا تھا ، پھر حضرت ابرہیم علیہ السلام نے حجر اسود کو خانۂ کعبہ کے

---

(۱)۔[مقام ابراہیم ص ۳۰ بحوالہ تاریخ مکہ]

دائیں جانب رکھ دیا۔

حضرتِ ابراہیم و اسماعیل علیہما السلام نے خانۂ کعبہ کی تعمیر میں پانچ پہاڑوں کے پتھر استعمال کئے، حرا، ثبیر، لبنان، طور اور جبل الأحمر، خانۂ کعبہ کی یہ تعمیر ذی قعدہ کی ایک تاریخ سے شروع ہوکر ۲۵ ذی قعدہ کو ختم ہوئی(۱)۔

جب حضرت ابراہیمؑ و اسماعیلؑ کعبۃ اللہ کی تعمیر سے فارغ ہوئے تو اللہ کا حکم ہوا کہ اے ابراہیم! وَاَذِّنْ فِی النَّاسِ بِالْحَجِ(۲) لوگوں میں حج کا اعلان عام کر دو، حضرت ابراہیم خلیل اللہ نے عرض کیا: یا رَبِّ مَا یَبْلُغُ صَوْتِیْ اِلَی النَّاسِ جَمِیْعاً (۳)۔ اے میرے پروردگار بھلا میری آواز تمام انسانوں تک کیسے پہونچ سکتی ہے؟ اللہ کا حکم ہوا، اے ابراہیم آج ہماری قدرت ظاہرہ کا مشاہدہ کرلو، یا اِبْرَاهِیْمُ عَلَیْکَ الأَذَانُ وَ عَلَیْنَا الْبَلاغُ(۴)۔

اے ابراہیم حج کیلئے آواز دینا تیرا کام ہے اور اس آواز کو تمام انسانوں تک پہنچانا ہمارا کام ہے، پس کیا تھا حضرت خلیل مقامِ ابراہیم نامی پتھر پر کھڑے ہوگئے، اللہ کی قدرت سے وہ پتھر اتنا بلند اتنا بلند ہوا کہ روئے زمین کے تمام پہاڑوں سے اونچا ہوگیا پھر حضرت ابراہیم علیہ السلام نے اپنے دونوں کانوں میں انگلیاں داخل کیں اور بآواز بلند اعلان فرمایا۔

یا یُّهَا النَّاسُ اِنَّ رَبَّکُمْ قَدْ بَنٰی لَکُمْ بَیْتًا وَ کَتَبَ عَلَیْکُمُ الْحَجَّ

---

(۱)۔[ابی قلابہ کی روایت ہے کہ حضرت ابراہیمؑ نے پانچ پہاڑوں کا پتھر لیا اخبار مکہ ج ۱ ص ۶۳۔ و قرآنی قصص ومسائل]۔(۲)۔[سورۃ الحج پ ۱۷۔ آیت/۲۷]۔(۳)۔[تفسیر محمود الحسن ص/۲۴ بحوالہ تاریخ کعبہ تالیف محمد حسین اظہر ص ۱۰۲]۔(۴)۔[نفس المرجع السابق]

فَأَجِيْبُوْا رَبَّكُمْ (۱) اے لوگو! تمہارے پروردگار نے تمہارے لئے ایک گھر بنایا ہے اور اس گھر کا حج تم پر فرض کیا پس خدا کا حکم بجالاؤ۔

جوں ہی حضرت ابراہیم علیہ السلام نے اعلان کیا سارے بحر و بر دریا و پہاڑ نشیب و فراز کے ساتھ پوری زمین سکیڑ دی گئی اور ساری زمین گھوم گئی یہاں تک کہ آپ کی آواز کو روئے زمین کے ہر انسان و جنات نے سنا، جو ماں کے پیٹ اور باپ کی پیٹھ میں تھے انھوں نے بھی سنا، قیامت تک کے آنے والے تمام انسان جو عالم ارواح میں تھے انھوں نے بھی سنا، اور جن جن لوگوں نے ابراہیمؑ کی اس آواز پر لَبَّيْكَ اَللّٰهُمَّ لَبَّيْكَ کہا ان کی قسمت میں اس گھر کی زیارت نصیب ہوئی اور جتنی مرتبہ لَبَّيْكَ کہا اتنی ہی مرتبہ وہ حج بیت اللہ سے مشرف ہوگا(۲) اس کے بعد پھر حضرت ابراہیمؑ و اسماعیلؑ کو حضرت جبرئیل امین نے حج کے طریقے سکھلائے اور حج کرایا۔

بہت خوش قسمت اور خوش نصیب ہیں وہ لوگ جنہیں بیت اللہ کی زیارت نصیب ہو، دعا ہے کہ رب کریم ان تمام حجاج کرام کے حج کو قبول فرمائے اور ہمیں بھی اپنے گھر کی زیارت نصیب فرمائے۔

(آمین یارب العالمین)

وَ آخِرُ دَعْوَانَا اَنِ الحَمْدُ لِلّٰهِ رَبِّ الْعَالَمِيْنَ

---

(۱)۔[اخبار مکہ ج/۱ ص ۷۰ ۔ فتاویٰ عثمانی جلد ششم ص ۲ ۔ بحوالہ تاریخ کعبہ ، تالیف محمد حسین اظہر ص ۱۰۲] ۔(۲)۔[اخبار مکہ ج/ص ۷۰ ۔ اخبار مکہ ج ا/ص ۶۷۔ بحوالہ تاریخ کعبہ تالیف محمد حسین اظہر بانی حج میوزیم حیدرآباد (الھند) ص ۱۰۲۔۱۰۳]

اسلام کا آخری رکن حج بیت اللہ

اَلْحَمْدُ لِلّٰہِ نَحْمَدُہٗ وَ نَسْتَعِینُہٗ وَ نَسْتَغْفِرُہٗ وَ نُؤْمِنُ بِہٖ وَ نَتَوَکَّلُ عَلَیْہِ وَ نَعُوْذُ بِاللّٰہِ مِنْ شُرُوْرِ اَنْفُسِنَا وَ مِنْ سَیِّئَاتِ اَعْمَالِنَا مَنْ یَّھْدِہِ اللّٰہُ فَلَا مُضِلَّ لَہٗ وَ مَنْ یُّضْلِلْہُ فَلَا ھَادِیَ لَہٗ وَ نَشْھَدُ اَنْ لَا اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہُ وَ نَشْھَدُ اَنَّ مُحَمَّدًا عَبْدُہٗ وَ رَسُوْلُہٗ ، اَمابعد: قال اللہ تعالی فی کتابہ المجید والفرقان الحمید

فَاَعوذ باللہ من الشیطان الرجیم بسم اللہ الرحمٰن الرحیم .

﴿ اَلْحَجُّ اَشْھُرٌ مَّعْلُوْمَاتٌ ، فَمَنْ فَرَضَ فِیْھِنَّ الْحَجَّ فَلَا رَفَثَ وَ لَا فُسُوْقَ وَ لَا جِدَالَ فِی الْحَجِّ وَ مَا تَفْعَلُوْا مِنْ خَیْرٍ یَّعْلَمْہُ اللّٰہُ وَ تَزَوَّدُوْا فَاِنَّ خَیْرَ الزَّادِ التَّقْوٰی وَ اتَّقُوْنِ یٰٓاُولِی الْاَلْبَابِ ﴾ (۱) صدق اللہ مولانا العظیم

حاضرین کرام ! اس وقت میں نے جس آیت کریمہ کی تلاوت کی ہے یہ سورۃ البقرہ کی ایک آیت کریمہ ہے اس آیت میں اللہ سبحانہٗ و تعالی ارشاد فرمارہے ہیں ۔

" حج کے مہینے مشہور و معروف ہیں ، جو شخص ان مقررہ مہینوں میں حج کی نیت کرے اسے اس بات سے ہوشیار رہنا چاہئے کہ اس سے میاں بیوی والا تعلق ،اور کوئی بدکاری اور لڑائی جھگڑے کی بات سرزد نہ ہو ، اور جو بھی نیک کام تم کروگے وہ اللہ کے علم میں ہوگا ، سفر حج کیلئے زادِ راہ (سفر خرچ)

---

(۱)۔[سورۃ البقرہ : پ۲ ۔ آیت ۱۹۷]

ساتھ لے جاؤ ، یہ زادِراہ دوسروں سے مانگنے سے بچاتا ہے ، پس اے عقلمندو ! میری نافرمانی سے بچو ‘‘ ۔

سامعین کرام! ۸ھ میں مکۃ المکرّمہ فتح ہوگیا،لوگ فوج درفوج اسلام میں داخل ہونے لگےتوحیدِ ربانی اور رسالتِ نبوی کالوگ صدق دل سےاقرار کر چکے، ۹ھ میں حج کی فرضیت کا اعلان کردیا گیا ، حج کی فرضیت کے بعداب وقت آ گیا کہ حضورسرورکائنات فخرموجودات محمدعربی صلی اللہ علیہ وسلم حج کےفریضہ کو انجام دے سکیں تا کہ قیامت تک آنے والے انسانوں کومعلوم ہوجائے کہ اسلام کا آخری رکن حج بیت اللہ کس شان سےادا ہونا چاہئے ۔

یوں تو رسول اکرم ﷺ نے ہجرت سے پیشتر متعدد حج کئے ہیں ، روایتیں مختلف ہیں حدیث شریف کی مشہور و معروف کتاب جامع ترمذی میں جابر بن عبداللہ سے روایت ہے کہ اَنَّ النَّبِیَّ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَ سَلَّمَ حَجَّ ثَلَاثَ حِجَجٍ: حَجَّتَیْنِ قَبْلَ اَنْ یُھَاجَرَ وَ حَجَّۃً بَعْدَ مَا ھَاجَرَ وَ مَعَھَا عُمْرَۃً (۱) ۔

کہ رسول ختمی مرتبت علیہ الصلوۃ والتسلیم نے اپنی مبارک زندگی میں تین حج فرمائے ، دو حج تو ہجرت سے پہلے فرمایا اورایک حج ہجرت کے بعدفرمایا اس حج کے ساتھ عمرہ بھی ادا کیا ۔

---

(۱)۔[عن جابر بن عبداللہ : اَنَّ النَّبِیَّ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَ سَلَّمَ حَجَّ ثَلَاثَ حِجَجٍ: حَجَّتَیْنِ قَبْلَ اَنْ یُھَاجَرَ وَ حَجَّۃً بَعْدَ مَا ھَاجَرَ وَ مَعَھَا عُمْرَۃً رواہ الترمذی ،ابواب الحج، باب ما جاء کم حج النبی ﷺ ؟ رقم الحدیث:۸۱۵۔]

لیکن علامہ ابن اثیرؒ اپنی کتاب ''النِّھَایَۃُ فِی غَرِیبِ الحَدِیثِ وَ الْأَثَرِ'' میں پوری تحقیق سے فرماتے ہیں صحیح بات یہی ہے کہ رسولِ اکرم ﷺ ہجرت سے قبل ہر سال حج کیا کرتے تھے (۱) ۔

ہجرت کے بعد رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے حج کا ارادہ فرمایا تو مکہ ومدینہ کے تمام قرب و جوار کے شہروں اور گاؤں میں اطلاع کرائی کہ رحمت عالم نور مجسم اس سال حج کیلئے تشریف لے جانے والے ہیں ، یہ اطلاع جنگل کے آگ کی طرح پھیل گئی ، مشرق و مغرب شمال وجنوب سے محمد کے غلاموں اور پروانوں کا سیلاب امڈ پڑا ، جب سارے لوگ جمع ہوگئے تو آپ علیہ الصلوٰۃ والتسلیم ۲۵ ذیقعدہ ۱۰ھ بروز سنیچر کو اس عظیم الشان قافلہ کے ہمراہ مدینہ منورہ سے کوچ فرمایا ، عصر کی نماز مقام ذوالحلیفہ میں ادا فرمائی ، یہیں سے احرام باندھا اور بلند آواز سے تلبیہ پڑھا ۔

لَبَّیْکَ اَللّٰھُمَّ لَبَّیْکَ ، لَبَّیْکَ لَا شَرِیْکَ لَکَ لَبَّیْکَ اِنَّ الْحَمْدَ وَ النِّعْمَۃَ لَکَ وَ الْمُلْکَ لَا شَرِیْکَ لَکَ

اور مکۃ المکرّمہ روانہ ہوگئے ۔

۴ ر ذی الحجۃ کو مکۃ المکرّمہ میں داخل ہوئے ، ابھی بھی چاروں طرف سے مسلمان اپنے رسول کے ساتھ حج ادا کرنے کیلئے آرہے تھے ، آپ کی ازواج مطہرات اور سیدہ فاطمۃ الزہراءؓ آپ کے ہمراہ تھیں ۔

---

(۱)۔[و قال بن الأثیر فی النھایۃ : ''کَانَ یَحُجُّ کُلَّ سَنَۃٍ قَبْلَ اَنْ یُھَاجِرَ ''فتح الباری: رقم الحدیث: ۴۱۳۳ ۔ج ۸ ۔ص ۱۰۴۔ وحاشیۃ الطحطاوی علی مراقی الفلاح :ج ۱۔ص ۴۷۷]

محدثین کرام تحریر فرماتے ہیں کہ انسانوں کا ایک سمندر تھا جو پوری آب وتاب کے ساتھ ٹھاٹھیں مار رہا تھا۔

پھر آپ حرم کعبہ میں داخل ہوئے، کعبۃ اللہ کا طواف فرمایا، طوافِ کعبہ سے فارغ ہوکر صفاومروہ کے پہاڑوں پر تشریف لے گئے، سعی فرمایا، ان پہاڑوں کی بلندیوں پر خدائے واحد کی وحدانیت کا کلمہ بلند فرمایا:

لَا اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ وَحْدَهٗ لَا شَرِيْکَ لَهٗ ، لَهُ الْمُلْکُ وَ لَهُ الْحَمْدُ وَ هُوَ عَلٰى كُلِّ شَيْءٍ قَدِيْرٍ۔

عبادت و بندگی کا حق صرف خدائے واحد کو ہے، اس کا کوئی شریک وسہیم نہیں حمدوستائش کے سارے خزانے اسی کیلئے زیبا ہیں، وہ سب پر صاحب قدرت ہے۔

مکہ مکرمہ میں چار دن قیام فرمایا پھر آپ منی تشریف لے گئے پھر میدان عرفات تشریف لائے میدانِ عرفات تمام کا تمام انسانوں سے بھرا پڑا تھا، تل دھرنے کی جگہ نہیں تھی، سارا مجمع عبادتِ الٰہی میں مصروف تھا۔

رسول اکرم ﷺ نے پہاڑی پر چڑھ کر اپنی اونٹنی جس کا نام قصواء تھا اس پر سوار ہوگئے اور ایک تاریخی خطبہ دیا۔

حمدِ الٰہی و ثناءِ خداوندی کے بعد فرمایا۔ يٰاَيُّهَا النَّاسُ اِنِّی لَا اَرَانِیْ وَ اِيّاكُمْ نَجْتَمِعُ فِیْ هٰذا الْمَجْلِسِ اَبَداً (۱)

(۱)۔[فتح الباری و شرح المواهب۔زرقانی: ج ۸۔ص ۲۵۰، ۲۵۱، ۲۵۵]

اے لوگو ! میں خیال کرتا ہوں کہ میں اور تم پھر کبھی اس جگہ اکھٹے نہیں ہو سکیں گے یہ فرمانا تھا کہ سمجھنے والوں کے دل دہل گئے۔

پھر فرمایا : اِنَّ عِدَّةَ الشُّهُوْرِ عِنْدَ اللّٰهِ اثْنَا عَشَرَ شَهْراً فِيْ كِتٰبِ اللّٰهِ يَوْمَ خَلَقَ السَّمٰوٰتِ وَ الْاَرْضَ مِنْهَا اَرْبَعَةٌ حُرُمٌ (۱)۔

اے لوگو ! اللہ کے نزدیک بارہ مہینوں کا ایک سال ہوتا ہے ، یہ اس دن سے طے ہے جس دن آسمان و زمین وجود میں لائے گئے ، ان میں چار مہینے خاص طور پر قابل احترام ہیں تین تو مسلسل ہیں ، ذوالقعدہ ،ذوالحجہ، محرم اور چوتھا رجب المرجب ہے ۔ (۲)

اس کے بعد فرمایا مسلمانو ! بتلاؤ تو سہی یہ کون سا مہینہ ہے،صحابہ کرامؓ نے فرمایا، اَللّٰهُ وَرَسُوْلُهٗ اَعْلَمُ اللہ اور اس کے رسول زیادہ جانتے ہیں ۔

آپ ﷺ نے تھوڑی دیر کے بعد فرمایا : کیا یہ ذی الحجہ نہیں ہے؟ ہم نے کہا بے شک یہ ذی الحجہ ہے ، اس کے بعد فرمایا ، اَيُّ بَلَدٍ هٰذَا ؟ یہ کون سا شہر ہے صحابہ کرامؓ نے عرض کیا : اَللّٰهُ وَ رَسُوْلُهٗ اَعْلَمُ ، اللہ اور اس کے رسول زیادہ واقف ہیں ۔

آپ ﷺ نے فرمایا ، کیا یہ بلدہ نہیں ہے؟ (بلدہ مکہ کا پرانا نام ہے) پھر اس کے دوسرے دن منیٰ کے میدان میں ایک خطبہ دیا ۔

(۱)۔[سورۃ التوبۃ :پ ۱۰ ۔ آیت ۳۶] ۔(۲)۔[رواہ البخاری ، کتاب التفسیر ،باب ان عدۃ الشھور عند اللہ اثنا عشر شھرا ۔۔۔۔۔ رقم الحدیث :۴۶۶۲ ۔]

اوردریافت فرمایا: اَیُّ یَوْمٍ ھٰذَا ؟ یہ کون سا دن ہے ، صحابہ کرامؓ نے لاعلمی ظاہر کی اَللّٰہُ وَ رَسُوْلُہٗ اَعْلَمُ ، اللہ اور اس کے رسول زیادہ جانتے ہیں ۔

آپ ﷺ نے فرمایا: کیا یہ یَوْمُ النَّحْرِ نہیں ہے ؟ ہم نے عرض کیا بے شک آج یوم النحر ہے ۔

اس کے بعد فرمایا: فَاِنَّ دِمَاءَ کُمْ وَ اَمْوَالَکُمْ وَ اَعْرَاضَکُمْ عَلَیْکُمْ حَرَامٌ کَحُرْمَةِ یَوْمِکُمْ ھٰذَا فِیْ بَلَدِکُمْ ھٰذَا فِیْ شَھْرِکُمْ ھٰذَا (۱)

لوگو !تمہارا خون،تمہارامال،تمہاری عزت وآبرو ایک دوسرے پر ہمیشہ ہمیش کیلئے حرام ہے جیسا کہ آج کے مبارک اور مقدس دن میں خاص اس شہر مکہ اوراس مہینہ میں تم کسی کی جان لینا کسی کا مال یا کسی کی آبرولوٹنا حرام سمجھتے ہو۔

اس کے بعد فرمایا: اے لوگو ! عنقریب مرنے کے بعد تمہیں اللہ کے حضور حاضر ہونا ہے ، وہاں تمہارے اعمال کی جانچ پڑتال ہوگی ، دیکھو میں تمہیں باخبر کرتا ہوں ، اَلَا : کُلُّ شَیْءٍ مِنْ اَمْرِ الْجَاھِلِیَّةِ تَحْتَ قَدَمَیَّ مَوْضُوْعٌ (۲) ۔ جاہلیت کی ہر بات ، ہر جھگڑا میں اپنے قدموں سے روندتا ہوں، جو ہو چکا سو ہو چکا ۔

مسلمانو ! تم میرے بعد ایسے نہ ہو جانا کہ تم میں سے بعض بعض کی گردنیں

(۱)۔[رواہ البخاری، کتاب الحج،باب الخطبة ایام منی ، رقم الحدیث: ۱۷۳۹۔۱۷۴۲۔ وکذلک صحیح البخاری۔ رقم الحدیث:۵۲۳۰۔ج ۵،ص۲۱۱۰۔ وبرقم:۲۷۱۰۔ج ۶،ص۲۰۰۹] ۔ (۲)۔[صحیح مسلم : ۸۸۹/۲۔ابوداؤد، کتاب الحج، ج ۱۔ص ۲۶۔حیاۃ الصحابہ:۴۰۳/۳۔صحیح ابن حبان: ج ۹۔ص ۲۵۷]

مارنے لگیں ، پھر فرمایا : تَرَکْتُ فِیْکُمْ اَمْرَیْنِ لَنْ تَضِلُّوْا مَا تَمَسَّکْتُمْ بِھِمَا کِتَابُ اللّٰہِ وَ سُنَّتِی (۱)۔ میں تمہارے درمیان دو چیزیں چھوڑ کر جا رہا ہوں ایک کتاب اللہ دوسری میری سنت ، جب تک تم انھیں مضبوطی سے تھامے رہو گے تم کبھی گمراہ نہیں ہو سکتے ، گمراہ نہیں ہو سکتے ، گمراہ نہیں ہو سکتے۔

پھر ارشاد فرمایا : اے لوگو ! کیا میں نے تمہیں اللہ کا پیغام مکمل طور پر نہیں سنا دیا ؟ تمام صحابہ کرامؓ نے بیک وقت بیک زبان کہا ، نَشْھَدُ اَنَّکَ قَدْ بَلَّغْتَ الرِّسَالَۃَ وَ اَدَّیْتَ الْاَمَانَۃَ وَ نَصَحْتَ الْاُمَّۃَ (۲)۔

اے اللہ کے رسولؐ ! ہم گواہی دیتے ہیں کہ آپ نے وہ تمام احکامات ہم تک پہونچا دیئے ہیں جو آپ کو ملے تھے ، یہ الفاظ سن کر رسولِ اکرم ﷺ کا چہرہ مبارک کھل اٹھا ، شہادت کی انگلی آسمان کی جانب اٹھائی اور فرمایا : اَللّٰھُمَّ اِشْھَدْ اَللّٰھُمَّ اِشْھَدْ اَللّٰھُمَّ اِشْھَدْ اے باراِلٰہ تو گواہ رہنا ، پھر آپ صلی اللہ علیہ وسلم خطبہ سے فارغ ہوئے تو حضرت بلالؓ نے اذان دی ، ظہر و عصر دونوں نمازیں ایک ہی وقت میں ادا فرمائیں ، نماز سے فارغ ہوئے ہی تھے کہ آیت کریمہ نازل ہوئی۔

اَلْیَوْمَ اَکْمَلْتُ لَکُمْ دِیْنَکُمْ وَ اَتْمَمْتُ عَلَیْکُمْ نِعْمَتِیْ وَ رَضِیْتُ لَکُمُ الْاِسْلَامَ دِیْنًا (۳) ''آج میں نے تمہارے لئے تمہارے دین کو مکمل کر دیا

(۱)۔[عن مالک بن انس مرسلاً قال قال رسول اللہ ﷺ تَرَکْتُ فِیْکُمْ اَمْرَیْنِ لَنْ تَضِلُّوْا مَا تَمَسَّکْتُمْ بِھِمَا کِتَابُ اللّٰہِ وَ سُنَّتِیْ، رواہ مؤطا امام مالکؒ ج ۵ ص ۳۷۱]۔(۲)۔[رواہ البخاری ، کتاب الحج ، باب الخطبۃ ایام المنی، رقم الحدیث: ۱۷۳۹۔۱۷۴۱۔۱۷۴۲] (۳) [سورۃ المائدۃ : پ ۶ ۔ آیت ۳]

اور اپنی نعمت تم پر تمام کردی، اور ہمیشہ کیلئے دین اسلام کو تمہارے لئے پسند کیا''
پھر آپ ﷺ ۱۰ر ذی الحجہ کو منیٰ تشریف لائے ،۶۳ اونٹ خود ذبح فرمائے ، یہ اس بات کا اشارہ تھا کہ آپ کی عمر مبارک بھی ۶۳ سال ہی ہوگی اور ہر سال کے بدلہ ایک ایک اونٹ ذبح فرمایا اور باقی ۳۷ اونٹ ذبح کرنے کا حضرت علی مرتضیٰؓ کو حکم فرمایا ، حدیث شریف میں آتا ہے کہ جب آپ ﷺ اونٹ ذبح کرنے کیلئے تشریف لے گئے تو ہر اونٹ آپ کے پاس دوڑ کر آتا تھا ، گویا زبانِ حال سے یہ کہہ رہا ہو کہ اے اللہ کے رسول ﷺ مجھے پہلے ذبح فرمائیں آپ کے نورانی ہاتھوں سے ذبح ہونا میرے لئے سعادت کی بات ہے، قربانی سے فارغ ہوکر اپنے سر کے بال منڈوائے اور موئے مبارک صحابہ کرامؓ کے درمیان تقسیم فرمایا ، پھر ذی الحجہ کے اخیر میں مدینہ کی راہ لی ۔

بس دعا کیجئے کہ رب کریم ہم سب کو زیارتِ حرمین شریفین کی توفیق عطا فرمائے ۔ (آمین یارب العالمین)

رَبَّنَا تَقَبَّلْ مِنَّا اِنَّکَ اَنْتَ السَّمِیْعُ الْعَلِیْمُ ، وَ تُبْ عَلَیْنَا اِنَّکَ اَنْتَ التَّوَّابُ الرَّحِیْمُ وَ صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلٰی خَیْرِ خَلْقِہٖ سَیِّدِنَا مُحَمَّدٍ وَّ عَلٰی آلِہٖ وَ صَحْبِہٖ اَجْمَعِیْنَ بِرَحْمَتِکَ یَا اَرْحَمَ الرَّاحِمِیْنَ

﴿ و ما علینا الا البلاغ ﴾

❁❁❁

حج عظمتوں کا سفر

(مدینہ محبتوں کی آماجگاہ)

اَلْحَمْدُ لِلّٰہِ وَحْدَہٗ لَا شَرِیْکَ لَہٗ وَ الصَّلٰوۃُ وَالسَّلَامُ عَلٰی مُحَمَّدٍ لَا نَبِیَّ بَعدَہٗ ۔ امّا بعد :۔

فَاَعوذ باللہ من الشیطان الرجیم بسم اللہ الرحمٰن الرحیم .

﴿ اَلْحَجُّ اَشْهُرٌ مَّعْلُوْمَاتٌ ، فَمَنْ فَرَضَ فِيْهِنَّ الْحَجَّ فَلَا رَفَثَ وَ لَا فُسُوْقَ وَ لَا جِدَالَ فِي الْحَجِّ وَ مَا تَفْعَلُوْا مِنْ خَيْرٍ يَّعْلَمْهُ اللّٰهُ وَ تَزَوَّدُوْا فَاِنَّ خَيْرَ الزَّادِ التَّقْوٰى وَ اتَّقُوْنِ يٰۤاُولِي الْاَلْبَابِ ﴾ (۱) صدق اللہ العظیم

حاضرین کرام ! مذکورہ آیت شریفہ سورۃ البقرہ کی ہے ، اس آیت میں اللہ سبحانہٗ و تعالی یوں ارشاد فرما رہے ہیں ۔

”حج کے مہینے سبھی کو معلوم ہیں جو شخص ان مقررہ مہینوں میں حج کی نیت کرے اس کو اس بات سے ہوشیار رہنا چاہئے کہ اس سے میاں بیوی والا کوئی تعلق ، کوئی بدکاری ، کوئی لڑائی جھگڑے کی بات سرزد نہ ہو ، اور جو کام تم کروگے وہ اللہ کے علم میں ہوگا ، سفرِ حج کیلئے توشۂ سفر ساتھ لیجاؤ بے شک توشۂ سفر دوسروں کے آگے ہاتھ پھیلانے سے بچائے گا ، پس اے ہوشمندو میری نافرمانی سے بچو “ ۔

---

(۱)۔[سورۃ البقرہ : پ۲ ۔آیت ۱۹۷]

حج کے مسائل وفضائل آپ سنتے آرہے ہیں اور جو حضرات حرمین شریفین حاضری دینے والے ہیں ، وہ بھی سفر حج کے دوران مسائل سنیں گے، حقیقت تو یہ ہے کہ

محبت تجھ کو آدابِ محبت خود سکھادے گی

حج دین اسلام کا پانچواں رکن ہے ، اہل عرب زمانۂ جاہلیت میں بھی حج کا بڑا اہتمام کیا کرتے تھے ، اور جوں ہی ذی الحجہ کا مہینہ شروع ہوتا سارے لڑائی جھگڑے اور سارے کام چھوڑکر بیٹھ جاتے تھے ، اور سفر حج کی تیاری شروع کردیتے ، اسی وجہ سے اس مہینے کا نام ذوالحجہ ہوگیا ، یعنی سارے کام کاج چھوڑکر بیٹھنے والا مہینہ ۔

اللہ رب العزت نے اسلام میں جتنی عبادتیں رکھی ہیں ان تمام کا مقصد بندہ کے اندر اللہ کی محبت کو پیدا کرنا ہے ۔

ایک شخص ایمان لاتا ہے ،اور اللہ کے ایک ہونے کا اقرار کرتا ہے دنیا کی ساری چیزوں کو چھوڑکر اللہ سے جڑ جاتا ہے ، یہ ایمان لانے والے کا اللہ سے محبت کرنے کا اظہار ہے ۔

جب اللہ کی محبت بندہ کے دل میں سرایت کرگئی اب اسلام نے اس کا امتحان لیا، کہ اللہ کی محبت میں اپنی عزت وانانیت کو خاک میں ملادے تو بندہ نماز میں اپنی پیشانی اس خاکی زمین پر رکھ کر کہتا ہے کہ اے خالق و مالک ، میں ذلیل وخوار اور محتاج ہوں ، ساری کبریائی ساری بڑائی بس تجھی کو زیبا ہے ،گویا

اپنی عزت کو اللہ کی محبت کے آگے قربان کردیا ۔

اب اللہ نے اپنی محبت کا دوسرا امتحان یوں لیا کہ سال بھر میں ایک مہینہ کے روزے فرض کردیئے کہ بندہ کو اپنے کھانے پینے سے محبت ہے یا اپنے آقا و مولی سے ، بندۂ مؤمن اللہ کی محبت میں بھوکا رہ کر اللہ کی محبت کا اظہار کرتا ہے ۔

کہ اے الٰہ العالمین ! آپ کی محبت میں کھانا پینا تو کیا ساری دنیا ہم سے چھوڑنے کو کہا جائے تو بھی آپ کا حکم ہمارے سر آنکھوں پر ہوگا ، بندہ اس محبت کے امتحان میں بھی پاس ہوگیا ، اللہ نے زکوٰۃ کو فرض کرکے اس بات کا امتحان لیا کہ بندہ کے دل میں میری محبت رچی بسی ہے یا مال کی محبت رچی ہوئی ہے ، بندہ مؤمن اب اللہ کے راستے میں مال لٹاتا ہے ، زکوٰۃ وخیرات کرتا ہے گویا اللہ کے راستے میں مال کی بھی قربانی دے کر بندہ کہتا ہے اے میرے پالنہار ،جو جان مانگو تو جان حاضر، جو مال مانگو تو مال حاضر ہے بندہ اس عشق ومحبت کے امتحان میں بھی پاس ہوگیا ،اب بندہ کا قلب ودماغ اللہ کی محبت سے چور چور ہے عشق الٰہی سے بندہ سرشار ہے حکم ہوا اب تم اس لائق ہو کہ تم ہمارے مہمان بن سکتے ہو ، اب تم اس لائق ہو کہ میرے گھر کا دیدار کرو ، اب بندہ اللہ کے گھر کے دیدار کیلئے دیوانہ وار آگے بڑھتا ہے ، دیوانگی کا یہ عالم ہے کہ بغیر سلے ہوئے کپڑے پہن لئے ، نہ بدن پر زیب و زینت کا لباس ہے اور نہ بالوں میں کنگھی، زبان سے چیخ چیخ کر کہہ رہا ہے ۔

لَبَّیْکَ اَللّٰھُمَّ لَبَّیْکَ ، لَبَّیْکَ لَا شَرِیْکَ لَکَ لَبَّیْکَ ، اِنَّ الْحَمْدَ وَ النِّعْمَۃَ لَکَ وَ الْمُلْکَ لَا شَرِیْکَ لَکَ

میں حاضر ہوں ،یا اللہ میں حاضر ہوں ، میں حاضر ہوں ، تیرا کوئی شریک نہیں میں حاضر ہوں ،بیشک تمام تعریفیں اور نعمتیں تیرے لئے ہیں اور ملک بھی تیرا ہی ہے ،تیرا کوئی شریک نہیں ہے ۔

جب کعبۃ اللہ پر نظر پڑتی ہے تو دوڑتا ہے کبھی اپنے آقا کے گھر کا چکر لگاتا ہے کبھی حجر اسود کو بوسہ دیتا ہے ،کبھی ملتزم سے چمٹ جاتا ہے ، کبھی منی کو بھاگتا ہے کبھی عرفات کی طرف دوڑتا ہے،کبھی مزدلفہ میں اللہ کو پکارتا ہے ،گویا کہ اللہ کے عشق ومحبت میں اتنا غرق ہے ، اتنا مست ہے کہ اس کو کہیں چین و آرام نہیں ، یہ ہے درحقیقت اسلامی عبادت کا اصل مقصد ۔

اس لئے جو حضرات اس سال حرمین شریفین حاضری دے رہے ہیں ان کے لئے ضرورت ہے اس بات کی کہ اپنے اندر اللہ کی محبت اور عشق کامل پیدا کریں ، اور یہ حقیقت ہے کہ ہمارے پاس نہ وہ عشق و محبت ہے نہ وہ جذبہ و تڑپ ہے ، اس لئے کم ازکم جب کعبۃ اللہ پہونچیں تو ندامت کے آنسو اور گناہوں کا احساس ہمارے اندر ہو ۔

کعبۃ اللہ کے دروازے کو پکڑ کر کہئے ، اے میرے مولیٰ ! زندگی بھر میں نے آپ سے بغاوت کی ، نافرمانیوں پر نافرمانیاں کیں وہ تمام گناہ اور وہ ساری نافرمانیاں لے کر تیرے در پر حاضر ہوا ہوں مجھے پاک کردے ،

ایک فاحشہ اور بدکار عورت حضرت جنید بغدادیؒ کی خدمت میں حاضر ہوکر اپنے گناہوں سے توبہ کی ، تائب ہوکر حج کیلئے روانہ ہوئی ، جوں ہی اس عورت کی نظر خانہ کعبہ پر پڑی تو کہنے لگی ، میرے آقا اور مولی ، میں گندی اور ناپاک ہوں ، میں تو اس لائق نہیں تھی کہ تیرے در پر آؤں ، کہاں میں گندی و گنہگار اور کہاں تیرا یہ پاک و مقدس گھر ، یہ تیری بندہ پروری ہے ، اے میرے مولی ! کہیں میرے آنے سے تیرا گھر ناپاک نہ ہوجائے ، یہ کہا اور چیخ مار کر گر پڑی اور جان جان آفریں کے سپرد کردی ۔

ایک بزرگ خانۂ کعبہ کا طواف کررہے تھے جب بھی وہ لَبَّیْکَ کہتے آسمان سے صدا آتی لَا لَبَّیْکَ کہ تمہاری حاضری ہمیں قبول نہیں ، ایک نوجوان نے اس آسمانی آواز کو سنا تو کہنے لگا چچا جان ! جب آپ کی لبیک پر لا لبیک کی آواز آتی ہے تو آپ یہاں سے چلے کیوں نہیں جاتے ، وہ بزرگ بڑے دردناک لہجے میں فرمانے لگے ، اے نوجوان تو نے ایک مرتبہ لا لبیک کی آواز سنی تو تیرا دل ٹوٹ گیا ، میں ستر سال سے حج کررہا ہوں اور یہ آواز برابر سنتا آرہا ہوں ، اس در کے علاوہ کون سا در ہے جہاں میں چلا جاؤں یہ کہنا تھا کہ اب کے جو انہوں نے لبیک کہا ، تو آسمان سے جواب آیا لَبَّیْکَ یَا عَبْدِیْ اے میرے بندے تیری حاضری ہمیں قبول ہے ۔

اسی لئے عارفین لکھتے ہیں '' یک در گیر محکم گیر '' اللہ کے ایک در کو پکڑلو ، اور مضبوطی سے پکڑلو ۔

اس لئے آپ حضرات انتہائی عاجزی اور ندامت کے ساتھ لبیک کہئے کہیں ایسا نہ ہو کہ ہماری لبیک بھی رد ہو جائے ،اللہ ہم سب کی حفاظت فرمائے ۔

حضرات علمائے کرام لکھتے ہیں مکہ مکرمہ کے قیام کے دوران جتنا ہو سکے طواف کریں اس لئے کہ طواف وہ عظیم عبادت ہے کہ روئے زمین پر صرف کعبۃ اللہ کا ہوتا ہے ، اور مدینہ منورہ کے قیام کے دوران درود شریف کا زیادہ سے زیادہ ورد کریں ۔

حضور خاتم الأنبیاء علیہ السلام نے ارشاد فرمایا: مَنْ حَجَّ فَزَارَ قَبْرِیْ بَعْدَ مَوْتِیْ کَانَ کَمَنْ زَارَنِیْ فِیْ حَیَاتِی (۱) جس نے میرے پردہ فرمانے کے بعد میرے قبر کی زیارت کی گویا اس نے میری زندگی میں میری زیارت کی۔

آپ علیہ السلام نے ارشاد فرمایا مَنْ حَجَّ وَ لَمْ یَزُرْنِیْ فَقَدْ جَفَانِیْ (۲) ، جس نے حج کیا اور میری زیارت کو مدینہ حاضری نہیں دی اس نے میرے ساتھ بیوفائی کی ۔

اس لئے جو حضرات آپؐ کے روضۂ اطہر پر حاضری دینے والے ہیں ان کو چاہئے کہ سراپا احترام اور مجسم با ادب ہو کر حاضری دیں ، اس لئے کہ وہ مقام ادب ہے جہاں جبرئیل امین جیسا مقدس و محترم فرشتہ بھی ادب سے

---

(۱)۔[رواہ البیہقی فی شعب الایمان و الطبرانی فی الکبیر و الاوسط بحوالہ معارف الحدیث کتاب الحج رقم الحدیث :۲۱۹ ج ۴ ص ۴۵۸] ۔ (۲)۔[الدرر المنتشرة في الأحاديث المشتهرة ، الباب حرف المیم ج ۱ ص ۳۲۴ ۔ الدر المنثور في التاويل بالماثور، باب ۲۰۳۔ج ۱ ص ۴۷۳ ۔و رواہ الترمذی کذلک]

حاضر ہوتا تھا ، یہ وہ مقام ادب ہے جس کی گلیوں میں قرآن کریم کی آیات نازل ہوا کرتی تھیں ، یہ وہ مقدس شہر ہے جہاں سے اسلام کا جھنڈا بلند ہوا یہ وہ مقدس شہر ہے جس کے رہنے والوں کو انصار کے لقب سے نوازا گیا، روئے زمین کا یہ وہ مقدس شہر ہے جہاں خالق کائنات کا محبوب محو آرام ہے۔

جب اس مقدس شہر میں امام اعظم ابوحنیفہؒ آتے ہیں تو حضور کے ادب واحترام میں شہر مدینہ میں گیارہ روز تک استنجاء نہیں کرتے کہ کہیں ایسا نہ ہو جہاں ابوحنیفہ گندگی کرے، وہاں حضور محترم ﷺ کا قدم مبارک پڑا ہو ۔

جب حضرت حسین احمد مدنیؒ مدینہ کی گلیوں میں گذرتے ہیں تو گلی میں پڑے ہوئے تربوز کے چھلکے اٹھا کر پانی میں بھگو کر پانی پی لیتے ہیں کسی نے کہا ، کہ مدینہ کی گلی میں پڑے ہوئے تربوز کے چھلکے میں کیا رکھا ہے ؟ تو فرمایا تم تربوز کے چھلکے کی بات کرتے ہو ، ارے حسین احمد کا ایمان ہے کہ مدینہ کی مٹی میں بھی شفا ہے ۔

ذرا تصور کیجئے کیسی عقیدت ومحبت تھی، ایسی عقیدت و محبت اور ادب ہمارے اندر موجود نہیں ہے تو کم از کم اللہ کے رسول کی اور ان کے شہر کی بے ادبی تو ہم سے نہ ہو ، اس بات کا خاص خیال رکھئے علماء لکھتے ہیں ایک شخص نے مدینہ کا دہی کھایا اور دہی کھا کر حقارت سے کہنے لگا مدینہ کا دہی بھی کھٹا ہے ، اس شخص کو حضورؐ خواب میں تشریف لائے اور فرمایا ارے بدنصیب و بدبخت انسان تو میرے شہر کی چیزوں کو حقارت

سے دیکھتا ہے میرے اس شہر سے چلا جا ، صبح اٹھ کر علماء کے پاس گیا اور خواب سنایا اور کہا اب کیا کروں، علماء نے جواب دیا ، میدان احد میں آپ ﷺ کے چچا حضرت عباسؓ ہیں ان کی قبر پر جا کر دعا کرو ، شاید کوئی راستہ نکل آئے ، وہ شخص حضرت عباسؓ کی قبر اطہر پر گیا اور دعا کی، اس شخص پر غنودگی طاری ہوگئی ، دیکھا کہ حضرت عباسؓ تشریف فرما ہیں اور فرما رہے ہیں کہ اللہ کے رسول ﷺ نے تمہیں حکم دیا ہے کہ مدینہ سے نکل جاؤ، اگر تم ایمان کی سلامتی چاہتے ہو تو فوراً مدینہ چھوڑ دو، ورنہ ایمان سلب ہو جائیگا، چھین لیا جائیگا، وہ شخص ہڑبڑا کر اٹھا اور مدینہ سے نکل گیا ، مطلب صرف یہ ہے کہ مدینۃ المنورہ مدینۃ الرسول ہے اسکی حاضری انتہائی نازک ہے ، یاد رکھئے :

یہ بارگہ ناز رسول عربی ہے
پلکوں کا جھپکنا بھی یہاں بے ادبی ہے

حج بیت اللہ جو ایک دینی فریضہ اور ایک عظیم عبادت ہے اللہ ہم سب کو اس کے جملہ ارکان کی کماحقہ ادائیگی کی توفیق عطا فرمائے ، اور مقدس اور متبرک مقامات کے مشاہدے کی سعادت اور دیرینہ آرزوؤں کی تکمیل کا زریں موقع عنایت فرمائے ۔

(آمین یارب العالمین)

و آخِرُ دَعْوَانَا اَنِ الْحَمْدُ لِلّٰہِ رَبِّ الْعَالَمِیْنَ

❁ ❁ ❁

حضرت ابراہیمؑ کی ہر آزمائش

داستانِ عبرت

اَلْحَمْدُ لِلّٰہِ رَبِّ الْعَالَمِیْنَ وَ الصَّلٰوۃُ وَ السَّلَامُ عَلٰی سَیِّدِ الْمُرْسَلِیْنَ

اَمابعد : قال اللہ تبارک وتعالیٰ فی کتابہ المجید والفرقان الحمید ،

فَاَعوذ باللہ من الشیطان الرجیم بسم اللہ الرحمٰن الرحیم .

﴿ اِذْ قَالَ لِاَبِیْہِ وَ قَوْمِہٖ مَا ھٰذِہِ التَّمَاثِیْلُ الَّتِیْٓ اَنْتُمْ لَھَا عَاکِفُوْنَ، قَالُوْا وَجَدْنَآ اٰبَآءَ نَا لَھَا عٰبِدِیْنَ ، قَالَ لَقَدْ کُنْتُمْ اَنْتُمْ وَ اٰبَآؤُکُمْ فِیْ ضَلٰلٍ مُّبِیْنٍ ﴾ (۱) صدق اللہ العظیم

بزرگانِ محترم وبرادرانِ مکرم ! اس وقت میں نے سورۃ الأنبیاء کی تین آیتیں تلاوت کی ہیں ان آیاتِ کریمہ میں اللہ سبحانہ و تقدس یوں ارشاد فرماتے ہیں ۔

'' اس وقت کو یاد کرو جب حضرت ابراہیمؑ خلیل اللہ علیہ السلام نے اپنے باپ اور اپنی قوم سے یوں کہا کہ یہ کیسی مورتیاں ہیں جن پر تم لوگوں نے اڈہ بنا رکھا ہے ، ان لوگوں نے کہا ہم نے اپنے باپ دادا کو ان کی عبادت کرتے ہوئے پایا ، یہ سن کر حضرت ابراہیم علیہ السلام نے کہا کہ تم اور تمہارے باپ دادا کھلی گمراہی میں ہیں '' ۔

(۱)۔[سورۂ انبیاء : پ۱۷ ۔ آیت/ ۵۲۔۵۴]

حاضرینِ کرام ! حضرت ابراہیم علیہ الصلاۃ والسلام کی قوم بت پرست اور ستارہ پرست تھی ، حضرت ابراہیم علیہ السلام نے آفتاب و ماہتاب ستاروں اور سیاروں کے عروج و زوال سے یہ بتلا دیا کہ جس کے عروج میں زوال ہو ،جس کی بلندی میں پستی ہو ، وہ چیز خدا کیوں کر ہوسکتی ہے ، جب چاند سورج اور ستارے سیارے خود مجبور ہیں وہ کیوں کر خدا ہوسکتا ہے۔

اب آگے حضرت ابراہیم علیہ السلام اپنے والد اور اپنی قوم سے خطاب کرتے ہیں ۔

حضرت ابراہیمؑ نے اپنی قوم سے کہا ، اے عقل کے اندھو ! تم کتنے بیوقوف ہو کہ اپنے ہاتھوں سے بنائے ہوئے بتوں کو خدا سمجھتے ہو ، جو اتنے کمزور اور بے بس ہیں کہ اگر ان کی ناک پر مکھی بیٹھ جائے تو ان کو اڑا نہیں سکتے ، سامنے رکھی ہوئی پرشاد کھا نہیں سکتے ، ہاتھ بڑھا کر کوئی چیز اٹھا نہیں سکتے ، جن کے بظاہر ناک کان بھی ہیں ، ہاتھ پاؤں بھی ہیں دیگر اعضاء و جوارح بھی ہیں ، لیکن ہاتھی کے دانت کی طرح ہیں کہ دکھانے کے کچھ اور کھانے کے کچھ ، تم جیسے بے شعور و بے فہم ، دانش و بینش سے نابلد انسانوں نے ان کو اپنا مشکل کشا اور پروردگار و پالنہار سمجھ رکھا ہے۔

لیکن نصیحت و موعظت انہی لوگوں پر اثر کرتی ہے ، جن کے دل خوفِ خدا سے مانوس رہتے ہیں ، جن کے دل آخرت کی یاد میں مشغول رہتے ہیں ، لیکن جن لوگوں کے دل و دماغ میں شیطانیت بھری ہو روحانیت کے

بجائے غلاظت بھری ہو وہ کیسے ان باتوں کو سنتے ،حضرت ابراہیم خلیل اللہ علیہ السلام جوش و جلال میں بھر گئے،ان کافروں کی انجمن میں ، ان معبودانِ فرضی کے پرستاروں میں علی الاعلان کہا تَاللّٰہِ لَاَکِیْدَنَّ اَصْنَامَکُمْ(۱) خدائے قادروقہار کی قسم کھا کر کہتا ہوں کہ میں ان پتھروں کے خداؤں سے نمٹوں گا ، تم نے میری باتوں کو ٹھکرادیا،اب پریکٹیکل Practical ہوگا تمہیں بتاؤں گا کہ ان میں کتنی طاقت ہے ، قومی تہوار کا دن تھا میلے لگ رہے تھے نذرانے آرہے تھے سجدے ہورہے تھے،انسان کی جبینِ نیاز آوارگی کا شکار ہوکر مخلوق کے آگے جھک رہی تھی ، اللہ کے خلیل نے کہا میں ان سے نمٹ کر دکھاؤں گا ،آستانہ پرستوں نے کہا : ہم جو موجود ہیں کس کے اندر اتنی جرأت و مجال ہے کہ ہماری بادشاہت و چودھراہت میں ہمارے ہی معبودوں کو نقصان پہونچائے ، ہم اپنے خداؤں کی حفاظت کرنے والے ہیں ۔

ذرا ملاحظہ فرمایئے ، خداؤں کی حفاظت مخلوق کررہی ہے ، انسان بھی بڑی عجیب چیز ہے کہ ترقی کرے تو جبرئیل سے آگے چلا جائے اور پستیوں میں گر جائے تو گندی نالی کے گندے کیڑے سے بھی بدتر ہوجاتا ہے ۔

ساری قوم میلے میں چلی گئی ، حضرت ابراہیم علیہ السلام نے بیماری کے بہانہ نہیں گئے ، جب تمام لوگ چلے گئے تو یہ اللہ کا خلیل گھر سے تیار ہوکر نکلتا ہے ، ہاتھ میں کلہاڑا موجود ہے ، اللہ کے خلیل کے ہاتھ میں تسبیح

---

(۱)۔[سورۃ الأنبیاء : پ۔ ۱۷۔آیت ۵۷]

نہیں ہے بلکہ کلہاڑا ہے ،تسبیح بھی اچھی چیز ہے قلب کے جلا کیلئے ، قلب کی زندگی کیلئے اللہ اللہ کرنا چاہیے لیکن سارے کام تسبیح سے نہیں ہوا کرتے ۔

جب اللہ کا خلیل کلہاڑا لے کر بت خانہ کا دروازہ کھولتا ہے تو دیکھتا کیا ہے سارے بت سج دھج کر بیٹھے ہیں ، اِدھر سے چھوٹے بتوں کی قطار ہے ، اُدھر سے بھی چھوٹے بتوں کی قطار ہے ،درمیان میں یہ دونوں سلسلے ملتے ہیں تو بڑے بت تشریف فرما ہیں ، ان کے سامنے مٹھائیاں رکھی ہوئی تھیں ، حضرت ابراہیمؑ نے ان کی ناتوانی اوران کی بے زبانی پر طنز کرتے ہوئے کہا ، اَ لَا تَاْكُلُوْنَ قوم کی پرشاد کوتم کھاتے کیوں نہیں ہو ؟ بھلا پتھر کی مورتیاں بھی کھایا کرتی ہیں پھران پر غلاف اور چادر کو دیکھا رنگ برنگی جھنڈیوں کو دیکھا، تو انسانی ذوق کی پستی پر اور زیادہ افسوس کیا کہ انسان بھی کتنا عجیب ہے کہ دینے پر آجائے تو بتوں پر اور قبروں پر چادریں ڈال دیتا ہے اور سنگ دل ہو جائے تو یتیموں پر بھی رحم نہیں کرتا ، بیواؤں کے سر پر چادریں بھی نہیں ڈالتا ۔

قرآن عظیم کہتا ہے :فَرَاغَ عَلَيْهِمْ ضَرْبًا بِالْيَمِيْنِ (۱)حضرت ابراہیمؑ نے کاروائی کا آغاز فرمایا بڑی خوبصورتی کے ساتھ ایک ایک کا پوسٹ مارٹم کرتے ہوئے فَجَعَلَهُمْ جُذٰذًا (۲) سب کا بھرکس نکالدیا،سارے خداؤں کو تہس نہس کردیا ، سارے بتوں کو توڑ دیا اِلَّا كَبِيْرًا بڑے کو کچھ نہیں کیا بلکہ آلۂ قتل یعنی کلہاڑا اس بڑے کے گلے میں لٹکا دیا ، تا کہ جب قوم آئے اور

---

(۱)۔[سورۃ الصٰفٰت: پ :۲۳۔آیت :۹۳] ۔(۲)۔[سورۃ الأنبیاء : پ:۱۷۔آیت ۔۵۸]

اپنے ان خداؤں کا حال دیکھے تو کم از کم اس بڑے سے پوچھے کہ تیری موجودگی میں یہ سب دھماکے کون کر گیا، جب لوگ میلے سے واپس آئے ، بت خانے کا یہ حال دیکھا تو بہت برہم ہوئے ، تحقیق شروع کی کہ یہ کس نے کیا ہے؟ ایک دوسرے سے پوچھتے رہے ، آخر کچھ لوگوں نے کہا کہ یہ ابراہیم کی ہی حرکت ہوگی ،کیونکہ وہی ہمارے معبودوں کو برا بھلا کہتا رہتا ہے ۔

حضرت ابراہیم علیہ السلام بلائے گئے اور ان سے سوال کیا گیا،أَأَنْتَ فَعَلْتَ هٰذَابِاٰلِهَتِنَايَا اِبْرَاهِيْمُ!(۱) اے ابراہیم کیا تو نے ہمارے معبودوں کے ساتھ یہ کیا ہے ؟ ۔

حضرت ابراہیم علیہ السلام سے جس وقت یہ سوال ہو رہا تھا اس وقت قوم کا ایک مجمع کثیر موجود تھا اپنے زمانہ کے مشہور کاہن بھی موجود تھے ، مذہبی پیشوا اور سردارانِ قوم بھی موجود تھے سب کے کان حضرت ابراہیمؑ کے جواب کی طرف لگے ہوئے تھے ، حضرت ابراہیم نے سوچا ، آج تو سبھی موجود ہیں ان دیوی دیوتاؤں کو بے حیثیت اور بے وقعت ثابت کرنے کا اس سے بہتر کون سا موقع ہوسکتا ہے ، آج سبھی لوگ دیکھ لیں گے ، کہ ہمارے یہ مٹی اور پتھر کے معبود کتنے بے جان ، کتنے کمزور اور کتنے لاچار و بے بس ہیں ، حضرت ابراہیم نے کہا بَلْ فَعَلَهٗ كَبِيْرُهُمْ هٰذَا فَاسْئَلُوْهُمْ اِنْ كَانُوْا يَنْطِقُوْنَ (۲) ،یہ سب ان بتوں کے بڑے نے کیا ہوگا ، اگر یہ سب

---

(۱)۔[سورۃ الأنبیاء:پ:۱۷۔آیت:۶۲]۔(۲۔[سورۃ الأنبیاء:پ:۱۷۔آیت:۶۳]

بولتے ہوں تو انہیں سے پوچھ لو ، حضرت ابراہیمؑ کا وار نشانہ پر لگ چکا تھا وہ بتوں سے کیا پوچھتے بھلا بت بھی بولتے ؟، مذہبی پیشواؤں اور کاہنوں اور پجاریوں کا برا حال تھا جن بتوں کو وہ حاجت روا اور مشکل کشا سمجھتے تھے ، وہ اتنے بے حیثیت و بے وقعت ہیں کہ وہ اپنی حفاظت نہ کر پائے ، ساری قوم شرم وندامت سے عرق عرق ہوگئی ، آخر حق کی جیت ہوئی ، قوم یہ کہنے پر مجبور ہوگئی ، لَقَدْ عَلِمْتَ مَا هٰؤُلَاءِ يَنْطِقُوْنَ (۱) ، اے ابراہیم تم تو اچھی طرح سے جانتے ہو کہ یہ بولتے نہیں ۔

گویا بتوں کی عاجزی دیوی دیوتاؤں کی درماندگی کا اعتراف خود باطل نے کرلیا ، ابراہیم خلیل اللہ کی حجت قائم ہوچکی تھی ، اب وقت آ گیا تھا کہ اللہ کی ربوبیت اور قدرت وحاکمیت کا اظہار کرتے ہوئے قوم کو ایمان باللہ کی دعوت دی جائے چنانچہ ابراہیم خلیل اللہؑ کہتے ہیں ،خلیل کے وہ بول رب جلیل کو اتنے پسند آئے کہ قرآن میں اس بول کا تذکرہ یوں ہوتا ہے ، اَ فَتَعْبُدُوْنَ مِنْ دُوْنِ اللّٰهِ مَا لَا يَنْفَعُكُمْ شَيْئًا وَّ لَا يَضُرُّكُمْ اُفٍّ لَّكُمْ وَ لِمَا تَعْبُدُوْنَ مِنْ دُوْنِ اللّٰهِ اَ فَلَا تَعْقِلُوْنَ(۲) ، تم لوگ اللہ واحد کو چھوڑ کر ان چیزوں کی پوجا کیوں کرتے ہو ؟ جن کے ہاتھ میں نہ نفع ہے نہ نقصان ، تم پر بھی افسوس ہے اور تمہارے ان تراشے ہوئے بتوں پر بھی افسوس ہے۔

نمرود کو خبر ہوئی ، دربار میں باریابی کا حکم ہوا ، حضرت ابراہیمؑ جب دربار میں

---

(۱)۔[سورۃ الأنبیاء: پ:۱۷۔آیت:۶۵]۔(۲)۔[سورۃ الأنبیاء: پ:۱۷۔آیت:۶۶]

پہونچے تو نمرود نے کہا : کہ اے ابراہیم تم اپنے باپ داد کے دین کی کیوں مخالفت کرتے ہو ؟، حضرت ابراہیمؑ نے جواب دیا میں خدائے واحد کا پرستار ہوں ، ساری کائنات اور سارا نظامِ عالم اسی کے قبضۂ قدرت میں ہے ، نمرود فخر و غرور میں مبتلا حضرت ابراہیم سے کہنے لگا ، تیرے خدا میں کون سی ایسی قدرت ہے جو مجھ میں نہیں ، اللہ کے خلیل نے کہا میرا رب وہ ہے جس کے قبضہ و قدرت میں موت وحیات ہے ، وہی موت دیتا ہے وہی زندگی دیتا ہے ، موت وحیات کے مفہوم سے ناآشنا نمرود دو قیدیوں کو بلایا اور کہنے لگا موت وحیات تو میرے اختیار میں بھی ہے، ان دو قیدیوں میں سے جو بے قصور تھا اس کو قتل کر دیا ، جو مجرم تھا اس کو اس کے جان کی امان دے دی ، کہنے لگا دیکھو موت وحیات تو میرے اختیار میں بھی ہے ۔

حضرت ابراہیمؑ سمجھ گئے اس سے بات کرنا بیکار ہے یہ موت وحیات کا مطلب تک نہیں سمجھتا ، بے قصور کو مار ڈالنے، اور مجرم کو بخش دینے کو ، موت و حیات کا مالک ہونا اور موت وحیات عطا کرنا سمجھتا ہے ۔

تو حضرت ابراہیمؑ نے ایک دوسرا طریقہ اختیار فرمایا، اے نمرود ! اے بادشاہِ وقت ذرا سنبھل جا ، اب میں ایک ایسا سوال کرتا ہوں جس کا جواب اگر تو نوجنم بھی لے لے تو دے نہیں سکتا ، ذرا سن ، کان کھول کر سن ،

فَاِنَّ اللّٰهَ يَأتِیْ بِالشَّمْسِ مِنَ الْمَشْرِقِ فَأتِ بِهَا مِنَ الْمَغْرِبِ ، فَبُهِتَ الَّذِیْ كَفَرْ ، میرا پروردگار سورج کو مشرق سے نکالتا ہے ،اگر تجھے

اپنی خدائیت اور ربوبیت پر اتنا ہی ناز ہے تو ذرا اس سورج کو مغرب سے نکال کر دکھادے نمرود بغلیں جھانکنے لگا ، بھلا مخلوق خالق سے مقابلہ کرسکتا ہے فَبُهِتَ الَّذِیْ كَفَرَ(۱) ، نمرود ہکّا بکّا رہ گیا ۔

غرض حضرت ابراہیم خلیل اللہ علیہ السلام نے ہر موقع اور مرحلہ میں باطل کے سر پر کلہاڑا مارا ، اور باطل کو زچ پہنچائی ، جوانی سے لے کر عمر فانی تک اسی فکر میں رہے کہ باطل اپنے تمام حاشیہ نشینوں کے ساتھ ایسا غرق ہو کہ پھر سر ابھار نہ سکے ، اس کے لئے انتھک کوشش کی ، اتنی قربانیاں دیں کہ قرآن کریم حضرت ابراہیم کے بارے میں اِنَّ اِبْرَاهِیْمَ كَانَ اُمَّةً(۲) کہا كَانَ نَبِیًّا یا رَسُوْلاً نہیں کہا ، یعنی ابراہیم نے اللہ کی راہ میں اتنی کوششیں کی ہیں کہ اگر پوری امت بھی مل کر کرتی تو اتنی کوشش نہ کرتی ۔

حضرت ابراہیم کی یہی ایک خوبی نہیں بلکہ سینکڑوں خوبیاں ایسی ہیں جو یاد رکھنے کے قابل ہیں ، اس روئے زمین پر سب سے پہلے اَللّٰهُ اَكْبَر حضرت ابراہیم نے کہا ، سب سے پہلے جمعہ کا غسل حضرت ابراہیم نے فرمایا ، سب سے پہلے منبر پر خطبہ حضرت ابراہیم نے دیا ، سب سے پہلے کلی اور مسواک حضرت ابراہیم نے کیا ، سب سے پہلے ناخن حضرت ابراہیم نے کاٹے ، سب سے پہلے ناک میں پانی حضرت ابراہیم نے ڈالا ، سب سے پہلے مونچھوں کے بال حضرت ابراہیم علیہ السلام نے کاٹے ، اور سب سے

---

(۱)۔[سورۃ البقرۃ : پ۳۔آیت ۲۵۸] ۔(۲)۔[سورۃ النحل : پ۱۴۔آیت: ۱۲۰] ۔

پہلے زیرناف اور بغل کے بال حضرت ابراہیم ہی نے کاٹے ، اس روئے زمین پر حضرت ابراہیم وہ سب سے پہلے نبی ہیں جن کی داڑھی سفید ہوئی، سب سے پہلے مہندی کا خضاب حضرت ابراہیم علیہ السلام نے لگایا، سب سے پہلے پانی سے استنجاء حضرت ابراہیمؑ نے فرمایا ورنہ اس سے پہلے اینٹ کے ڈھیلوں سے طہارت حاصل کی جاتی تھی ، اس عالمِ رنگ وبو میں سب سے پہلی شخصیت حضرت ابراہیم علیہ السلام کی ہے جنہوں نے مہمان نوازی کی خدمت انجام دی ، سب سے پہلے حضرت ابراہیم نے اپنے ہاتھوں سے اپنا ختنہ کیا ، حضرت ابراہیمؑ ہی کی ذاتِ اقدس ہے جنھوں نے حضور اکرم شفیع اعظم ﷺ کے ذریعہ معراج میں امتِ محمدیہ کے لئے سلام کہلوایا ۔

لاکھوں سلام اور کروڑوں درود ہو اس اللہ کے خلیل ابراہیم علیہ السلام پر جن کی ہر آزمائش داستانِ عبرت ہے ۔

اب اللہ سے دعا کیجئے کہ خدائے کریم ہم سب کو حضرت ابراہیم خلیل اللہ جیسا پختہ ایمان عطا فرمائے ۔

آج بھی ہو جو ابراہیم سا ایماں پیدا
آگ کر سکتی ہے انداز گلستاں پیدا

وَ آخِرُ دَعْوَانَا اَنِ الحَمْدُ للّٰہِ رَبِّ الْعَالَمِیْنَ .

❁❁❁

سورۂ کہف اور اس کا پس منظر

اَلْحَمْدُ لِلّٰہِ رَبِّ الْعَالَمِیْنَ وَ الْعَاقِبَۃُ لِلْمُتَّقِیْنَ وَ الصَّلٰوۃُ وَ السَّلَامُ عَلٰی سَیِّدِ الْاَنْبِیَاءِ وَ الْمُرْسَلِیْنَ وَ عَلٰی اٰلِہٖ وَ اَصْحَابِہٖ الْکَامِلِیْنَ

اَمابعد : قال اللہ تبارک وتعالیٰ فی کتابہ المجید والفرقان الحمید ،

فَاَعوذ باللہ من الشیطان الرجیم بسم اللہ الرحمٰن الرحیم .

﴿ اِذْ آوَی الْفِتْیَۃُ اِلَی الْکَھْفِ فَقَالُوْا رَبَّنَآ اٰتِنَا مِنْ لَّدُنْکَ رَحْمَۃً وَّ ھَیِّیْٔ لَنَا مِنْ اَمْرِنَا رَشَدًا ﴾ (۱) صدق اللہ العظیم

حاضرین کرام ! اس وقت میں نے جس آیت کریمہ کی تلاوت کی ہے، یہ سورۃ الکہف کی ایک آیت کریمہ ہے اس آیت میں اللہ سبحانہٗ وتقدس ارشاد فرمارہے ہیں ۔

'' اے پیارے نبیؐ ، ان نوجوانوں کا ذکر کیجئے جنھوں نے غار میں پناہ لے کر یوں دعا کی ، کہ اے ہمارے پروردگار ہم پر اپنی رحمت نازل فرما اور ہمارے لئے بہتر رہنمائی فرما '' ۔

حضور سرورِ کائنات فخر موجودات علیہ الصلواۃ و التسلیم جب مشرکینِ مکہ کو قرآنِ کریم پڑھ پڑھ کر سناتے تو اہلِ مکہ قرآنِ کریم کی حلاوت وشیرینی اور فصاحت و بلاغت سے متاثر ہوکر آپ کے پاس جمع ہوجاتے تھے ، تاکہ قرآن کریم کو سن سکیں ، اِدھر ابوجہل ، نضر بن حارث و عقبہ ابن ابی معیط لوگوں کو

(۱) ۔ [سورۃ الکہف : پ ۱۵ ۔ آیت ۱۰] .

قرآن سننے سے روکنے کیلئے قدیم اور پرانے زمانے کے بادشاہوں اور دیوی دیوتاؤں کے قصے سنا کر اہلِ مکہ کو رسولِ اکرمؐ سے دور کرتے تھے ۔

ایک مرتبہ نضر بن حارث اور عقبہ ابن ابی معیط یہودی علماء کے پاس گئے ، یہودی علماء نے کہا کہ تم محمد بن عبداللہ سے ہمارے تین سوال کرو اگر وہ ان تین سوالوں کے جواب دیدیں تو سمجھ لینا کہ وہ نبی آخرالزماں ہے آسمانی وحی زمین پر اترنے لگی ہے ، اور اگر وہ ان تین سوالوں کے جواب نہ دے سکیں تو ظاہر ہے وہ نبی کذاب اور جھوٹا ہے۔

حضرات مفسرین فرماتے ہیں ، نضر بن حارث ، عقبہ ابن ابی معیط ، محرم الحرام کی ۱۵ ویں تاریخ کو خدمتِ نبوی میں پہونچے اور تین عجیب وغریب سوال کئے ۔

(۱)۔روح کیا چیز ہے (۲)۔وہ بادشاہ کون تھا جس نے پوری دنیا کو فتح کیا (۳)۔وہ چند نوجوان کون تھے جو غار میں چھپ گئے تھے ۔

رسولِ اکرمؐ نے ان تینوں سوالوں کو سن کر بڑی فراخدلی اور متانت سے فرمایا کہ ان کا جواب کل دونگا ، اِنْ شَاءَ اللّٰہُ کہنا بھول گئے ، دوسرا دن گذر گیا وحی نہیں آئی ، آپ نے تیسرے دن کا وعدہ کرلیا ، یہاں تک کہ چودہ دن گذر گئے وحی ندارد ، اُدھر مشرکینِ مکہ نے مذاق اڑانا شروع کردیا اِدھر نبی محترم نہایت مضطرب اور بیقرار ۔

حدیث شریف میں آتا ہے حضورِ اکرم ﷺ کی بیقراری و بے چینی کا یہ عالم

تھا کہ آپ نمناک آنکھوں سے آسمان کی طرف ایسے دیکھتے تھے جیسا پیاسا پانی کو دیکھتا ہے ۔

اِدھر ابوجہل نے آپ کا مذاق اڑانا شروع کردیا اِنَّ مُحَمَّدًا قَدْ وَدَّعَهٗ رَبُّهٗ(۱) ایسا لگتا ہے محمد کو اس کے رب نے بھی تنہا چھوڑ دیا ، ابوجہل کے یہ الفاظ جونہی آپ ﷺ نے سنا ،آپ کعبۃ اللہ تشریف لے گئے ،کعبۃ اللہ کے سیاہ پردے کو پکڑا اور فرمایا، پروردگارا ! تیرے محبوب کے راستہ میں کانٹے بچھائے گئے ، جسم پر کوڑا کرکٹ پھینکا گیا ، تیرے محبوب نے سب کچھ برداشت کیا ،الٰہی سارا زمانہ روٹھ جائے مجھے برداشت ہے لیکن تیرا روٹھنا تیرا ناراض ہوجانا مجھے برداشت نہیں ۔

نبی کی دعا میں وہ تڑپ اور وہ درد تھا ،کہ عرش الٰہی ہل گیا ،جبرئیل امین فوراً سورۂ والضحیٰ اور سورۃ الکہف لیکر نازل ہوئے ، سب سے پہلے پروردگارِ عالم نے اپنے محبوب کے مبارک آنسو پونچھے ، وَ الضُّحٰی ، وَ الَّیْلِ اِذَا سَجٰی ، مَا وَدَّعَکَ رَبُّکَ وَ مَا قَلٰی(۲)۔ مجھے ابھرتے ہوئے سورج کی جوانی کی قسم ، کالی رات کی سیاہی کی قسم ، میرے محبوب تیرے دشمن نے غلط کہا مَا وَدَّعَکَ رَبُّکَ وَ مَا قَلٰی ،میرے محبوب ساری دنیا کے تعلقات ٹوٹ سکتے ہیں ،ہم اپنے محبوب سے ناراض ہوجائیں ، ایسا کبھی ممکن نہیں ، ہاں وحی کا سلسلہ اس لئے بند اور منقطع ہوا کہ آپ نے اِنْ شَاءَ اللّٰہُ نہیں کہا ۔

(۱)۔[تفسیر الطبری: ج ۳۰ ص ۲۳۱ ۔تفسیر القرطبی: ج ۲۰ ص ۱۰۳ ۔البرھان فی علوم القرآن: ج ۱ ص ۴۷۳]۔
(۲)۔[سورۃ الضحیٰ: پ ۳۰ ۔آیت: ۱۔۳]

وَلَا تَقُوْلَنَّ لِشَایْءٍ اِنِّیْ فَاعِلٌ ذٰلِکَ غَدًا اِلَّا اَنْ یَّشَاءَ اللّٰہُ)
میرے محبوب ! جب بھی آپ وعدہ کریں تو یوں نہ کہئے کہ میں کل بتلاؤں گا بلکہ یوں کہئے اِلَّا اَنْ یَّشَآءَ اللّٰہُ ، ہاں اگر اللہ نے چاہا تو میں بتلاؤنگا۔
پھر فرمایا گیا وَ یَسْئَلُوْنَکَ عَنِ الرُّوْحِ(۱) ، یہ لوگ آپ سے روح کے متعلق سوال کرتے ہیں، قُلِ الرُّوْحُ مِنْ اَمْرِ رَبِّیْ (۲)،آپ فرمادیجئے روح میرے پروردگار کے حکم سے وجود میں آئی ہے نہ وہ خدا ہے نہ خدا جیسی چیز ہے بلکہ وہ ایک مخلوق ہے ۔
پھر فرمایا گیا وَ یَسْئَلُوْنَکَ عَنْ ذِیْ الْقَرْنَیْنِ(۳) ، اور وہ لوگ آپ سے اس بادشاہ کے بارے میں سوال کرتے ہیں جس نے پوری دنیا پر حکومت کی ، بتلادیجئے ،اِنَّا مَکَّنَّا لَہٗ فِی الْاَرْضِ وَ اٰتَیْنٰہُ مِنْ کُلِّ شَیءٍ سَبَبًا(۳)ہم نے ذوالقرنین کو زمین پر زبردست قوت وتمکنت عطا کی اور اس کو ہر طرح کے سازوسامان عطا کئے ، پھر فرمایا گیا لوگ آپ سے غاروالوں کے بارے میں پوچھتے ہیں ، نَحْنُ نَقُصُّ عَلَیْکَ نَبَاَھُمْ بِالْحَقِّ(۴)،اے نبی ! ہم آپ کو ان کا سچا واقعہ سناتے ہیں، اِنَّھُمْ فِتْیَۃٌ اٰمَنُوْا بِرَبِّھِمْ وَ زِدْنٰھُمْ ھُدًی(۴)۔
تاریخ و احادیث میں اس کی تفصیل یوں بیان فرمائی ،کہ حضرت عیسیٰؑ کے زمانہ میں ترکی کے مشہور شہر ''طرسوس'' میں جو شرک و بت پرستی کا

---

(۱)۔[سورۃ الکہف: پ۱۵ ۔آیت:۲۲۔۲۳]۔(۲)۔[سورۃ بنی اسرائیل: پ۱۵۔آیت:۸۵]
(۳)۔[سورۃ الکہف: پ۱۵ ۔آیت:۸۳۔۸۴]۔(۴)۔[سورۃ الکہف: پ۱۵ ۔آیت: ۱۳]

مرکز تھا جب عیسیٰ مسیح علیہ السلام کی دعوت پہنچی تو چند نوجوانوں نے ایمان قبول کرلیا ، وقت کے بادشاہ کو معلوم ہوا ، تو دربارِ شاہی میں طلب کئے گئے ، بادشاہ نے ان نوجوانوں کو بتوں کو سجدہ کرنے کا حکم دیا ،قرآن کہتا ہے وَّ رَبَطْنَا عَلٰی قُلُوْبِهِمْ اِذْ قَامُوْا فَقَالُوْا رَبُّنَا رَبُّ السمٰوٰتِ وَ الْاَرْضِ لَنْ نَّدْعُوَا مِنْ دُوْنِهٖ اِلٰهًا لَّقَدْ قُلْنَا اِذًا شَطَطًا (۱) ، ہم نے ان نوجوانوں کے قلوب کو مضبوط کردیا ، انھوں نے بادشاہِ وقت کی آنکھوں میں آنکھیں ڈال کر جذبۂ ایمانی کے ساتھ کہا رَبُّنَا رَبُّ السمٰوٰتِ وَ الْاَرْضِ ہمارا پروردگار اور پالنہار تو وہ ہے جو ہم سب کا رب اور آسمان و زمین کا رب ہے ، بادشاہ نے جان سے مارڈالنے کی دھمکی دی ، اور مہلت دی کہ سنبھل جاؤ ، یہ مٹھی بھر اہلِ ایمان بادشاہ کے ظلم سے بچنے کیلئے ایک پہاڑ کے غار میں جا چھپے اور دعا کی رَبَّنَآ اٰتِنَا مِنْ لَّدُنْكَ رَحْمَةً وَّ هَيِّئْ لَنَا مِنْ اَمْرِنَا رَشَدًا اے پرودگار ! ہم پر رحمت نازل فرما ایسے حالات میں تو ہماری رہبری فرما ، بس کیا تھا فَضَرَبْنَا عَلٰٓى اٰذَانِهِمْ فِي الْكَهْفِ سِنِيْنَ عَدَدًا ، ہم نے ان کے کانوں پر سالہا سال کی نیند مسلط کردی ۔ ہم نے گرمی سردی سے ایسے بچایا وَ تَرَى الشَّمْسَ اِذَا طَلَعَتْ تَّزٰوَرُ عَنْ كَهْفِهِمْ ذَاتَ الْيَمِيْنِ وَ اِذَا غَرَبَتْ تَّقْرِضُهُمْ ذَاتَ الشِّمَالِ ، سورج طلوع وغروب کے وقت اس غار پر اپنی کرنیں نہیں ڈالتا تھا وَّ نُقَلِّبُهُمْ ذَاتَ الْيَمِيْنِ وَ ذَاتَ

---

(۱)۔[سورۃ الکہف: پ۱۵ ۔آیت:۱۴]۔اس صفحہ میں متذکرہ بالا تمام آیتیں سورۃ الکہف کی ہیں]

الشِّمَالِ وَ كَلْبُهُمْ بَاسِطٌ ذِرَاعَيْهِ بِالْوَصِيْدِ(۱) ،ان کے جسموں کو سڑنے گلنے سے اس طرح بچایا کہ ہم ان کو دائیں بائیں کروٹ بدلتے رہے اور ان کا کتا دروازے پر پاؤں پھیلائے پڑا تھا۔

پھر ہم نے ان کو وقتِ مقررہ پر بیدار کردیا ، قَالَ قَآئِلٌ مِّنْهُمْ كَمْ لَبِثْتُمْ ، جب بیدار ہوئے تو ایک دوسرے سے پوچھنے لگے کہ ہم نے کتنی دیر آرام کیا ، ان میں بعض نے کہا قَالُوْا لَبِثْنَا يَوْمًا اَوْ بَعْضَ يَوْمٍ شاید ہم نے ایک دن یا اس سے کم آرام کیا ، پھر جب بالوں اور ناخون کو بڑھے ہوئے دیکھا تو کہنے لگے رَبُّكُمْ اَعْلَمُ بِمَا لَبِثْتُمْ (۲) ، ہمارا پروردگار ہی جانتا ہے کہ ہم نے کتنا وقت آرام کیا۔

انہیں کیا خبر قرآن کہتا ہے وَ لَبِثُوْا فِيْ كَهْفِهِمْ ثَلٰثَ مِائَةٍ سِنِيْنَ وَ ازْدَادُوْا تِسْعًا (۳) وہ تین سو نو برس تک سوتے رہے، پھر جب بھوک کا احساس ہوا تو ان میں سے ایک شخص کو روانہ کیا فَلْيَنْظُرْ اَيُّهَا اَزْكٰى طَعَامًا(۴) شہر سے حلال کھانا لے کر آنا ، جب یہ شخص شہر پہونچا تو دیکھا کہ سارا منظر بدل چکا ہے ، قصہ مختصر یہ کہ شہر والوں نے جب اس عجیب وغریب انسان کو دیکھا تو کہرام مچ گیا، اس وقت کے بادشاہ کو خبر ہوئی دربار شاہی میں طلبی ہوئی، بادشاہ نے حالات سنے ، شہر کے باشندے جو کفر و شرک میں مبتلا تھے اس واقعہ کو دیکھ کر ایمان لے آئے۔

---

(۱)۔[سورۃ الکہف: پ۱۵ ۔آیت: ۱۸]۔(۲)۔(۴)۔[سورۃ الکہف: پ۱۵ ۔آیت: ۱۹]۔
(۳)۔[سورۃ الکہف: پ۱۵ ۔آیت: ۲۵]۔

جب رسولِ اکرمؐ نے ان تین سوالوں کے جواب دے دیئے تو مشرکینِ مکہ اور یہودی علماء لاجواب رہ گئے ، اور انہیں یقینِ کامل ہوگیا کہ محمد بن عبداللہ نبی آخرالزماں ﷺ ہیں ، لیکن سوال کرنے کا مقصد صرف آپ کو پریشان کرنا تھا ، ہدایت تو بس اللہ کے قبضۂ قدرت میں ہے ۔

حدیث شریف میں سورۂ کہف تلاوت کرنے کی بڑی فضیلت آئی ہے ، ارشاد فرمایا رسولِ اکرم ﷺ نے کہ جو شخص جمعہ کے دن سورۂ کہف کی تلاوت کرے، اللہ سبحانہٗ و تقدس اس کے قدم سے لے کر آسمان کی بلندی تک نور کا ایک ایسا مینار قائم فرماتے ہیں جو قیامت کے دن کے اندھیرے میں روشنی دے گا اور اس کے ہفتہ بھر کی خطا معاف فرماتے ہیں اور وہ آٹھ روز تک ہر شرور و فتن اور فتنۂ دجال سے بھی محفوظ رہتا ہے (۱)۔

رب کریم ہم سب کو ہر جمعہ کے روز سورۂ کہف تلاوت کرنے کی توفیق بخشے (آمین) ۔ وَ مَا عَلَيْنَا اِلا الْبَلاغُ الْمُبِيْنُ

---

(۱)۔ [عَنْ عَلِی رضی الله عنه مَرفُوعاً : مَنْ قَرَأ سُوْرَةَ الْكَهْفِ يَومَ الْجُمْعَةِ فَهُوَ مَعْصُوْمٌ اِلٰى ثَمَانِيَةِ اَيَّامٍ مِنْ كُلِّ فِتْنَةٍ ، وَ اِنْ خَرَجَ الدَّجَّالُ عُصِمَ مِنْهُ ، التفسير لابن كثير عن المختارة للحافظ الضياء المقدسی ۳ / ۷۵]۔عَنْ اَبِی الدَّرْدَاءِ ، عَنِ النَّبِیِّ ﷺ قَالَ : " مَنْ حَفِظَ عَشْرَ آيَاتٍ مِنْ اَوَّلِ سُوْرَةِ الْكَهْفِ عُصِمَ مِنَ الدَّجَّالِ (رواه مسلم وابوداؤد والنسائی و الترمذی) قَالَ الاِمَامُ أحْمَدُ ، عَنْ اَبِی الدَّرْدَاءِ عَنِ النَّبِیِّ قَالَ : مَنْ قَرَأ الْعَشْرَ الأوَاخِرَ مِنْ سُوْرَةِ الْكَهْفِ عُصِمَ مِنْ فِتْنَةِ الدَّجَّالِ ، ورواه مسلم ايضاً والنسائی ، و فی لفظ النسائی : مَنْ قَرَأ عَشْرَ آيَاتٍ مِنَ الْكَهْفِ " فذكره ، حديث آخر : عن ثوبان، عن رسول الله ﷺ أنه قال : " مَنْ قَرَأ الْعَشْرَ الأوَاخِرَ مِنْ سُوْرَةِ الْكَهْفِ فَاِنَّهُ عِصْمَةٌ لَهُ مِنَ الدَّجَّالِ ، مختصر تفسیر ابن کثیر ، ج۲/ص ۴۰۷] ۔

اسلام میں عورت کا مقام

اَلْحَمْدُ لِلّٰہِ حَمْداً مُوَافِیًا لِنِعَمِہٖ مُکَافِیًا لِمَزِیْدِہٖ وَ الصَّلٰوۃُ وَ السَّلَامُ عَلٰی سَیِّدِنَا مُحَمَّدٍ النَّبِیِّ الْاُمِّیِّ وَ آلِہٖ وَ صَحْبِہٖ وَ بَعْدُ ۔ اَمابعد

فَاَعوذ باللہ من الشیطان الرجیم بسم اللہ الرحمٰن الرحیم .

﴿ وَ مِنْ اٰیٰتِہٖٓ اَنْ خَلَقَ لَکُمْ مِّنْ اَنْفُسِکُمْ اَزْوَاجًا لِتَسْکُنُوْٓا اِلَیْھَا وَ جَعَلَ بَیْنَکُمْ مَّوَدَّۃً وَّ رَحْمَۃً ،اِنَّ فِیْ ذٰلِکَ لَاٰیٰتٍ لِّقَوْمٍ یَّتَفَکَّرُوْنَ ﴾

(۱) صدق اللہ العظیم

حاضرین کرام ! اس وقت میں نے سورۃ الروم کی ایک آیت کریمہ تلاوت کی ہے ۔

ترجمہ:۔ اور اللہ کی نشانیوں میں سے ایک نشانی یہ بھی ہے کہ اس نے تمہاری جنس سے تمہارے لئے بیویاں پیدا کیں ، تا کہ تم ان کے ساتھ انس و محبت حاصل کرو ، اور اسی نے میاں بیوی کے درمیان پیار اور رحم پیدا کیا ، بے شک اس واقعہ میں غور وفکر کرنے والوں کے لئے بہت سی نشانیاں ہیں ۔

حاضرین کرام ! حضور اکرم شفیع اعظم علیہ الصلوٰۃ والسلام کی بعثت سے پہلے پوری دنیا میں عورت کی کوئی حیثیت نہیں تھی ، قدیم یونان میں عورت کو

---

(۱)۔[سورۃ الروم :پ۲۱ ۔ آیت ۲۱]

شیطان کی بیٹی اورنجاست وغلاظت کا مجسمہ سمجھا جاتا تھا ، وہ غلاموں کی طرح بازاروں میں بیچی جاتی تھی ، رومیوں نے عورت کوجانور کامقام دیا تھا ، یہودیوں کے نزدیک عورت انسان نہیں بلکہ مردوں کی خدمت کے لئے ایک انسان نماحیوان قراردیا جاتا تھا ، عیسائیوں کے یہاں عورت کوشر وفساد کی بیٹی کہاجاتا تھا، سرزمین عرب کے مشرکین بچی پیدا ہونے پر زندہ دفن کردیا کرتے تھے ، قرآن کریم مشرکین مکہ کے ذہن وفکر کا یوں تذکرہ کرتا ہے ۔

وَ اِذَا بُشِّرَ اَحَدُهُمْ بِالْاُنْثٰى ظَلَّ وَجْهُهٗ مُسْوَدًّا وَّ هُوَ كَظِيْمٌ(۱) .

جب ان مشرکین میں سے کسی کو بیٹی کی پیدائش کی خوشخبری سنائی دیتی تو اس کا چہرہ بے رونق ہوجاتا ہے ، وہ دل ہی دل میں غم میں گھٹنے لگتا تھا ۔

لیکن جب اسلام آیا، نبی آخرالزماں کی تشریف آوری ہوئی اسلام نے صنف نازک کو (عورت کو) جینے کا حق عطا کیا ،یہاں تک کہ عورت کی ہر حیثیت کو قابل احترام قراردیا ، خواہ وہ بیٹی کی شکل میں ہو یا بیوی کی شکل میں یا بہن کی شکل میں ہو یا ماں کی شکل میں ۔

ارشادفرمایارسولِ کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے مَنْ عَالَ جَارِيَتَيْنِ دَخَلْتُ اَنَا وَ هُوَ اَلْجَنَّةَ كَهَاتَيْنِ (وَ اشَارَ بِاصْبَعَيْهِ)(۲) جس شخص نے دو لڑکیوں کی پرورش اور دیکھ بھال کی وہ اور میں جنت میں اس طرح اکٹھے ہونگے جیسے دوانگلیاں ، یہ ارشاد فرماکر اپنی دو انگلیوں سے اشارہ فرمایا۔

---

(۱)۔[سورۃالنحل :پ ۱۴ ۔آیت ۵۸] ۔ (۲)۔[رواہ الترمذی و قال ھذا حدیث حسن غریب ، بَابُ مَا جَاءَ فِي النَّفَقَةِ عَلَى الْبَنَاتِ وَ الْاَخَوَاتِ ۔ رقم الحدیث :۱۹۱۴]

ارشادفرمایا جس باپ نے اپنی دو بیٹیوں کے ساتھ ایسا کیا ہو اسے جا کر بتا دو کہ جَاءَ یَوْمَ الْقِیَامَةِ اَنَا وَ هُوَ کَهَاتَیْنِ وہ قیامت کے دن میرے اتنے قریب ہوگا جتنا میرے ہاتھ کی دو انگلیاں آپس میں ایک دوسرے سے قریب ہیں ، یہی بچیاں جب سنِ بلوغت کو پہنچیں تو اسلام ان کو جینے کا حق اس طرح دلاتا ہے۔ یَا مَعْشَرَ الشَّبَابِ مَنِ اسْتَطَاعَ مِنْکُمْ الْبَاءَةَ فَلْیَتَزَوَّجْ فَاِنَّهُ اَغَضُّ لِلْبَصَرِ وَ اَحْسَنُ لِلْفَرْجِ ، وَ مَنْ لَمْ یَسْتَطِعْ فَعَلَیْهِ بِالصَّوْمِ فَاِنَّهُ لَهُ وِجَاءٌ (۱)۔

ارشادفرمایا ، اے نوجوانو ! تم میں سے جو شخص نکاح کی ذمہ داری اٹھانے کی طاقت ولیاقت رکھتا ہو اسے نکاح کر لینا چاہئے ، فَاِنَّهُ اَغَضُّ لِلْبَصَرِ وَ اَحْسَنُ لِلْفَرْجِ ،اس سے نظر اور شرمگاہ گناہوں سے محفوظ ہو جاتے ہیں ۔

ارشادفرمایا رسولِ کریم ﷺ نے حُبِّبَ اِلَیَّ مِنْ دُنْیَاکُمْ ثَلٰثٌ اَلطِّیْبُ وَ الْمَرْاَةُ وَ جُعِلَتْ قُرَّةُ عَیْنِیْ فِی الصَّلٰوةِ (۲) ، تمہاری دنیا کی چیزوں میں سے تین چیزیں ایسی ہیں کہ ان کی محبت اللہ رب العزت نے میرے دل میں خاص طور پر ڈالی ہے ۔

---

(۱)۔[عن عبد اللہ بن مسعودؓ قال : قال رسول اللہ ﷺ : یَا مَعْشَرَ الشَّبَابِ مَنِ اسْتَطَاعَ مِنْکُمْ الْبَاءَةَ فَلْیَتَزَوَّجْ فَاِنَّهُ اَغَضُّ لِلْبَصَرِ وَ اَحْسَنُ لِلْفَرْجِ ، وَ مَنْ لَمْ یَسْتَطِعْ فَعَلَیْهِ بِالصَّوْمِ فَاِنَّهُ لَهُ وِجَاءٌ، رواہ البخاری و مسلم واللفظ لھما ، وابوداؤد والترمذی والنسائی ۔ بحوالہ الترغیب والترھیب ، الترغیب فی النکاح سیما بذات الدین الولود ، رقم الحدیث :۱ ۔ ج ۳ ص ۴۰ ۔ ، و مشکوٰۃ المصابیح ،کتاب النکاح ، رقم الحدیث : ۳۰۸۹] ۔(۲)۔[عن انسؓ قال: قال رسول اللہ ﷺ حبب الی من الدنیا النساء والطیب وجعل قرۃ عینی فی الصلوٰۃ ۔وفی روایۃ ۔عن انسؓ قال: قال رسول اللہ ﷺ حبب الی النساء والطیب وجعلت قرۃ عینی فی الصلوٰۃ ۔رواہ النسائی ۔کتاب عشرۃ النساء باب حب النساء ۔ج ۲ ص ۷۷]

اَلطِّیْبُ مجھے خوشبو نہایت پسند ہے ، وَ الْمَرْأَۃُ مجھے وہ نیک اور پاکباز بیوی پسند ہے جو وفا کا پیکر ہو جس کی پیشانی اللہ کے حضور سجدوں سے آباد ہو، جو اپنے شوہر کی خدمت اور اس کے آبرو کی حفاظت کرتی ہو ، نیک اور باوفا عورت مل جائے تو دنیا نمونۂ جنت بن جاتی ہے ، اور تیسری چیز وَ جُعِلَتْ قُرَّۃُ عَیْنِیْ فِی الصَّلٰوۃِ میری آنکھوں کی ڈھنڈک نماز ہے ۔

مزید ارشاد فرمایا اِذَا تَزَوَّجَ الْعَبْدُ فَقَدِ اسْتَکْمَلَ نِصَفَ الدِّیْنَ(۱) جب بندۂ مؤمن نکاح کرتا ہے تو اس کا نصف دین کامل ومکمل ہوجاتا ہے۔

ارشاد فرمایا رسولِ اکرم ﷺ نے ایک بندۂ مؤمن کی خوش نصیبی کی چار علامتیں ہیں (۱)۔اچھا پڑوسی مل جائے (۲)۔ہوا دار وسیع مکان میسر ہوجائے (۳)۔عمدہ سواری مل جائے (۴)۔ نیک بیوی مل جائے(۲)۔

دینِ اسلام نے ان لوگوں کی سخت مذمت کی ہے جو نکاح سے پرہیز کرتے ہیں اور تجرد کی زندگی کو مرغوب سمجھتے ہیں کہ ہم بیچلر Bachelor ہی اچھے ہیں

رسولِ اکرم ﷺ مسجد نبوی میں تشریف فرما ہیں ، ایک صحابی عکاف بن وداعہ ھلالیؓ تشریف لائے ، آپؐ نے دریافت فرمایا اے ابن وداعہ کیا تم نے شادی کرلی ہے ؟ صحابی رسول نے عرض کیا ، نہیں یارسول اللہ ، آپ نے فرمایا کیا تمہارے پاس کوئی باندی ہے ، صحابی رسول نے کہا میرے پاس باندی بھی نہیں ہے ، فرمایا کیا تم تندرست وخوشحال نہیں ہو ؟ صحابی رسول

(۱)۔[عن انسؓ قال قال رسول اللہؐ اذا تزوج العبد فقد استکمل نصف الایمان فلیتق اللہ فی النصف الباقی ۔مشکوۃ المصابیح، کتاب النکاح، رقم الحدیث:۲۹۶۲ ۔ورواہ الطبرانی کذلک] (۲)۔[ابن حبان ۔بحوالہ الترغیب: برقم:۵۔ج ۳،ص ۴۲]

نے عرض کیا ، یارسول اللہ ﷺ ! اللہ کا فضل ہے کہ میں خوش حال بھی ہوں اور صاحبِ مال بھی ہوں ، یہ سن کر رسولِ اکرم ﷺ کے چہرہ انور پر غضب وجلال کی سرخیاں نمایاں ہوگئیں ،فرمایا اے مسلمانو! تم میں سب سے بدترین شخص وہ ہے جو باوجود تندرست وتوانا ہونے کے بغیر شادی کئے مرجائے۔

رسولِ اکرم ﷺ نے ارشادفرمایا ، ثَلاَثٌ لَا تُؤَخِّرُوْهَا اَلصَّلٰوةُ اِذَا اَتَتْ ، وَ الْجَنَازَةُ اِذَا حَضَرَتْ وَ الْأَيِّمُ اِذَا وُجِدَتْ لَهَا كُفُوًّا (۱)۔

ارشادفرمایا ، تین چیزوں میں کبھی تاخیر نہ کرنا بلکہ جلدی کرنا ، فرض نماز جب اس کا وقت ہوجائے ، جنازہ جب تیار ہوجائے ، قابلِ نکاح لڑکی کیلئے جب اس کا جوڑ مل جائے۔

ارشادفرمایا : جو ماں باپ اپنی اولاد کے بالغ ہونے کے باوجود ان کا نکاح نہیں کرتے خدانخواستہ اگر وہ اولاد گناہ میں مبتلا ہوگئی تو اولاد کی اس گناہ کی سزا میں ماں باپ بھی برابر کے شریک ہوں گے ،الأمان الحفیظ ۔

تو دینِ اسلام نے عورت کو بحیثیت بیوی جینے کا حق دلایا ،نکاح کے بعد شوہر کو حکم دیا وَ عَاشِرُوْهُنَّ بِالْمَعْرُوْفِ اپنی بیویوں کے ساتھ حسن سلوک اور حسن معاشرت کا معاملہ کرو ، حتی کہ ایک حدیث میں فرمایا : خَيْرُكُمْ خَيْرُكُمْ لِأَهْلِهِ وَ أَنَا خَيْرُكُمْ لِأَهْلِيْ۔(۲)

---

(۱)۔[عن علیؓ ان النبی ﷺ قال: یا علی ثَلاَثٌ لَا تُؤَخِّرُوْهَا اَلصَّلٰوةُ اِذَا اَتَتْ،وَ الْجَنَازَةُ اِذَا حَضَرَتْ وَ الْأَيِّمُ اِذَا وُجِدَتْ لَهَا كُفُوًّا ، رواہ الترمذی ، بحوالہ معارف الحدیث ج ۳ ر کتاب الصلوۃ ، رقم الحدیث ۲۸ ۔ص ۱۳۸]

(۲)۔[رواہ الترمذی رقم الحدیث:۳۸۹۵۔ج ۵۔ص ۷۰۹۔سنن ابن ماجہ۔ :رقم الحدیث:۱۹۷۷۔ج ۱۔ص ۶۳۶]

ارشادفرمایا تم میں بہترین آدمی وہی ہے جو اپنی بیوی کے ساتھ عمدہ برتاؤ کرتا ہو ، حضوراکرم ﷺ نے فرمایا میں اپنی بیویوں کے ساتھ بہتر برتاؤ کرنے والا ہوں، یہی عورت جب ماں بنتی ہے ،قرآن کریم اس کے مقام ومرتبہ کا اس کے ساتھ احسان وسلوک کرنے کا اس انداز سے حکم دیتا ہے ،کہ خدائے واحد کی وحدانیت کے تذکرہ کے ساتھ ساتھ ماں باپ کی اطاعت کا حکم دیتا ہے ۔

وَ قَضٰی رَبُّکَ اَنْ لَا تَعْبُدُوْا اِلَّا اِیَّاہُ وَ بِالْوَالِدَیْنِ اِحْسَانًا (۱) ،آپ کے پروردگار نے فیصلہ کردیا ، اس کے سوا کسی کی عبادت وبندگی نہ کی جائے ، اور ماں باپ کے ساتھ احسان وسلوک کا معاملہ کیا جائے ۔

قُلْ تَعَالَوْا اَتْلُ مَا حَرَّمَ رَبُّکُمْ عَلَیْکُمْ اَنْ لَا تُشْرِکُوْا بِہٖ شَیْئًا وَّ بِالْوَالِدَیْنِ اِحْسَانًا (۲) اے پیارے رسول! آپ کہہ دیجئے ان لوگوں سے کہ آؤ میں تم کو ان باتوں کی خبر دوں جو تمہارے رب نے تم پر حرام کردی ہیں ، نمبر ایک تو یہ کہ اللہ کے ساتھ کسی کو شریک نہ کرو اور ماں باپ کے ساتھ احسان وسلوک کرو ۔

وَ وَصَّیْنَا الْاِنْسَانَ بِوَالِدَیْہِ حَمَلَتْہُ اُمُّہٗ وَھْنًا عَلٰی وَھْنٍ وَ فِصَالُہٗ فِیْ عَامَیْنِ اَنِ اشْکُرْ لِیْ وَ لِوَالِدَیْکَ (۳)۔

ہم نے انسان کو اپنے ماں باپ کے ساتھ نیک برتاؤ کرنے کی وصیت کی ہے، اس کی ماں تھک تھک کر اس کا بوجھ لادے رہی اس کو دو سال تک دودھ پلاتی

(۱)۔[سورۃ بنی اسرائیل:۔آیت ۲۳] ۔ (۲)۔[سورۃ الأنعام : پ۸ ۔آیت ۱۵۱]
(۳)۔[سورۃ لقمان : پ۲۱۔آیت ۱۴]

رہی ، اے انسان تو میرا اور اپنی ماں باپ کا احسان مان ۔

ارشاد فرمایا رسولِ اکرم ﷺ نے اَلْجَنَّةُ تَحْتَ اَقْدَامِ الْاُمَّهَاتِ (۱) جنت ماں کے قدموں کے نیچے ہے مطلب ظاہر ہے کہ ماں کی خدمت اور ان کے ساتھ نیک برتاؤ کر کے ہی تم جنت میں داخل ہو سکتے ہو ۔

یہ ہے وہ دین اسلام جس نے عورت کو وہ مقام و مرتبہ ، اور عزت وعظمت کا تاج پہنایا کہ روئے زمین کے کسی مذہب نے وہ مقام عورت کو نہ دیا اور نہ ہی دے سکے گا ، یہ صرف اور صرف دین اسلام کا احسان ہے۔

بس دعا کیجئے کہ رب کریم ہمیں اسلام کی حقانیت پر یقین کامل نصیب فرمائے اور اس کے بتائے ہوئے طریقہ پر عمل کی توفیق۔

(آمین یارب العالمین)

وماعلینا الا البلاغ

❁❁❁

---

(۱)۔[عَن انسِ بنِ مَالکٍ ؓ قَالَ قَالَ : رَسُوْلُ اللّٰہِ ﷺ : ثُمَّ الْجَنَّةُ تَحْتَ اَقْدَامِ الْاُمَّهَاتِ'' مسند الشهاب : رقم الحدیث:۱۱۹۔ج۱۔ص۱۰۲۔نیل الاوطار :ج۷ ۔ ص۴۔ الکامل فی الضعفاء : رقم الحدیث:۱۸۲۹۔ج۶۔ص۳۴۷ ۔ و فی روایۃ اُخری عن معاویۃ بن جاھمۃ اَنَّ جَاهِمَةَ جَاءَ اِلَی النَّبِیِّ ﷺ فَقَالَ یَا رَسُولَ اللّٰہِ اَرَدْتُ اَن اَغْزُوَوَقَدْ جِئْتُ اَسْتَشِیْرُکَ فَقَالَ هَلْ لَکَ مِنْ اُمٍّ ؟ قَالَ نَعَمْ قَالَ فَالْزَمْهَا فَاِنَّ الْجَنَّةَ عِنْدَ رِجْلِهَا ۔ رواہ احمد و النسائی بحوالہ معارف الحدیث کتاب المعاملات والمعاشرت رقم الحدیث :۳۳ ج۶ص۵۱ ۔ و رواہ صحیح المسلم کذلک]

کائنات میں غور وفکر کی دعوت

اَلْحَمْدُ لِلّٰہِ رَبِّ الْعَالَمِیْنَ وَ الصَّلٰوۃُ وَالسَّلَامُ عَلٰی سَیِّدِ الْمُرْسَلِیْنَ وَخَاتَمِ النَّبِیِّیْنَ مُحَمَّدٍ وَّاٰلِہٖ وَ صَحْبِہٖ اَجْمَعِیْنَ وَ مَن تَبِعَھُمْ بِاِحْسَانٍ اِلٰی یَوْمِ الدِّیْنِ

امّابعد :۔ فَاَعوذ باللہ من الشیطان الرجیم بسم اللہ الرحمٰن الرحیم .

﴿ اِنَّ فِیْ خَلْقِ السَّمٰوٰتِ وَ الْاَرْضِ وَ اخْتِلَافِ الَّیْلِ وَ النَّھَارِ لَاٰیٰتٍ لِّاُولِی الْاَلْبَابِ ﴾ (۱) صدق اللہ العظیم

حاضرین کرام ! اس وقت میں نے جس آیت کریمہ کی تلاوت کی ہے یہ سورۂ ال عمران کی ایک آیت کریمہ ہے اس آیت میں اللہ سبحانہٗ وتقدس ارشاد فرمارہے ہیں ۔

’’ بے شک آسمانوں اور زمینوں کے پیدا کرنے میں اور دن اور رات کے آنے جانے میں عقلمندوں کیلئے نشانیاں موجود ہیں ‘‘ ۔

قرآن و حدیث میں ارشاد فرمایا گیا کہ جب اللہ رب العزت نے حضرت آدم علیہ الصلاۃ والسلام کو پیدا فرمایا تو اللہ رب العزت نے اپنے دستِ قدرت کو حضرت آدم کی پیٹھ پر مارا تو حضرت آدم کی پشت سے قیامت تک کے آنے والے تمام انسان ظاہر ہوگئے جب تمام انسان جمع ہوگئے

(۱)۔[سورہ ال عمران : پ۴ ۔ آیت ۱۹۰]

تو اللہ ذوالجلال نے ارشاد فرمایا :

وَ اِذْ اَخَذَ رَبُّکَ مِنْ بَنِیْٓ اٰدَمَ مِنْ ظُھُوْرِھِمْ ذُرِّیَّتَھُمْ وَ اَشْھَدَھُمْ عَلٰی اَنْفُسِھِمْ اَلَسْتُ بِرَبِّکُمْ ؟ (۱) ۔

اے قیامت تک کے آنے والے انسانوں ، ذرا بتلاؤ تو سہی کیا میں تمہارا خالق و مالک ، تمہارا پروردگار نہیں ہوں ، حدیث شریف میں آتا ہے کہ سارے انسان ایک دوسرے کا منہ تکنے لگے کہ آخر کیا جواب دیں ۔

سب سے پہلے حضور سرور کائنات ، فخر موجودات علیہ الصلاۃ والسلام نے اقرار کیا ، بَلٰی ، اے احکم الحاکمین آپ ہی ہمارے پروردگار اور پالنہار ہیں ، بس آپ کا فرمانا تھا سارے انبیاء علیہم السلام نے پھر تمام انسانوں نے اقرار کیا بلاشک وشبہ آپ ہمارے پروردگار ہیں ۔

پھر اللہ رب العزت نے ارشاد فرمایا : اے انسانو ! اس عہد اور اس اقرار کو یاد رکھنا کہیں ایسا نہ ہو کہ دنیا کی زیب وزینت اور اس کا مال و متاع تم کو اس عہد و پیمان سے گمراہ کردے اور بھلادے ۔

ہاں اس عہد کو یاد کرانے کیلئے میں دنیا میں تمہیں دو سلسلہ عطا کرونگا ، ایک نبوت ورسالت کا سلسلہ میرے انبیاء ورسل تمہارے پاس معجزات لے کر آئیں گے اور اس عہد کو یاد دلائیں گے ۔

اور دوسرا سلسلہ میں تمہیں ایسی عقل کامل عطا کروں گا کہ اگر تم کائنات کی

---

(۱)۔[سورۃ الأعراف: پ ۹ ۔ آیت/ ۱۷۲]

چیزوں پرغور و فکر کروگے تو حقیقت تمہارے سامنے آجائیگی ، اور تم مجھے بحیثیت خالق و مالک پہچان سکتے ہو ، اس غوروفکر کوتلاوت شدہ آیت میں فرمایا گیا ہے ۔

اِنَّ فِیْ خَلْقِ السَّمٰوٰتِ وَ الْاَرْضِ وَ اخْتِلَافِ الَّیْلِ وَ النَّهَارِ لَاٰیٰتٍ لِّاُولِی الْاَلْبَابِ (۱)۔

بے شک آسمانوں و زمین کے پیدا کرنے میں اوردن رات کے آنے جانے میں اہل دانش اور عقلمندوں کیلئے نشانیاں موجود ہیں ۔

حضرات مفسرین کرام تحریر فرماتے ہیں کہ حضرت ام المؤمنین عائشۃ الحمیراء رضی اللہ عنھا کی خدمت میں صحابی رسول حضرت عطاء ابن رباحؒ تشریف لائے اورعرض کیا ، یا ام المؤمنین ! رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی پوری زندگی میں اگرآپ نے کوئی عجیب وغریب چیز دیکھی ہوتو مجھے بتلایئے ، حضرت عائشہؓ نے فرمایا ، میرے حبیب ﷺ کی کون سی چیز عجیب نہیں تھی ، آپ کی تو ہرشان عجیب ونرالی تھی ، ہاں البتہ ایک مرتبہ رسول اکرم فداہ ابی وامی رات کو میرے پاس تشریف لائے اور میرے ساتھ سوگئے ، پھرفرمایا : اے عائشہ مجھے اجازت دو میں اپنے پروردگارو پالنہار کی عبادت کرنا چاہتا ہوں بستر سے اٹھے اوروضو فرمایا نماز کی نیت باندھ لی ، قیام کی حالت میں قرآن کریم پڑھتے جاتے تھے اور روتے جاتے تھے ، اس قدر روئے ، کہ ام المؤمنین عائشہ الصدیقہ فرماتی ہیں کہ آپؐ کے آنسو سینہ مبارک پر بہہ

(۱)۔[سورہ ال عمران : پ۴ ۔ آیت ۱۹۰]

گئے پھر رکوع فرمایا رکوع میں اس قدر روئے کہ آپ کی ہچکیاں بندھ گئیں ، پھر سجدہ میں زاروقطار روتے رہے نماز مکمل ہوگئی لیکن آپؐ پر گریہ اور رقت ہی طاری رہی اسی اثناء میں موذن رسول بلال حبشی تشریف لائے اور نماز فجر کی اطلاع دی ،آپ اس قدر روئے کہ حضرت بلال کو ترس آ گیا عرض کیا ، یارسول اللہ ﷺ آپ محبوبِ خدا اور مقبولِ خدا ہیں ، آپ تو بخشے بخشائے ہیں ،آپ اس قدر کیوں روتے ہیں ؟ ۔

فرمایا : بلال ! میرے پروردگار کی مجھ پر کتنی عنایات ہیں ، ان گنت نعمتوں سے مجھے مالا مال کیا ہے ، کیا میں اس رحمٰن و رحیم کا شکر گذار بندہ نہ بنوں، بلال محمد کیوں نہ روئے جب کہ محمد پر آج کی شب یہ آیت کریمہ نازل ہوئی ہے ،(۱) اِنَّ فِیْ خَلْقِ السَّمٰوٰتِ وَ الْأَرْضِ وَ اخْتِلَافِ الَّیْلِ وَ النَّهَارِ لَاٰیٰتٍ لِّأُوْلِی الْأَلْبَابِ (۲) ۔

اے بلال سن لے ، اس شخص کیلئے تباہی و بربادی مقدر ہے جوان آیتوں کو پڑھے اور ان پر غور وفکر نہ کرے ،قرآن کریم میں ایک دو جگہ نہیں بلکہ بے شمار مقامات پر اللہ سبحانہٗ وتقدس نے کائنات اور اس کی مخلوقات پر غور وفکر کرنے کی تاکید فرمائی ہے ۔

---

(۱)[عن عائشہؓ قالت: لما نزلت هذه الآية على النبی ﷺ قَامَ يُصَلِّی ، فَأَتَاهُ بِلَالٌ يُؤْذِنُهُ بِالصَّلَاةِ ، فَرَأَه يَبْكِی فَقَالَ يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ ! أَتَبْكِیْ وَ قَدْ غَفَرَ اللّٰهُ لَكَ مَا تَقَدَّمَ مِنْ ذَنْبِكَ وَمَاتَأَخَّرَ ، فَقَالَ يَا بِلَال :أَفَلَا أَكُوْنُ عَبْدًا شَكُوْرًا ، لَقَدْ أُنْزِلَ اللّٰهُ عَلَیَّ اللَّيْلَةَ آية :اِنَّ فی خلق السموات ...الخ۔ تفسیر القرطبی: ج۴ ص۳۱۰ ۔صحیح ابن حبان ج۲ ص۳۸۶] (۲)[سورۃ آل عمران: پ۴/آیت ۱۹۰]

اور کہیں ارشاد فرمایا ۔ اَفَلَمْ یَنْظُرُوْآ اِلَی السَّمَآءِ فَوْقَھُمْ کَیْفَ بَنَیْنٰھَا وَ زَیَّنّٰھَا وَ مَا لَھَا مِنْ فُرُوْجٍ (۱)۔

انسانوں سے خطاب فرمایا کیا تم نے اپنے اوپر آسمان کو نہیں دیکھا ، ہم نے اس کو کس طرح بنایا ہے ، اور کیسے سجایا ہے کہ اس میں کوئی سوراخ تک موجود نہیں ۔

اے انسانو! ذرا دیکھو تو سہی ، ہم نے تمہارے لئے کیا کچھ نہیں کیا۔

وَ الْاَرْضَ مَدَدْنٰھَا وَ اَلْقَیْنَا فِیْھَا رَوَاسِیَ وَ اَنْبَتْنَا فِیْھَا مِنْ کُلِّ زَوْجٍ بَھِیْجٍ (۲) ۔

ہم نے زمین کو پھیلا دیا اور اس پر بھاری بھرکم بلند و بالا پہاڑ نصب کر دیئے، اور زمین سے طرح طرح کی خوش نما چیزیں پیدا کر دیں ۔

اَلَمْ تَرَ اَنَّ اللّٰہَ اَنْزَلَ مِنَ السَّمَآءِ مَآءً فَاَخْرَجْنَا بِہٖ ثَمَرٰتٍ مُّخْتَلِفًا اَلْوَانُھَا (۳)، اے انسان کیا تو نے اس بات کو دیکھا نہیں کہ اللہ تعالی آسمان سے بارش نازل کرتا ہے ، پھر اس بارش کے ذریعہ سے مختلف رنگوں کے پھل پیدا کرتا ہے ۔

اے انسان ذرا غور و فکر کر ، زمین ایک ہے، پانی ایک ہے، ہوا ایک ہے، اسی مٹی اور اسی پانی سے کہیں انگور کے باغات وجود میں آتے ہیں،

---

(۱)۔[سورہ ق: پ۲۶۔آیت ۶] ۔ (۲)۔[سورہ ق:پ۲۶ آیت ۷]

(۳)۔[سورہ فاطر: پ۲۲ آیت ۲۷]

تو کہیں گیہوں اور چاول پیدا ہوتے ہیں ، یہ سب کس کی کاریگری ہے ؟ ۔

ءَ اَنْتُمْ اَنْشَأْتُمْ شَجَرَتَهَا اَمْ نَحْنُ الْمُنْشِئُوْنَ (۱) ۔

کیا تم نے ان درختوں کو وجود بخشا ہے یا ہم پیدا کرنے والے ہیں ۔

اے انسان کائنات کو چھوڑ ، اس کی زیبائی و رعنائی کو چھوڑ ، وَ فِیْ اَنْفُسِکُمْ اَفَلَا تُبْصِرُوْنَ (۲) اے انسان تو اپنی ذات کے اندر غور کر کہ تو کیا ہے ؟ اور ہماری قدرت کو دیکھ ۔

یہ لمبی چوڑی کائنات جو کروڑوں میل پر پھیلی ہوئی ہے اس کی ساری خصوصیات کو ہم نے تیرے اندر سمو دیا ہے ، تجھ میں زمین بھی ہے ، آسمان بھی ہے ، چاند بھی ہے سورج بھی ہے ، پہاڑ بھی ہے جنگلات بھی ہیں ، وَ لَقَدْ خَلَقْنَا الْاِنْسَانَ مِنْ سُلٰلَةٍ مِّنْ طِیْنٍ (۳) ۔

ہم نے انسان کو کھنکھناتی ہوئی مٹی سے پیدا کیا ہے ، مٹی کے مختلف رنگ ، کہیں کالی ، کہیں بھوری ، کہیں سرخ و سفید ، اسی طرح کوئی انسان کالا ہے ، کوئی انسان گورا ہے ، کوئی انسان سرخ و سفید ہے ۔

زمین پر گھنے جنگلات ہیں قریب قریب درخت ہیں ، انسان کے سر پر بال گھنے اور قریب قریب ہیں ، کسی زمین پر درخت دور دور ہوتے ہیں ،

---

(۱)۔[سورۃ الواقعہ: پ۲۷ ۔ آیت ۷۲]۔(۲)۔[سورۃ الذاریات: پ۲۶ ۔ آیت ۲۱]

(۳)۔[سورۃ المؤمنون: پ۱۸ ۔ آیت ۱۲]

اے انسان اپنے بدن کے بال کو دیکھ تیرے بدن کے بال دور دور ہیں ، زمین کا کچھ حصہ ایسا ہوتا ہے جہاں کچھ نہیں اگتا انسان کی ہتھیلیوں پر کچھ نہیں اگتا ،روئے زمین پر جتنے قسم کے پانی ہیں ،اتنے ہی انسان کے اندر موجود ہیں کہیں میٹھا پانی ہے انسان کے منہ کے اندر کا لعاب میٹھا ہے، کہیں نمکین پانی ہے آنکھ کا پانی نمکین ہے، کہیں کڑوا پانی ہے انسان کے پتہ کے اندر کڑوا پانی ہے کہیں کھٹا پانی ہے انسان کے معدہ کے اندر ترش اور کھٹا پانی بھرا ہوا ہے ، دنیا میں آسمان ہے، انسان کا سر آسمان کے مانند ہے ،نیچے زمین ہے انسان کے پیر زمین کے مانند ہیں،آسمان میں چاند سورج ہیں ، انسان کے سر پر ایک آنکھ بحیثیت سورج اور دوسری آنکھ بحیثیت چاند موجود ہے ، دنیا میں وقت آنے پر بارشیں ہوتی ہیں انسان کو جب گرمی لگتی ہے تو پورے بدن سے پسینہ ایسے ٹپکتا ہے جیسے کہ بارش ہو رہی ہے ۔

غرض شہنشاہ کائنات کی کیا خوب صناعی اور کاریگری ہے پوری کائنات کو اللہ سبحانہٗ وتقدس نے چھ ساڑھے چھ فٹ کے انسان کے اندر جمع فرمادیا ہے ، اِنَّ فِیْ ذٰلِکَ لاٰیٰتٍ لِّاُوْلِی الْاَلْبَابِ بلا شک و شبہ اس میں عقلمندوں کیلئے روشن نشانیاں موجود ہیں ،اے انسان اگر تو کائنات میں غور کریگا تو تجھے کائنات کا ذرہ ذرہ یہ گواہی دیتا ہوا نظر آئیگا اَللّٰہُ خَالِقُ کُلِّ شَیْءٍ ہاں پروردگار عالم ہی ہر چیز کا خالق و مالک ہے اور وہی ہر چیز کا کارساز ہے۔

بس دعا کیجئے رب کریم ہم سب کو ایمان کامل و یقین صادق نصیب فرمائے۔

سن ہجری کا بارہواں مہینہ ’’ ذوالحجۃ ‘‘

فرضیتِ حج کب اور کیسے؟

اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ رَبِّ الْعَالَمِيْنَ وَ الْعَاقِبَةُ لِلْمُتَّقِيْنَ وَ الصَّلوٰةُ وَ السَّلَامُ عَلٰى سَيِّدِ الْمُرْسَلِيْنَ مِنْ يَوْمِنَا هٰذَا اِلٰى يَوْمِ الدِّيْنِ ۔

امّابعد :۔ فَاَعوذ باللہ من الشیطان الرجیم بسم اللہ الرحمٰن الرحیم .

﴿ اَلْحَجُّ اَشْهَرٌ مَّعْلُوْمَاتٌ ، فَمَنْ فَرَضَ فِيْهِنَّ الْحَجَّ فَلَا رَفَثَ وَ لَا فُسُوْقَ وَ لَا جِدَالَ فِي الْحَجِّ وَ مَا تَفْعَلُوْا مِنْ خَيْرٍ يَّعْلَمْهُ اللّٰهُ وَ تَزَوَّدُوْا فَاِنَّ خَيْرَ الزَّادِ التَّقْوٰى وَ اتَّقُوْنِ يٰۤاُولِي الْاَلْبَابِ ﴾ (۱) صدق اللہ العظیم

حاضرین کرام ! اس وقت جس آیت مبارکہ کی میں نے تلاوت کی ہے یہ سورۃ البقرہ کی ایک آیت کریمہ ہے اس میں اللہ تبارک و تعالی ارشاد فرما رہے ہیں ۔

’’حج کے مہینے سبھی کو معلوم ہیں جو شخص ان مقررہ مہینوں میں حج کی نیت کرے اس کو اس بات سے ہوشیار رہنا چاہئے کہ اس سے میاں بیوی والا کوئی تعلق ، کوئی بدکاری ، کوئی لڑائی جھگڑے کی بات سرزد نہ ہو ، اور جو کام تم کرو گے وہ اللہ کے علم میں ہوگا ، سفرِ حج کیلئے توشۂ سفر ساتھ لیجاؤ بے شک توشۂ سفر دوسروں کے آگے ہاتھ پھیلانے سے بچائے گا ، پس اے ہوشمندو میری نافرمانی سے بچو ‘‘ ۔

---

(۱)۔[سورۃ البقرہ: پ۲ ۔ آیت ۱۹۷]

سامعین کرام ! حج کے متعلق احکام ومسائل گذشتہ جمعہ بیان کئے جا چکے ہیں ، آج اس خطبہ میں ان لمحات کا ذکر کرونگا ، جس میں حضور اکرمؐ فاتح مکہ فخر رسالت مآب صلی اللہ علیہ وسلم نے حج فرمایا ، اسلام میں حج ۹ھ میں فرض ہوا ، جب آپ غزوۂ تبوک وغیرہ سے فارغ ہوئے تو جبرئیل امین علیہ السلام اللہ کا یہ حکم لے کر خدمت نبوی میں حاضر ہوئے ۔

وَ لِلّٰهِ عَلَى النَّاسِ حِجُّ الْبَيْتِ مَنِ اسْتَطَاعَ اِلَيْهِ سَبِيْلاً (۱)۔

''جو شخص بیت اللہ تک پہونچنے کی طاقت وقوت رکھتا ہو اس پر بیت اللہ کا حج کرنا فرض ہے '' ۔

اسی سال نبی رحمت رسولِ اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت ابوبکر الصدیقؓ کو امیر بنا کر تین سو صحابہ کے ہمراہ حج کیلئے روانہ فرمایا ، پھر اس کے بعد حضرت علیؓ کو مکہ روانہ کیا کہ وہ جا کر سورۂ توبہ کی چالیس آیتوں کو ان کے احکام کے ساتھ بیان کردیں ، جن میں سے ایک حکم یہ تھا ۔

فَلَا يَقْرَبُوْا الْمَسْجِدَ الْحَرَامَ بَعْدَ عَامِهِمْ هٰذَا (۲) .

اس سال کے بعد کوئی کافر و مشرک بیت اللہ کے اندر داخل نہ ہونے پائے ، اور بخاری شریف کی روایت ہے کہ ان میں سے ایک حکم یہ تھا ۔

لَا يَطُوْفُ بِالْبَيْتِ عُرْيَانًا (۳)۔

---

(۱)۔[آل عمران : پ۴۔آیت ۹۷] ۔(۲)۔[سورۃ التوبۃ : پ۱۰ ۔آیت ۲۸]۔(۳)۔[رواہ البخاری، کتاب الحج ،باب لا یطوف بالبیت عریان ، رقم الحدیث:۱۶۲۲ ۔ وکتاب الصلاۃ ، باب ما یستر من العورۃ: رقم الحدیث:۳۶۹ ۔ابن ہشام ق۲ ص / ۵۴۳۔۵۴۶]

زمانہ جاہلیت میں جس طرح تم مادرزاد ننگے ہوکر خانہ کعبہ کا طواف کیا کرتے تھے ، اب کوئی شخص برہنہ ہوکر خانہ کعبہ کا طواف نہ کرے ۔

۱۰ھ میں جناب رسولِ اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے حج کا ارادہ فرمایا ، مکہ ومدینہ کے تمام شہروں میں اور گاؤں میں اطلاع کرائی کہ رحمت عالم نورمجسم اس سال حج کیلئے تشریف لے جانے والے ہیں ، یہ اطلاع جنگل کی آگ کی طرح پھیل گئی ، مشرق ومغرب ، شمال و جنوب سے محمد کے پروانوں کا سیلاب امڈ پڑا ، چشم فلک حیران تھی ، محمد کے غلاموں کا یہ سیلاب پوری آن بان کے ساتھ آرہا ہے ، جب یہ آستانۂ نبوت مدینۃ المنورۃ پہنچ گیا تو آپ علیہ السلام ۲۵/ذی قعدہ ۱۰ھ بروز ہفتہ کو مدینہ منورہ سے اس عظیم الشان قافلہ کے ساتھ حج کیلئے نکلے ، عصر کی نماز ذوالحلیفہ میں پڑھی ، یہیں سے احرام باندھا اور یہیں سے آپ علیہ السلام

لَبَّیْکَ اَللّٰھُمَّ لَبَّیْکَ ، لَبَّیْکَ لَا شَرِیْکَ لَکَ لَبَّیْکَ ، اِنَّ الْحَمْدَ وَ النِّعْمَۃَ لَکَ وَ الْمُلْکَ لَا شَرِیْکَ لَکَ

میں حاضر ہوں ، یا اللہ میں حاضر ہوں ، میں حاضر ہوں ، تیرا کوئی شریک نہیں میں حاضر ہوں ، بیشک تمام تعریفیں اور نعمتیں تیرے لئے ہیں اور ملک بھی تیرا ہی ہے ، تیرا کوئی شریک نہیں ہے ۔

ترانۂ تلبیہ بلند کیا ، اور مکہ مکرمہ روانہ ہوئے ، ۴ / ذی الحجہ کو مکہ معظّمہ میں داخل ہوئے ۔

ابھی بھی چاروں طرف سے مسلمان اپنے رسول کے ساتھ حج ادا کرنے کیلئے آرہے تھے ، محدثین کرام فرماتے ہیں ۔

آپ ﷺ کے ساتھ حج کرنے والوں کی اتنی کثیر تعداد تھی کہ حساب و شمار ممکن نہ تھا ، ایک انسانوں کا سمندر تھا جو پوری آب وتاب کے ساتھ ٹھاٹھیں مار رہا تھا ، تاہم روایات سے معلوم ہوتا ہے کہ شمع نبوت کے اردگرد تقریباً نوے ہزار یا ایک لاکھ چودہ ہزار کا مجمع تھا ۔(۱)

پھر آپؐ نے روزِ روشن میں کعبۃ اللہ کا طواف کیا زیارتِ کعبہ سے فارغ ہوکر صفا اورمروہ کے پہاڑوں پر تشریف لے گئے ان کی بلندیوں پر کھڑے ہوکر اس وحدہٗ لا شریک کی وحدانیت کا کلمہ بلند کیا ۔

لَا اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ وَحْدَهٗ لَا شَرِيْکَ لَهٗ ، لَهُ الْمُلْکُ وَ لَهُ الْحَمْدُ وَ هُوَ عَلٰى كُلِّ شَيءٍ قَدِيْرٌ ، لَا اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ وَحْدَهٗ اَنْجَزَ وَعْدَهٗ وَ نَصَرَ عَبْدَهٗ وَ هَزَمَ الاَحْزَابَ وَحْدَهٗ (۲) ۔

اللہ کے سوا کوئی عبادت کے لائق نہیں وہ ایک ہے اس کا کوئی شریک وسہیم نہیں ،ملک اسی کا ہے ، حمد و ستائش کے تمام خزانے اسی کیلئے زیبا ہیں ، وہ سب چیزوں کی قدرت رکھتا ہے ، عبادت و بندگی کا حق صرف خدا کو ہے اسی نے اپنے وعدے کو پورا کیا ، اسی نے اپنے بندہ کی مدد فرمائی ، اسی نے تمام باطل فوجوں کو تاخت و تاراج کیا ۔

---

(۱)۔[شرح المواہب ،ص۱۰۵۔ج۳] ۔ (۲)۔[رواہ صحیح مسلم: ج۲۔ص۸۸۸ ۔ سنن ابن ماجہ : ج۲۔ص۱۰۲۳ ۔ مسند أحمد: ج۳۔ص۳۲۰ ۔ البدایۃ والنہایۃ: ج۵۔ص۱۴۷]

یہ دعا پڑھتے حضور پرنور ﷺ کو وہ وقت یاد آرہا تھا کہ چند سال پہلے یہی محمد اسی مکہ میں اکیلا تھا جہاں اس کو بولنے کا حق نہیں تھا جب اسے پریشان کیا گیا پھر وہ وقت بھی آیا کہ مکہ میں رہنا دوبھر ہوگیا ، پھر وطن مقدس کو بھی چھوڑ دیا ، اب وہی محمد ہے وہی مکہ ہے وہی عرب ہے کہ پہاڑوں کی چوٹیوں سے توحید کے نعرے فتح ونصرت کے ترانے گائے جارہے ہیں ۔

نویں ذی الحجہ کو عرفات کے میدان تشریف لائے میدان عرفات تمام کا تمام انسانوں سے بھرا پڑا تھا ،تل دھرنے کی جگہ تک نہ تھی ،سارا مجمع احکام الٰہی کی تعمیل میں ہمہ تن مصروف تھا ، حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے پہاڑی پر چڑھ کر اپنی اونٹنی جس کا نام قصواء تھا اس پر سوار ہوئے اور ایک خطبہ دیا ۔

اے لوگو ! میں خیال کرتا ہوں کہ میں اور تم پھر کبھی اس مجلس میں اکھٹے نہیں ہونگے ، اس کے بعد فرمایا ، لوگو سال پورے بارہ مہینے کا ہوتا ہے ، ان میں سے چار مہینے خاص طور سے قابل احترام ہیں تین مہینے تو مسلسل ہیں ذو القعدہ ذوالحجہ محرم الحرام اور چوتھا رجب المرجب ہے ۔

اس کے بعد فرمایا بتاؤ یہ کون سا مہینہ ہے ؟ صحابہ کرام نے عرض کیا ، اَللّٰہُ وَ رَسُوْلُہٗ اَعْلَمُ ، اللہ اور اس کا رسول ہی بہتر جانتا ہے ، آپ نے تھوڑی دیر کے بعد ارشاد فرمایا کہ کیا یہ ذوالحجہ نہیں ہے ؟ ہم نے عرض کیا بے شک یہ ذوالحجہ ہی ہے اس کے بعد فرمایا اَیُّ بَلَدٍ ھٰذَا؟ بتلاؤ یہ کون سا شہر ہے ؟ صحابہ کرام نے عرض کیا اَللّٰہُ وَ رَسُوْلُہٗ اَعْلَمُ اللہ اور اس کا رسول ہی

زیادہ جانتا ہے پھر تھوڑی دیر کے بعد ارشاد فرمایا کیا یہ بلدہ نہیں ہے ؟ بَلْدَہ مکہ کا پرانا نام تھا ، ہم نے کہا بے شک یہ بلدہ ہے ،اس کے بعد ارشاد فرمایا اَیُّ یَوْمٍ ھٰذَا ؟ یہ کون سا دن ہے؟ ہم نے عرض کیا کہ اللہ اور اس کے رسول ہی کو زیادہ علم ہے ،آپ نے فرمایا کیا آج یَوْمُ النَّحْرِ یعنی قربانی کا دن نہیں ہے؟ ہم نے کہا بے شک آج یَوْمُ النَّحْرِ ہے ، اس کے بعد ارشاد فرمایا : فَاِنَّ دِمَاءَ کُمْ وَ اَمْوَالَکُمْ وَ اَعْرَاضَکُمْ عَلَیْکُمْ حَرَامٌ کَحُرْمَةِ یَوْمِکُمْ ھٰذَا فِیْ بَلَدِکُمْ ھٰذَا فِیْ شَھْرِکُمْ ھٰذَا (۱) ۔

لوگو تمہارا خون ، تمہاری عزت ، تمہارا مال ایک دوسرے پر ہمیشہ کیلئے حرام ہے جیسا کہ آج کے مبارک اور مقدس دن میں خاص اس شہر مکہ اور اس مہینہ میں تم کسی کی جان لینا یا اس کا مال یا اس کی آبرو لوٹنا حرام سمجھتے ہو ، اس کے بعد ارشاد فرمایا اے لوگو عنقریب مرنے کے بعد تمہیں اللہ کے حضور حاضر ہونا ہے ، وہاں تمہارے اعمال کی جانچ پڑتال ہوگی ، دیکھو میں باخبر کرتا ہوں تم میرے بعد ایسے گمراہ نہ بن جانا کہ تم میں سے بعض بعض کی گردنیں مارنے لگیں ۔

پھر ارشاد فرمایا کہ اے لوگو ! بتاؤ کیا میں نے تمہیں اللہ کا پیغام مکمل طور پر نہیں سنایا ؟ سارے مسلمانوں نے بیک زبان کہا ، نَشْھَدُ اَنَّکَ قَدْ بَلَّغْتَ وَ اَدَّیْتَ وَ نَصَحْتَہ اے اللہ کے رسول ہم اس بات کی

(۱)۔[رواہ البخاری ، کتاب الحج ، باب الخطبة أیام منی ،رقم الحدیث: ۱۷۳۹۔۱۷۴۱۔۱۷۴۲۔]

گواہی دیتے ہیں کہ آپ نے وہ تمام احکامات ہم تک پہونچا دیئے ہیں جو آپ کو ملے تھے ، آپ علیہ السلام نے شھادت کی انگلی اٹھائی اور فرمایا ، اَللّٰھُمَّ اشْھَدْ ، اے اللہ گواہ رہیو ، اس طرح آپ نے تین مرتبہ فرمایا ۔

نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم جب اس خطبہ سے فارغ ہوئے تو اسی جگہ حضرت جبرئیل علیہ السلام یہ آیت مبارکہ لیکر نازل ہوئے ۔

اَلْیَوْمَ اَکْمَلْتُ لَکُمْ دِیْنَکُمْ وَ اَتْمَمْتُ عَلَیْکُمْ نِعْمَتِیْ وَ رَضِیْتُ لَکُمُ الْاِسْلَامَ دِیْناً (۱) ۔

آج میں نے تمہارے دین کو تمہارے لئے کامل کردیا اور تم پر اپنی نعمت کو پورا کردیا اور میں نے تمہارے لئے دینِ اسلام کو پسند کرلیا ۔

پھر اس کے بعد آپ نے یوم النحر کو ۶۳ اونٹ خود ذبح فرمائے ۶۳ اونٹ ذبح کرنا اس بات کی جانب اشارہ تھا کہ آپ کی عمر ۶۳ سال ہی ہے اور ہر سال کے بدلے ایک اونٹ ذبح فرمایا ، اور ۳۷ اونٹ حضرت علیؓ نے آپ کی جانب سے ذبح کئے (۲)۔

روایات میں آیا ہے کہ جب آپ اونٹ ذبح کرنے کیلئے تشریف لے گئے تو ہر ایک اونٹ آپ کے پاس دوڑا آتا تھا گویا زبان حال سے یہ کہہ رہا ہے اے اللہ کے رسول ! مجھے پہلے ذبح کیجئے ، آپ کے مبارک ہاتھوں ذبح ہونا میرے لئے سعادت و شادمانی کی بات ہے ۔

---

(۱)۔[سورۃ المائدۃ : پ۶ ۔ آیت ۳]۔ (۲)۔[تفصیل کیلئے زادالمعاد اور شرح المواہب کی طرف رجوع فرمائیں]

پھر آپ علیہ السلام خانۂ کعبہ آئے طواف فرمایا ، پھر آپ نے مدینہ کی راہ لی۔
جب یہ آیت کریمہ اَلْیَوْمَ اَکْمَلْتُ لَکُمْ دِیْنَکُمْ وَ اَتْمَمْتُ عَلَیْکُمْ نِعْمَتِیْ وَ رَضِیْتُ لَکُمُ الْاِسْلَامَ دِیْناً ۔
نازل ہوئی ، اکثر و بیشتر صحابہ کرامؓ خوشی ومسرت سے سرشار ہوگئے ، لیکن حضرت ابوبکرؓ جیسے دوراندیش اور بعض دوسرے صحابہ کرامؓ اس آیت کو سن کر آبدیدہ اور رنجیدہ ہوگئے ۔

منتہائے کمال نقصان است
گل بریزد بوقت سیرابی

جو شمع رسالت اس اندھیری دنیا میں روشنی کرنے آیا تھا وہ اب گل ہونے والا ہے ، وہ علومِ نبوت کا ٹھاٹھیں مارتا ہوا سمندر جو پیاسوں کو علم کے آبخورے دیا کرتا تھا ، وہ محسنِ انسانیت جس نے گم کردۂ راہ انسانوں کو انسانیت کا سبق سکھایا تھا وہ رخصت ہونے والا ہے اس لئے کہ اب دین مکمل ہوچکا ہے ، جب دین مکمل ہوچکا تو رسول اکرم ، شافع دوعالم احمد مصطفیٰ ، محمد مجتبیٰ صلی اللہ علیہ وسلم کا کام بھی ختم ہوچکا ہے ، لہٰذا آپ ﷺ عنقریب ہی داعی اجل کو لبیک کہنے والے ہیں ۔
پھر ایک دن وہ بھی آیا جس کا خطرہ پہلے ہی سے تھا ، وقت آن پہونچا ، زبانِ مبارک سے اَللّٰھُمَّ الرَّفِیْقَ الْأَعْلیٰ کی صدا گونج رہی تھی سارا عالم مبہوت تھا وہ چراغ آج گل ہوگیا ، جس کی روشنی آج تک باقی ہے ، وہ

چشمہ سوکھ گیا جس کا پانی اب تک باقی ہے ۔

سلام اس پر کہ جس نے بادشاہی میں فقیری کی

سلام اس پر کہ جس نے بے کسوں کی دستگیری کی

زبانِ صحابہؓ سے یہ الفاظ جاری ہو گئے کُلُّ مَنْ عَلَیْهَا فَانٍ ، وَّ یَبْقٰی وَجْهُ رَبِّکَ ذُوْ الْجَلٰلِ وَ الْاِکْرَامِ۔ بس ہمیشہ ہمیش رہنے والی ذات محض خدائے واحد کی ہے ۔

اے اللہ ہمیں رسول اللہ ﷺ کے نقش قدم کی پیروی

اور نیک عمل کی توفیق عطا فرما ۔

(آمین یارب العالمین)

رَبَّنَا تَقَبَّلْ مِنَّا اِنَّکَ اَنْتَ السَّمِیْعُ الْعَلِیْمُ ، وَ تُبْ عَلَیْنَا یَا مَوْلَانَا اِنَّکَ اَنْتَ التَّوَّابُ الرَّحِیْمُ ، وَ صَلَّی اللّٰهُ تَعَالٰی عَلٰی خَیْرِ خَلْقِهٖ سَیِّدِنَا مُحَمَّدٍ وَّ عَلٰی اٰلِهٖ وَ صَحْبِهٖ اَجْمَعِیْنَ

بِرَحْمَتِکَ یَا اَرْحَمَ الرَّاحِمِیْنَ .

و آخِرُ دَعْوَانَا اَنِ الْحَمْدُ لِلّٰهِ رَبِّ الْعَالَمِیْنَ

❁ ❁ ❁

حج دین اسلام کا پانچواں رکن

اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ رَبِّ الْعَالَمِیْنَ وَ الصَّلٰوةُ وَ السَّلَامُ عَلٰی سَیِّدِ الْمُرْسَلِیْنَ مُحَمَّدٍ وَّ آلِهٖ وَ اَصْحَابِهٖ اَجْمَعِیْنَ اَلطَّیِّبِیْنَ الْطَّاهِرِیْنَ

امّا بعد :۔ فأعوذ باللہ من الشیطان الرجیم بسم اللہ الرحمٰن الرحیم .

﴿ اَلْحَجُّ اَشْهَرٌ مَّعْلُوْمَاتٌ ، فَمَنْ فَرَضَ فِیْهِنَّ الْحَجَّ فَلَا رَفَثَ وَ لَا فُسُوْقَ وَ لَا جِدَالَ فِی الْحَجِّ وَ مَا تَفْعَلُوْا مِنْ خَیْرٍ یَّعْلَمْهُ اللّٰهُ وَ تَزَوَّدُوْا فَاِنَّ خَیْرَ الزَّادِ التَّقْوٰی وَ اتَّقُوْنِ یٰۤاُولِی الْاَلْبَابِ ﴾ (۱) صدق اللہ العظیم

حاضرین کرام ! اس وقت میں نے سورۃ البقرہ کی ایک آیت کریمہ تلاوت کی ہے اس آیت میں اللہ سبحانہٗ و تعالیٰ یوں ارشاد فرماتے ہیں ۔

"حج کے مہینے سبھی کو معلوم ہیں جو شخص ان مقررہ مہینوں میں حج کی نیت کرے اس کو اس بات سے ہوشیار رہنا چاہئے کہ اس سے میاں بیوی والا کوئی تعلق ، کوئی بدکاری ، کوئی لڑائی جھگڑے کی بات سرزد نہ ہو ، اور جو کام تم کروگے وہ اللہ کے علم میں ہوگا ، سفرِ حج کیلئے توشۂ سفر ساتھ لیجاؤ بے شک توشۂ سفر دوسروں کے آگے ہاتھ پھیلانے سے بچائے گا ، پس اے ہوشمندو میری نافرمانی سے بچو " ۔

---

(۱)۔[سورۃ البقرہ : پ۲ ۔ آیت ۱۹۷]

حج کا رواج حضرت ابراہیم علیہ السلام کے زمانہ سے قائم و رائج ہے لیکن اسلام کے علاوہ کسی بھی مذہب وملت میں حج فرض نہیں تھا ، حج کی فرضیت صرف امت محمدیہ کی خاص شان ہے ۔

۹ھ کا زمانہ تھا رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم مدینہ منورہ میں تشریف فرما تھے جبرئیل امین عرش الٰہی سے پیغام الٰہی لیکر بارگہِ نبوت پر حاضر ہوئے ، آیت کریمہ کا نزول ہوا ، وَ لِلّٰهِ عَلَى النَّاسِ حِجُّ الْبَيْتِ مَنِ اسْتَطَاعَ اِلَيْهِ سَبِيْلاً (۱) ” جو شخص بیت اللہ تک پہونچنے کی طاقت ووسعت رکھتا ہو اس پر بیت اللہ کا حج کرنا فرض ہے “

اس آیت کریمہ کے نازل ہونے کے بعد رسول اکرم ﷺ نے حضرات صحابہ کرامؓ کے ایک مجمع سے خطاب کرتے ہوئے ارشاد فرمایا :

اے مسلمانو ! اللہ نے تم پر حج فرض کیا ہے ، لہٰذا تم حج کرو ،ایک صحابی کھڑے ہوئے ، عرض کیا یارسول اللہ ! کیا ہر سال حج کرنا فرض ہے ؟ آپ نے سکوت فرمایا پھر ان صحابی نے دوبارہ یہی سوال کیا ، آپؐ پھر خاموش رہے ، تیسری مرتبہ پھر یہی سوال کیا ،آپؐ پھر بھی خاموش رہے ، اس کے بعد آپؐ نے فرمایا اگر میں کہہ دیتا کہ ہاں تو یقیناً ہر سال حج کرنا فرض ہوجاتا تمہارے اندر اتنی طاقت و وسعت نہیں کہ تم ہر سال حج کرتے (۲)

---

(۱) ۔[سورہ آل عمران: پ۴ ۔آیت ۹۷]۔ (۲)۔[رواہ الترمذی ،ابواب الحج ، باب : ما جاء کم فرض الحج ، رقم الحدیث:۸۱۴۔صحیح مسلم رقم الحدیث:۱۳۳۷۔ج ۲ص ۹۷۵ ۔ سنن البیہقی: باب وجوب الحج مرۃ واحدۃ۔ج ۴/ص ۳۲۵]

پھر آپؐ نے فرمایا مسلمانو! جس چیز کا میں حکم دوں اس پر عمل کرو ، جس پر خاموش رہوں تم بھی خاموش رہو، کثرتِ سوال سے بچو ، تم سے پہلی امتیں کثرتِ سوال کی ہی وجہ سے ہلاک و برباد ہوئی ہیں (۱) ۔

خود رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنی پوری حیاتِ طیبہ میں چار مرتبہ عمرہ ادا فرمایا، اور ہجرت سے پہلے تین زائد حج کئے ہیں ، علامہ بنوریؒ فرماتے ہیں ہجرت سے پہلے کتنے حج کئے اس کی صحیح تعداد معلوم نہیں البتہ ہجرت کے بعد آپ نے صرف ایک حج فرمایا جس کو حجۃ الوداع کے نام سے یاد کیا جاتا ہے۔

پھر ارشاد فرمایا ،مسلمانو ! حج و عمرہ ساتھ کرو اس لئے کہ یہ دونوں فقر وغربت اور گناہوں کو ایسا دور کر دیتے ہیں جیسے آگ کی بھٹی سونے چاندی کے میل کو دور کر دیتی ہے (۲) ۔

فرمایا رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم : مَنْ حَجَّ لِلّٰهِ فَلَمْ يَرْفُثْ وَ لَمْ يَفْسُقْ رَجَعَ كَيَوْمِ وَلَدَتْهُ اُمُّهٗ(۳) جس نے اللہ کیلئے اخلاص کے ساتھ حج کیا ، کوئی بدکاری فسق و فجور کی کوئی بات اس سے سرزد نہ ہوئی تو میں اس کے گناہ ایسے ختم کر دیتا ہوں جیسے اس دن تھا جس دن اس کی ماں نے اس کو جنا تھا ۔

حج کرنے والا اور عمرہ کرنے والا اللہ کا مہمان ہے اگر وہ اللہ سے دعا کرے تو اللہ تعالی اس کی دعا قبول کریگا اگر وہ مغفرت کا طلبگار ہوگا تو اس کی مغفرت

---

(۱)۔[رواہ الترمذی، ابواب الحج ،باب :ماجاء کم فرض الحج ،رقم الحدیث:۸۱۴] ۔(۲)۔[رواہ الترمذی و النسائی ، بحوالہ معارف الحدیث کتاب الحج ،رقم الحدیث: ۱۵۰ ج ۴ ص ۴۰۲] (۳)۔[رواہ البخاری ،کتاب الحج ،باب فضل الحج المبرور، رقم الحدیث :۱۵۲۱۔رواہ مسلم والنسائی وابن ماجہ والترمذی، بحوالہ الترغیب کتاب الحج ،باب الحج المبرور، رقم الحدیث:۲]

کی جائے گی ۔

پھر آپؐ نے فرمایا جب تم کسی حاجی یا عمرہ کرنے والے کو دیکھو تو اس کو سلام کرو اس سے مصافحہ کرو اس سے کہو کہ وہ تمہارے لئے استغفار کرے، اس لئے کہ اس کی مغفرت ہو چکی ہے (۱)۔

سفرِ حج سراسر عشق و محبت کا سفر ہے ، لہٰذا جو حضرات حرمین شریفین حاضری دینے والے ہیں ، انہیں چاہئے کہ اپنے اندر عشق الٰہی کا جذبہ پیدا کریں ، اور یہ حقیقت ہے کہ نہ ہمارے پاس وہ عشق و محبت ہے اور نہ وہ جذبۂ و تڑپ ، اس لئے کم از کم جب کعبۃ اللہ پہونچیں تو ہمارے پاس ندامت کے آنسو اور گناہوں کا احساس ہو ۔

مورخین لکھتے ہیں کہ ایک فاحشہ و بدکار عورت حضرت جنید بغدادیؒ کی خدمت میں حاضر ہوکر اپنے گناہوں سے توبہ کی ، توبہ کرکے حج کیلئے روانہ ہوئی ، جوں ہی کعبۃ اللہ پر اس کی نظر پڑی کہنے لگی ۔

پروردگارا ، کہاں میں گندی اور گنہگار اور کہاں تیرا پاک و مقدس گھر یہ تیری بندہ پروری ہے ۔

میرے آقا ! میرے آنے سے کہیں تیرا پاک گھر ناپاک نہ ہوجائے یہ کہا اور چیخ مار کر گر پڑی اور اس کا انتقال ہوگیا ۔

اسی طرح ایک بزرگ کعبۃ اللہ کا طواف کر رہے تھے ، جب بھی وہ لبیک

---

(۱)۔[رواہ أحمد ، بحوالہ معارف الحدیث کتاب الحج ،رقم الحدیث :۱۵۲ ۔ج ۴/ص ۴۰۲]

کہتے ، آسمان سے صدا آتی لَا لَبَّیْکَ تیری حاضری ہمیں منظور نہیں ، ایک نوجوان بزرگ کے ساتھ طواف کررہا تھا اس نے آواز سن لی کہنے لگا ، چچا محترم ! جب آپ کی لَبَّیْکَ پہ لَا لَبَّیْکَ کی صدا آتی ہے تو آپ یہاں سے چلے کیوں نہیں جاتے ہیں ؟ بزرگ نے فرمایا ، اے نوجوان تونے ایک مرتبہ لَا لَبَّیْکَ سنا ، تیرا دل ٹوٹ گیا ، میں ستر سال سے حج کررہا ہوں اور یہ آواز برابر سنتا رہا ہوں ، اور اس در کے علاوہ کوئی دوسرا در بھی تو نہیں کہ وہاں چلا جاؤں ۔

یہ کہنا تھا کہ اس کے بعد جو لَبَّیْکَ کہا تو ہاتف غیبی نے صدا دی لَبَّیْکَ یَا عَبْدِیْ اے میرے بندے تیری حاضری ہمیں قبول ہے ۔

اس لئے آپ حضرات انتہائی عاجزی وندامت کے ساتھ لبیک کہئے کہیں ایسا نہ ہو کہ ہماری لبیک بھی رد ہو جائے ، اللہ ہم سب کی حفاظت فرمائے۔

حضرات علمائے کرام لکھتے ہیں مکہ مکرمہ کے دورانِ قیام جتنا ہو سکے کثرت طواف کا اہتمام کرے اس لئے کہ طواف صرف اور صرف مکہ مکرمہ میں ہوتا ہے ، اور مدینہ کے دورانِ قیام درود وصلاۃ کا بکثرت اہتمام کرے۔

حضور علیہ الصلوٰۃ والتسلیم نے ارشاد فرمایا : مَنْ حَجَّ فَزَارَ قَبْرِیْ بَعْدَ مَوْتِیْ کَانَ کَمَنْ زَارَنِیْ فِیْ حَیَاتِی (۱) ، جس نے میرے دنیا سے پردہ فرمانے کے بعد میرے قبر کی زیارت کی اس نے میری زندگی میں میری زیارت کی ۔

(۱)۔[رواہ البیہقی فی شعب الایمان و الطبرانی فی الکبیر و الاوسط بحوالہ معارف الحدیث کتاب الحج رقم الحدیث:۲۱۹ ج ۴ ص ۴۵۸ ۔سنن دار قطنی : رقم الحدیث:۱۹۲ ۔المعجم الکبیر : رقم الحدیث:۱۳۴۹۷۔۱۲/۴۰۶]

آپ کے روضۂ اطہر پر حاضری دینے والے حضرات کو چاہئے کہ سرتاپا احترام اور مجسم باادب ہوکر حاضری دیں ،اس لئے کہ یہ مقام ادب ہے جہاں جبرئیل امین جیسا مقدس ومحترم فرشتہ بھی بصدادب واحترام حاضری دیتا ہے ، یہی وہ مقدس و بابرکت جگہ ہے جس کی گلیوں میں قرآن عظیم کی آیات بابرکات کا نزول ہوا کرتا تھا ۔

آپ علیہ السلام نے ارشادفرمایا مدینہ میری ہجرت کا مقام ہے اور وہی میرا مدفن ہے ، قیامت کے دن وہیں سے میں اٹھوں گا ، جوشخص میرے مدینہ والوں کے حقوق کی حفاظت کرے گا قیامت کے دن میں اس کی شفاعت کرونگا اوراس کے ایمان کی گواہی دونگا ، جومدینہ والوں کے ساتھ برائی کرے گا وہ ایسے گھل جائے گا جیسے نمک پانی میں گھل جاتا ہے(۱)۔ لہٰذا خوب یاد رکھئے

یہ بارگہِ ناز رسول عربی ہے ۔ پلکوں کا جھپکنا بھی یہاں بے ادبی ہے

حج اور عمرہ کے بہت سارے مسائل ہیں آخر میں حج اورعمرہ کے فرائض و واجبات سن لیں،عمرہ میں دو فرض ہیں (۱)۔احرام باندھنا (۲)۔اورطواف کرنا ۔ اور دو واجب ہیں (۱) ۔ صفا اور مروہ کے درمیان سعی کرنا ، (۲)۔ حلق کرانا ۔ (۲)

---

(۱)۔[عن سعد قال قال رسول اللہ ؐ لا یَکِیْدُ اَھْلَ المَدِیْنَۃِ اَحَدٌ اِلَّا انْمَاعَ کَمَا یَنْمَاعُ الْمِلْحُ فِیْ الْمَاءِ (متفق علیہ) مشکوۃ المصابیح باب حرم المدینۃ حرسھا اللہ تعالی۔رقم الحدیث:۲۷۲۳]

(۲) ۔[(والعمرۃ فی العمر مرۃ سنۃ مؤکدۃ) ۔(وھی احرام وطواف وسعی) وحلق أوتقصیر۔حاشیۃ ابن عابدین (ردالمحتار علی الدرالمختار شرح تنویرالأبصار)۔کتاب الحج:الجزء الثالث ۔الصفحہ: ۴۷۵۔۴۷۶]

حج میں تین فرض ہیں (۱)۔ احرام باندھنا (۲)۔۹ ذی الحجہ کو زوال کے بعد میدان عرفات میں ٹھہرنا ۔(۳)۔ ۱۰ ذی الحجہ سے ۱۲ ذی الحجہ کے غروب آفتاب سے پہلے پہلے تک طواف زیارت کرنا (۱)۔

عورت کو اگر حیض آرہا ہے تو وہ پاک ہونے بعد طوافِ زیارت کرے گی، اگر ان تین فرائض میں سے ایک فرض بھی چھوٹ گیا تو دم دینے سے بھی حج ادا نہ ہوگا بلکہ آئندہ سال دوبارہ حج کرنا پڑے گا ۔

حج کے واجبات ۶ ہیں (۱)۔صفا و مروہ کے درمیان سعی کرنا (۲)۔مزدلفہ میں ٹھہرنا (۳)۔شیطان کے نشانات پر کنکری مارنا (۴)۔سر کے بال نکالنا (۵)۔وداعی طواف کرنا (۶)۔قربانی کرنا۔ (۲)

اگر حج کے زمانہ میں عورت کو ماہواری آرہی ہو تو طواف زیارت کے سوا سارے ارکان ادا کرسکتی ہے ۔

دعا کیجئے کہ اللہ رب العزت حجاج کرام کی حرمین شریفین کی حاضری کو قبول فرمائے اور ہمیں بھی بار بار حج بیت اللہ کی توفیق عطا فرمائے ۔

(آمین یارب العالمین)

و آخِرُ دَعْوَانَا اَنِ الْحَمْدُ لِلّٰہِ رَبِّ الْعَالَمِیْنَ

---

(۱)۔[الحج (فرضہ) ثلاثۃ (الاحرام)۔(والوقوف بعرفۃ)۔و(طواف الزیارۃ) ۔حاشیۃ ابن عابدین (ردالمحتار علی الدرالمختار شرح تنویرالأبصار۔کتاب الحج:الجزءالثالث۔الصفحۃ: ۴۶۸ ۔۴۶۹]۔

(۲)۔[قلت:لکن واجبات الحج فی الحقیقۃ الخمسۃ الأول المذکورۃ فی المتن و الذبح ۔ حاشیۃ ابن عابدین (ردالمحتار علی الدرالمختار شرح تنویرالأبصار۔کتاب الحج:الجزءالثالث۔الصفحۃ: ۴۶۹]

عیدِ قرباں ، ایثار کی عظیم مثال

اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ الَّذِیْ هَدَانَا لِهٰذَا وَ مَا كُنَّا لِنَهْتَدِیَ لَوْ لَا اَنْ هَدَانَا اللّٰهُ وَ نَشْهَدُ اَنْ لَا اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ وَحْدَهٗ لَا شَرِیْکَ لَهٗ وَ نَشْهَدُ اَنَّ مُحَمَّدًا عَبْدُهٗ وَ رَسُوْلُهٗ ۔

اَمابعد :۔ فَاَعوذ باللہ من الشیطان الرجیم بسم اللہ الرحمٰن الرحیم .

﴿ فَلَمَّا بَلَغَ مَعَهُ السَّعْیَ قَالَ یَا بُنَیَّ اِنِّیْ اَرٰی فِی الْمَنَامِ اَنِّیْ اَذْبَحُکَ فَانْظُرْ مَاذَا تَرٰی قَالَ یَا اَبَتِ افْعَلْ مَا تُؤْمَرُ سَتَجِدُنِیْ اِنْ شَآءَ اللّٰهُ مِنَ الصّٰبِرِیْنَ ﴾(۱) صدق اللہ العظیم

حاضرینِ کرام! اس وقت میں نے جس آیتِ کریمہ کی تلاوت کی ہے وہ سورۂ صافات کی ایک آیتِ کریمہ ہے ، اس آیت میں اللہ سبحانہ وتعالیٰ یوں ارشاد فرمارہے ہیں ۔

”جب حضرت اسماعیل علیہ السلام چلنے پھرنے کی عمر کو پہنچے تو ابراہیم علیہ السلام نے کہا ، اے میرے لختِ جگر میں نے خواب میں دیکھا ہے ، کہ میں تم کو ذبح کررہا ہوں ، اب تم بتلاؤ تمہاری رائے کیا ہے ؟ حضرتِ اسماعیل نے کہا ، اے میرے ابا جان ! آپ بلا جھجک وہی کیجئے جس کا آپ کو حکم دیا گیا ہے ، ان شاء اللہ آپ مجھے صبر کرنے والوں میں پائیں گے “ ۔

حضرت ابراہیم علیہ السلام اللہ کے نبی برحق ہیں خدائے وحدہ لاشریک نے

(۱)۔[سورۃ الصافات :پ ۲۳ ۔ آیت ۱۰۲]

آپ کوعراق کی طرف نبی بنا کر بھیجا،عراق جس کا پرانا نام بابل ہے ،اس کے بسنے والوں کو خدائے واحد کی طرف بلایا ، قوم نے آپ کی باتوں کوٹھکرادیا ، آپ مایوس ہوگئے آپ کی دعوت پرصرف آپ کی زوجہ حضرت سارہ اورآپ کے بھتیجے اور مستقبل کے نبی حضرت لوط علیہ السلام ایمان لائے ، وحی ربانی کے ذریعہ حکم ہوا کہ ملکِ شام کی طرف ہجرت کر جاؤ ، اللہ کے حکم کے مطابق حضرت ابراہیم علیہ السلام اپنی اہلیہ حضرت سارہ اور حضرت لوط علیہ السلام کولے کرعراق کے مختلف حصوں سے گذرتے ہوئے ملک شام پہنچے،اس وقت آپ کی عمر مبارک ۸۰ سال سے کچھ زیادہ ہوچکی تھی ۔

آپ ابھی تک اولاد سے محروم تھے ، بڑے ارمانوں اورامیدوں کے ساتھ اللہ رب کریم سے یوں دعا کی ، رَبِّ هَبْ لِیْ مِنَ الصّٰلِحِیْن ، اے پروردگارِعالم مجھے ایک نیک فرزند عطا فرما اللہ رب العزت نے ابراہیم علیہ السلام کی دردبھری آواز ، امیدبھری التجا کو عرش پر سنا ، دعاقبول ہوئی ۔

علمائے کرام لکھتے ہیں جوشخص اولاد سے محروم ہو وہ ابراہیم علیہ السلام کی اس دعا کوکثرت سے پڑھا کرے ، توان شاءاللہ اس دعائے ابراہیمی کی برکت سے اللہ تعالی بے اولاد کو اولاد سے نوازدیں گے ، حضرتِ ابراہیم علیہ السلام کی دعاقبول ہوئی اور آپ کی دوسری اہلیہ حضرت ھاجرہ سے حضرت اسماعیل پیدا ہوئے ، جس وقت حضرت اسماعیل پیدا ہوئے اس وقت حضرت ابراہیمؑ ۸۶ سال کے تھے ۔

گویا اللہ تبارک وتعالی نے بتلا دیا کہ بڑھاپے میں اولاد کا ہونا قدرت کے آگے کوئی بڑی بات نہیں ، وہ چاہے تو آدم اور حوا کو بلا ماں باپ کے پیدا کر دے ، وہ چاہے تو بلا باپ کے عیسیٰ کو پیدا کر دے ، وہ چاہے تو پہاڑ کے پیٹ سے حاملہ اونٹنی کو پیدا کر دے، یاد رکھو اللہ کے خزانے میں لفظ ناممکن نہیں ۔

حضرت اسماعیل پیدا ہو گئے اور جب ۱۳ سال کے ہوئے، جب باپ کا سہارا بننے کے لائق ہوئے تو حضرت ابراہیم نے خواب دیکھا کہ حضرت اسماعیل کو ذبح کر رہے ہیں، صبح بیدار ہوئے حضرت اسماعیل کو بلایا اور فرمایا ، یٰبُنَیَّ اِنِّیۡۤ اَرٰی فِی الۡمَنَامِ اَنِّیۡۤ اَذۡبَحُکَ فَانْظُرْ مَاذَا تَرٰی(۱)۔

اے میرے لختِ جگر ! اے میرے نورِ نظر !میں نے خواب میں دیکھا ہے کہ میں تم کو اللہ کے حکم سے ذبح کر رہا ہوں ، اب تو بتلا تیری کیا رائے ہے ۔

حضرت اسماعیل تیرہ سال کی عمر میں وہ جواب دیتے ہیں کہ خدائے قادر کو وہ جواب اور وہ انداز اتنا پسند آیا کہ قرآن نے ان کے جواب کو یوں نقل کیا ہے ۔

قَالَ یٰۤاَبَتِ افۡعَلْ مَا تُؤْمَرُ سَتَجِدُنِیۡۤ اِنْ شَآءَ اللّٰہُ مِنَ الصّٰبِرِیۡنَ (۲)۔

کہا حضرتِ اسماعیل نے ، اے میرے ابا جان آپ بلا جھجک وہی کیجئے جس کا اللہ نے حکم دیا ہے ، ان شاء اللہ آپ مجھے صبر کرنے والوں میں پائیں گے ۔

حضرت ابراہیم اپنے لختِ جگر کو لے کر منیٰ کے میدان کی طرف آئے تا کہ اللہ کے حضور اپنے جگر کے ٹکڑے کو قربان کریں ، شیطان نے آپ کو تین

---

(۱)۔[سورۃ الصّٰفّٰت پ۲۳ ۔آیت ۱۰۲] ۔(۲)۔[سورۃ الصّٰفّٰت پ۲۳ ۔آیت ۱۰۲]

مرتبہ بہکانے کی کوشش کی ، وہ تو اللہ کے نبی برحق تھے وہ کیسے بہک سکتے تھے، حضرت ابراہیمؑ نے شیطان کو تینوں مقامات پر سات سات کنکریاں مار کر بھگایا، آج تک جو بھی اللہ کے بندے یا بندیاں اللہ کے گھر کا حج کرنے جاتے ہیں ، منیٰ کے میدان میں تینوں جمرات پر سات سات کنکریاں مار کر حضرت ابراہیمؑ کے اس مبارک اور نازک عمل کی یاد تازہ کرتے ہیں اور اِنْ شَاءَ اللّٰہُ قیامت تک کرتے رہیں گے ۔

آخر کار جب دونوں باپ بیٹے قربان گاہ پہونچے تو حضرت اسماعیل نے کہا ابّا جان ! مجھے خوب اچھی طرح سے باندھ دیجئے ،تا کہ میں زیادہ تڑپ نہ سکوں ، اور اپنے کپڑوں کو بھی مجھ سے بچایئے ایسا نہ ہو کہ آپ کے کپڑے پر میرا خون گرے اور میرا ثواب کم ہو جائے ، اور اگر میری والدہ نے میرا خون دیکھ لیا ، تو ماں کی ممتا تڑپ جائے گی ، اور اپنا چاقو بھی خوب تیز کر لیجئے ، اور میری حلق پر ذرا جلدی جلدی پھیرئے تا کہ میرا دم آسانی سے نکل جائے ، کیونکہ موت بہت سخت چیز ہے اور جب آپ میری والدہ کے پاس پہونچیں تو ان کو میرا پیار بھرا سلام سنا دیجئے ، اور میری یہ قمیص میری والدہ کو دیدیں ، شاید ماں کی ممتا اس قمیص کو دیکھ کر صبر کر لے ۔

ذرا تصور کیجئے ، اکلوتے بیٹے کی زبان سے یہ الفاظ سن کر ایک بوڑھے باپ پر کیا گذری ہوگی ،لیکن وہ صرف اسماعیل کا باپ نہ تھا ، بلکہ اللہ کا نبی اور خلیل تھا ، استقامت کا پہاڑ تھا بڑے تحمل اور برداشت سے جواب دیا ،اے میرے لال !

تم اللہ کا حکم پورا کرنے کے لئے میرے کتنے اچھے مددگار ہو یہ کہہ کر اپنے بیٹے کو بوسہ دیا ،آنکھوں میں آنسو لیتے ہوئے اسماعیل کو باندھا ، اور سیدھا لٹا دیا ، ہاتھ میں چھری پکڑ لی ۔

آج تک آسمان نے وہ منظر نہیں دیکھا کہ کوئی باپ اپنے لاکھوں ارمانوں اور خواہشوں سے پالی ہوئی اولاد کو ذبح کر رہا ہو ،لیکن آج چشمِ فلک بھی دیکھ رہی ہے اور فرشتے بھی دم بخود ہیں ۔

حضرت ابراہیمؑ نے حضرت اسماعیل کے حلق پر چھری رکھ دی پھیرتے ہیں ،چھری چلاتے ہیں ،لیکن حضرت اسماعیل کا نرخرہ کٹتا نہیں ۔

حضرت اسماعیل نے کہا اباجان مجھے کروٹ لٹا دیجئے ، اس لئے کہ جب آپ کو میرا چہرہ نظر آتا ہے تو باپ کی محبت جوش مارنے لگتی ہے،اور چاقو والے ہاتھ میں کپکپی آجاتی ہے ، اور میں جب چاقو کو دیکھتا ہوں تو گھبرانے لگتا ہوں، اس لئے آپ مجھے کروٹ لٹا دیجئے ،تا کہ ایک باپ اپنے معصوم اور لاڈلے کو نہ دیکھ سکے ۔

فَلَمَّا اَسْلَمَا وَ تَلَّهٗ لِلْجَبِیْنِ(۱) جب ابراہیمؑ نے اسماعیل کو کروٹ لٹا دیا، اور چھری حلقومِ اسماعیل تک پہنچی ہی تھی کہ ھاتف غیبی نے آواز دی، وَ نَادَیْنٰهُ اَنْ یّٰۤاِبْرٰهِیْمُ قَدْ صَدَّقْتَ الرُّءْیَا (۲) پردۂ غیب سے ہم نے ابراہیم کو پکارا ، اور اس کڑی آزمائش میں کامیابی اور قربانی کی قبولیت کا مژدہ سنایا ۔

---

(۱)۔[سورۃ الصّٰفّٰت پ۲۳ آیت ۱۰۳] ۔(۲)۔[سورۃ الصّٰفّٰت پ۲۳ آیت ۵۔۱۰۴]

یہ آواز سن کر حضرت ابراہیم نے اپنا چاقو روکا اور آسمان کی طرف دیکھا ، تو حضرت جبرئیلؑ مسکراتے ہوئے اپنے ہاتھ میں ایک جنت کا دنبہ لئے کھڑے ہیں ، جبرئیل امین نے عرض کیا کہ اسماعیل کے بدلے اس دنبہ کی قربانی دیجئے ۔

حضرت اسماعیل جب زمین پر اللہ کے راستے میں قربان ہونے کے لئے لیٹے تھے تو صرف اسماعیل تھے ، لیکن جب اٹھے تو کائنات نے انھیں ذبیح اللہ کے لقب سے پکارا ، حضرات علمائے کرام لکھتے ہیں کہ وہ جنتی دنبہ جس کی قربانی حضرت ابراہیمؑ نے دی ، یہ وہی دنبہ تھا جس کی قربانی حضرت آدم علیہ السلام کے صاحبزادے ہابیل نے دی تھی ۔

قربانی کے معنی کیا ہیں ؟ حضرات علمائے کرام لکھتے ہیں ، کسی حلال جانور کو اللہ رب العزت کے حضور اس کی رضا و خوشنودی حاصل کرنے کی نیت سے ذبح کرنا قربانی کہلاتا ہے ۔

جب سے حضرت آدم علیہ السلام اس دنیا میں تشریف لائے اور دنیا آباد ہوئی ، اس وقت سے قربانی کا وجود ملتا ہے ، روئے زمین پر سب سے پہلی قربانی حضرتِ آدم علیہ السلام کے دو بیٹے ہابیل اور قابیل نے دی ، اسی طرح حضرت نوحؑ بہت سارے جانوروں کو اللہ کے لئے ذبح کیا کرتے تھے ، پھر آسمان سے آگ آتی تھی ، اور ان قربان شدہ جانوروں کو جلا دیا کرتی تھی ، حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا : پچھلی امتوں پر قربانی کا گوشت حلال نہیں تھا

بلکہ جس کی قربانی اللہ کے دربار میں مقبول ہوتی، آسمان سے ایک آگ آتی اور قربانی کے جانور کو جلادیتی تھی اور جس کی قربانی اللہ کے یہاں مقبول نہ ہوتی اس کو آگ نہ جلاتی ، لیکن اللہ کا اس امت پر ہزار احسان ہے کہ اس نے قربانی کے جانور کو امت مسلمہ کے لئے حلال کردیا ، ارشاد فرمایا رسول محترم صلی اللہ علیہ وسلم نے اُحِلَّتْ لِیَ الغَنَائِمَ (۱) ، اللہ نے مالِ غنیمت کو اور قربانی کے جانور کے گوشت کو ہمارے لئے حلال کردیا ۔

بہر حال جس طرح اور امتوں پر قربانی لازم تھی اس امت پر بھی قربانی کو واجب قرار دیا، امت کی یہ قربانیاں اللہ کے حکم سے حضرت اسماعیلؑ کی یاد تازہ کرنے کے لئے کی جاتی ہیں ۔

حضرتِ صحابہ کرامؓ نے سوال کیا یَا رَسُوْلَ اللّٰہِ مَا ھٰذِہِ الأَضَاحِی ؟(۲) یہ قربانیاں کیا چیز ہیں ؟ فرمایا رسولِ محترمؐ نے سُنَّۃُ اَبِیْکُمْ اِبْرَاھِیْمَ (صَلْوَاتُ اللّٰہِ وَ سَلَامُہٗ) یہ تمہارے روحانی باپ حضرت ابراہیم علیہ السلام کی سنت ہے ، حضراتِ صحابہؓ نے عرض کیا فَمَالَنَا فِیْھَا یَا رَسُوْلَ اللّٰہِ ؟ قربانی کرنے میں ہمارے لئے کیا ثواب ہے ؟ فرمایا نبی رحمتؐ نے بِکُلِّ شَعْرَۃٍ مِنَ الصُّوْفِ حَسَنَۃٌ قربانی کے جانور کے ہر بال کے بدلہ تمہارے لئے ایک نیکی ہے (۳)۔

---

(۱)[رواہ البزار واسنادہ جیدا لاان فیہ انقطاعاً والأحادیث من ھذا النوع کثیرۃ جداً فی الصحاح وغیرھا ،بحوالہ الترغیب رقم الحدیث ۹۳ بحوالہ الترغیب ج ۴/۴۳۳] (۲)[رواہ احمد وابن ماجہ باب العتیرۃ ،بحوالہ مشکوٰۃ المصابیح باب فی الأضحیۃ رقم الحدیث: ۱۴۹۰] (۳)[رواہ ابن ماجہ، ابواب الأضاحی ۔رقم الحدیث: ۳۱۲۷]

قربانی کا وقت عید کی نماز کے بعد سے لیکر بارہویں تاریخ کے آفتاب غروب ہونے تک ہے ، البتہ پہلے دن کرنا افضل ہے ، رات میں قربانی کرنا مناسب نہیں ہے ، قربانی ہر اس مسلمان عاقل بالغ مقیم پر واجب ہے ، جس کے پاس ساڑھے باون تولہ چاندی یا ساڑھے سات تولہ سونا یا اس کی قیمت کے بقدر رقم ہو تو اس پر قربانی واجب ہے ۔ (۱)

قربانی صرف بکرا بکری ،بھیڑ،دنبہ، گائے بیل ،بھینس بھینسا،اونٹ اونٹنی کی درست ہے ، ان کے علاوہ کسی دوسرے جانور کی قربانی درست نہیں ، بکرا، بکری،دنبہ بھیڑ ایک شخص کی جانب سے اور گائے بیل ،بھینس اونٹ سات آدمی کی جانب سے ذبح کئے جاتے ہیں ، بکرا ، بکری ، دنبہ ، بھیڑ ایک سال کا ہو یا اتنا موٹا تازہ ہو کہ ایک سال کا معلوم ہوتا ہو ، گائے بیل اور بھینس دو سال کے ہوں ، اور اونٹ پانچ سال کا ہو ، اس سے کم کا اگر ہو تو قربانی جائز نہیں ،(۲) اور خصی جانور کی قربانی مستحب ہے۔

قربانی کا جانور عمدہ سے عمدہ ہونا چاہئے ، حدیث میں آیا ہے کہ کل قیامت کے دن یہ قربانی کا جانور ہمارے لئے پلِ صراط کی سواری بنے گا (۳)۔

قربانی کے آداب سنئے قربانی کے جانور کو چند روز پہلے پالنا افضل ہے ، قربانی سے پہلے چھری خوب تیز کرلے قربانی اپنے ہاتھ سے کرنا مستحب ہے ،

---

(۱)۔[حاشیہ ابن عابدین، ردالمحتار علی الدر المختار شرح تنویر الأبصار: کتاب الأضحیۃ ،الجزء التاسع ۔ص ۴۵۵ ۔احسن الفتاوی :جلد چہارم ۔کتاب الزکاۃ ،ص ۲۶۴](۲)۔[حاشیہ ابن عابدین، ردالمحتار علی الدر المختار شرح تنویر الأبصار: کتاب الأضحیۃ ،الجزء التاسع ۔ص ۴۶۵](۳)[تفسیر القرطبی ۵/ ۱۱۱ ۔بدائع الصنائع ۵/ ۸۰ ۔المبسوط للسرخسی ۱۲/ ۱۰]

ایک جانور کو دوسرے جانور کے سامنے ذبح کرنا درست نہیں ،ذبح کرنے کے بعد جب تک جانور پوری طرح ٹھنڈا نہ ہوجائے اس کا چمڑا نہ اتارا جائے ۔

قربانی کا پورا گوشت خود استعمال کرنا جائز ہے لیکن مستحب یہ ہے کہ تین حصے کرے ایک حصہ اپنے لئے ، ایک حصہ رشتہ داروں کیلئے ، اور ایک حصہ غرباء اور فقراء کیلئے ، قربانی کا گوشت غیر مسلم کو دے سکتے ہیں ۔

آخر میں یہ مسئلہ خاص طور سے یاد رکھیں کہ حلال جانور کی سات چیزیں حرام ہیں، اور وہ یہ ہیں (۱)۔ بہتا ہوا خون (۲)۔ پتہ (۳)۔نر جانور کی شرمگاہ (۴)۔ مادہ جانور کی شرمگاہ (۵)۔ کپورے (۶)۔ غدود (۷)۔مثانہ (۱)

اکثر احباب کپورے بڑے شوق سے کھاتے ہیں ، یاد رکھئے یہ حرام ہیں، بلکہ مسلمان قصاب کو اس کا بیچنا بھی حرام ہے ۔

اللہ تعالی ہمیں اور آپ کو کہنے سننے سے زیادہ عمل کرنے کی توفیق عطا فرمائے۔

(آمین یارب العالمین)

وَ آخِرُ دَعْوَانَا اَنِ الحَمْدُ للّٰہِ رَبِّ الْعَالَمِیْنَ .

---

(۱)۔[عَنْ مُجَاهِدٍ قَالَ : كَانَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ يَكْرَهُ مِنَ الشَّاةِ سَبْعًا : الدَّمَ وَ الْمَرَارَ وَالذَّكَرَ وَ الْأُنْثَيَيْنِ وَ الْحَيَا وَ الْغُدَّةَ وَ الْمَثَانَةَ ، رواه البيهقى فى السنن الكبرى (۴۰۱/۱۴) رواه ابوداؤد فى المراسيل (ص۱۹)۔ المعجم الأوسط: رقم الحديث: ۹۴۸۰۔ج۹۔ص۱۸۱۔مجموع الفتاوى :ج۹۔ص۶۶۔] ۔ [ما يحرم أكله من أجزاء الحيوان المأكول سبعة : الدم المسفوح و الذكر و الأنثيان و القبل و الغدة و المثانة و المرارة : بدائع : حاشية ابن عابدين (ردالمحتار على الدرالمختار شرح تنويرالأبصار۔كتاب الذبائح ۔:الجزء التاسع ۔الصفحہ: ۴۵۱].

قربانی اسوۂ ابراہیمی کی یادگار

اَلْحَمْدُ لِلّٰہِ وَحْدَہٗ وَ الصَّلوٰۃُ وَ السَّلَامُ عَلٰی مَنْ لَا نَبِیَّ بَعْدَہٗ وَ عَلٰی اٰلِہٖ وَ اَصْحَابِہٖ اَجْمَعِیْنَ ۔

اَمابعد :۔ فَاَعوذ باللہ من الشیطان الرجیم بسم اللہ الرحمٰن الرحیم .

﴿ قُلْ اِنْ کُنْتُمْ تُحِبُّوْنَ اللّٰہَ فَاتَّبِعُوْنِیْ یُحْبِبْکُمُ اللّٰہُ ، وَ یَغْفِرْ لَکُمْ ذُنُوْبَکُمْ ، وَ اللّٰہُ غَفُوْرٌ رَّحِیْمٌ ﴾ . (۱) صدق اللہ العظیم

وہ فیضانِ کرم تھا یا کہ مکتب کی کرامت تھی
سکھائے کس نے اسماعیل کو آدابِ فرزندی

حاضرین کرام ! اس وقت میں نے سورۂ آل عمران کی ایک آیت کریمہ تلاوت کی ہے، اس آیت میں اللہ سبحانہٗ وتعالیٰ یوں ارشاد فرمارہے ہیں ۔

'' اے پیارے نبی ﷺ ! آپ فرمادیجئے اگر تم اللہ سے محبت کرتے ہو تو میری اتباع کرو اللہ تم سے محبت کرے گا '' ۔

آج کا دن وہ مبارک دن ہے جس دن اللہ کے برگزیدہ اور پیارے نبی حضرت ابراہیم خلیل اللہ علیہ الصلوٰۃ والسلام اپنے لاڈلے بیٹے حضرت اسماعیل علیہ السلام کی قربانی کا ارادہ فرما کر اللہ کی محبت اور اللہ کے عشق میں پورے اترے اس دنیا میں جو بھی فساد ہوتا ہے یا جو بھی واقعہ پیش آتا ہے ،اس کی اصل وجہ عشق ومحبت ہے ۔

---

(۱)۔[سورہ آل عمران :پ۳۔آیت ۳۱]

علمائے کرام لکھتے ہیں کہ محبت کی دو قسمیں ہیں ایک محبت محمود اور مطلوب ہے اور دوسری مذموم وناپسندیدہ ہے ، جو عشق اور محبت اللہ سے ہو یا دین سے ہو وہ محمود ہے ، اللہ کو پسند ہے اور جو محبت دنیا سے اور دنیا کی چیزوں سے ہو وہ محبت مذموم ہے ، یعنی اللہ کو وہ محبت پسند نہیں ۔

حضرت آدم علیہ السلام کے زمانہ سے لیکر حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کے زمانہ تک جتنے بھی واقعات پیش آئے ہیں کہیں نہ کہیں اس کی بنیاد عشق و محبت سے ضرور ملے گی۔

اللہ رب العزت نے جب آدم علیہ السلام کو پیدا فرمایا تو وہ اکیلے تھے ان کا دل گھبرانے لگا ، تو اللہ نے حضرت حوّا کو پیدا فرمایا پھر دونوں کو جنت میں رہنے کا حکم ہوا ، اور اللہ نے حضرت آدمؑ کو حکم دیا کہ اے آدم ! جنت کی ساری نعمتیں تمہارے لئے ہیں لیکن ایک درخت ایسا ہے کہ اس کا پھل تمہارے لئے حرام ہے ، اس کے قریب بھی نہ جانا ،شیطان نے حضرت آدم کو بہکایا ، حضرت آدم بہک نہ سکے تو شیطان نے حضرت حوا کو پٹی پڑھائی ، یہ ایک مبارک درخت ہے اس کے کھانے سے انسان ہمیشہ ہمیش جنت میں رہتا ہے ، حضرت حوا بہک گئیں انہوں نے حضرت آدمؑ کو پھسلایا حضرت آدم علیہ السلام حضرت حوا کی محبت میں اس درخت کے دانہ کو کھالیا (۱) ، تھوڑی دیر کے لئے حضرت حوا کی محبت آدم علیہ السلام پر غالب آ گئی ،اور اللہ کی محبت مغلوب ہوگئی ،

(۱)۔[وَ قُلْنَا یٰۤاٰدَمُ اسْكُنْ اَنْتَ وَ زَوْجُكَ الْجَنَّةَ وَ كُلَا مِنْهَا رَغَدًا حَیْثُ شِئْتُمَا وَ لَا تَقْرَبَا هٰذِهِ الشَّجَرَةَ فَتَكُوْنَا مِنَ الظّٰلِمِیْنَ ، فَاَزَلَّهُمَا الشَّیْطٰنُ عَنْهَا فَاَخْرَجَهُمَا مِمَّا كَانَا فِیْهِ] ۔ (سورۃ البقرۃ: پ۱۔آیت ۳۵۔۳۶)

جس کا نتیجہ یہ ہوا کہ اللہ نے انھیں بے لباس کر کے جنت سے نکال دیا ، اِهْبِطُوْا مِنْهَا جَمِيْعًا تم سب کے سب جنت سے نکل جاؤ ، یہاں محبت نے تباہی مچائی یہ محبت اللہ کو ناپسند ہے ، اسی طرح ھابیل اور قابیل کا واقعہ قرآن نے بیان کیا ، ان دونوں بھائیوں کے درمیان ایک عورت کی محبت میں لڑائی ہوئی ، قابیل نے ھابیل جیسے نیک آدمی کو قتل کر دیا ، علماء لکھتے ہیں یہ روئے زمین کا سب سے پہلا قتل ہے جو عورت کی محبت میں ہوا ، یہ محبت بھی اللہ کو ناپسند ، دنیا میں انسان کو چار چیزوں سے بہت محبت ہوتی ہے۔

ایک اپنی جان کی محبت ، دوسرے وطن اور اس کے جائیداد کی محبت ، تیسرے اپنی بیوی کی محبت اور چوتھے اولاد کی محبت ، ان چار چیزوں سے ایسی محبت جو خدا کی محبت پر غالب آجائے ایسی محبت اللہ کو پسند نہیں ، اور جب تک انسان ان چار چیزوں کی محبت کو اپنے دل سے نہ نکالے اللہ کی محبت حاصل نہیں ہو سکتی ۔

اللہ رب العزت نے حضرت ابراہیمؑ کو اپنا خلیل بنانے کا ارادہ کیا، تو اللہ نے ان کی محبت کا امتحان لیا، سب سے پہلے اللہ نے وحی بھیجی ، اے ابراہیم ! اپنے وطن کو اپنی جائیداد کو چھوڑو اللہ کے لئے عراق سے ہجرت کر کے مصر چلے جاؤ، حضرت ابراہیم اللہ کا حکم سن کر عراق جو ان کا وطن تھا چھوڑ دیا ، گویا حضرت ابراہیم علیہ السلام کے دل میں وطن اور جائیداد کی محبت نہیں ، بلکہ ان تمام محبتوں پر اللہ کی محبت غالب ہے اسی لئے حضرت ابراہیمؑ نے ذرہ برابر بھی پرواہ نہیں کی ، اور اللہ کے حکم کو بجالائے ، پھر اللہ نے دوسرا امتحان لیا جان کی محبت کا ۔

مصر کے مغرور بادشاہ نمرود نے حضرت ابراہیم کو آگ میں ڈال کر جلانے کا ارادہ کیا ، اور اپنی فوج کو حکم دیا لکڑیاں جمع کی جائیں ، جب لکڑیاں جمع ہوگئیں تو آگ جلایا گیا ، مہینوں آگ کے شعلوں کو بھڑکاتے رہے ، یہاں تک کہ مورخین لکھتے ہیں اس آگ کے شعلوں کا یہ حال تھا کہ شعلے آسمان سے باتیں کررہے تھے ، اور اس کی تپش اور سوزش کا یہ حال تھا کہ جو پرندہ ہوا میں اس آگ کے اوپر سے گذرتا وہ جل کر کباب بن جاتا، جب آگ پوری بھڑک چکی، تو حضرت ابراہیمؑ کو منجنیق میں رکھ کر آگ میں پھینکنے کا ارادہ کیا جب آپ کو منجنیق میں رکھا جارہا تھا حضرت جبرئیل امین آپ کی خدمت میں حاضر ہوئے عرض کیا ، اے نبی برحق ! اے ابوالانبیاء اگر آپ کا حکم ہو تو میں اپنے پروں کو ذرا ہلادوں تو یہ آگ بجھ جائے گی ،حضرت ابراہیم تو اللہ کے عشق ومحبت میں ڈوبے ہوئے تھے،آپ نے فرمایا،اے جبرئیل امین آپ خود آئیں ہیں یا آپ کو میرے پروردگار نے بھیجا ہے ؟ جبرئیل نے عرض کیا میں خود ہی حاضر ہوا ہوں ، ابراہیمؑ نے کہا ، آپ جایئے ، اللہ مجھے کافی ہے تھوڑی دیر گذری تھی ،حضرت میکائیلؑ حاضر ہوئے اور عرض کیا ، اے ابراہیم !بادل اور بارش میرے اختیار میں ہیں اگر حکم ہو تو برسادوں ، آگ بجھ جائے گی ، ہوا میرے قبضہ میں ہے اگر حکم ہو تو زوردار ہوا چلادوں جس سے آگ بجھ جائے گی ، اور آپ کی جان بچ جائے گی ، حضرت ابراہیمؑ نے کہا آپ خود آئے ہیں یا میرے پالنہار نے آپ کو بھیجا ہے ؟

انھو ں نے کہا میں خود آیا ہوں ،آپ نے فرمایا : میں اللہ کی رضا میں راضی

اس کی خوشی میں خوش ہوں ، اتنا کہا تھا کہ آپ کو آگ میں پھینک دیا گیا ، جس شخص کے دل میں اللہ کی محبت کی آگ جل رہی ہو دنیا کی آگ اس کو کیسے جلاتی ہے ، ہاتف غیبی نے آواز دی یَا نَارُ کُوْنِیْ بَرْدًا وَّ سَلَامًا عَلٰی اِبْرَاھِیْمَ ہم نے آگ کو پکارا ، اے آگ تجھے جلانے کی طاقت بے شک ہم نے دی ، خبردار ! تیرے اندر میرا نبی اور خلیل ہے اس کو ہرگز نہ جلانا ،اللہ کا حکم تھا آگ ابراہیم کے حق میں گلستاں بن گئی۔

آج بھی ہو جو ابراہیم سا ایماں پیدا
آگ کر سکتی ہے اندازِ گلستاں پیدا

اور حضرت ابراہیمؑ اس دوسری محبت جو جان کی محبت تھی اس میں بھی کامیاب ہوئے ، پھر اللہ نے تیسری محبت یعنی بیوی کی محبت کا امتحان لیا ،جب حضرت اسماعیل حضرت ہاجرہ کے بطن سے پیدا ہوئے تو اللہ نے حکم دیا ،کہ بیوی بچے کو مکہ کی وادی میں چھوڑ آؤ ،جو بے آب وگیاہ میدان ہے اور بے سبزہ جنگل ہے جہاں نہ دانہ ہے اور نہ پانی ، نہ سایہ ہے نہ جائے پناہ ۔

ابراہیم علیہ السلام نے اللہ کے حکم کے مطابق دونوں ماں بیٹے کو بے آب وگیاہ میدان میں لاکر چھوڑ دیا ، اس تیسرے امتحان میں بھی حضرت ابراہیم پاس ہوگئے ، اللہ نے آخر میں اولاد کی محبت کا امتحان لیا ، انسان ہو یا

جانور ، اولاد کو بہت چاہتا ہے ، اولاد کی محبت میں اپنے جان کی اپنے مال کی

اپنے راحت و آرام کی بھی پرواہ نہیں کرتا ، یہ سب سے کڑی اور خطرناک آزمائش تھی ۔

حضرت ابراہیم کو حکم ہوا اپنے اکلوتے اور لاڈلے بیٹے کو ہمارے لئے قربان کردو ، حضرت ابراہیم اللہ کے نبی تھے ، ان کے دل میں اللہ کی محبت موجزن تھی ، کیسے انکار کرتے ، حضرت اسماعیل کو لے کر میدان منیٰ میں آئے ، اکلوتے بیٹے کو لٹایا ، چھری حضرت اسماعیل کے حلقوم پر رکھی ، اِدھر ابراہیمؑ اللہ کی محبت میں اپنی اولاد کی محبت کو قربان کرنے کو تیار تھے ، اُدھر پروردگار عالم نے حضرت ابراہیم کے چاقو کو حکم دیا ، اے چاقو ! کاٹنے کی قوت تجھے ہم نے بخشی ،آج تجھ سے کاٹنے کی قوت چھین لیتے ہیں ، خبردار حضرت اسماعیل کے حلق پر ہرگز نہ چلنا ، اللہ کا حکم ہو اور چاقو چل جائے کیسے ہوسکتا تھا ۔

گویا اللہ نے قیامت تک کے آنے والے انسانوں کو بتلادیا کہ نہ آگ ہماری اجازت کے بغیر جلاسکتی ہے نہ چاقو ہماری اجازت کے بغیر کاٹ سکتا ہے ، کائنات کا ذرہ ذرہ ہمارے حکم کا محتاج ہے ۔

حضرت جبرئیل کو حکم ہوا ، جنت کا دنبہ لے کر جاؤ ، حضرت جبرئیل جنت کا دنبہ لے کر آرہے تھے کہ دیکھا حضرت ابراہیم چھری چلانے والے ہیں تو ان کو چھری چلانے سے روکنے کے لئے حضرت جبرئیل نے آواز دی ،

اللّٰہُ اَکْبَرُ اللّٰہُ اَکْبَرُ، حضرت ابراہیم نے سوچا شاید کوئی بشارت اللہ کے پاس سے آرہی ہے، تو فوراً کہا لَا اِلٰہَ اِلّا اللّٰہُ اللّٰہُ اَکْبَرُ، حضرت اسماعیل علیہ السلام نے دیکھا کہ فدیہ میں اللہ نے جنت کا دنبہ بھیجا ہے تو اللہ کی تعریف اور شکریہ کے طور پر کہا: اللّٰہُ اَکْبَرُ وَ لِلّٰہِ الْحَمْدُ ،اسی کو تکبیر تشریق کہتے ہیں۔

تو اللہ نے ابراہیم علیہ السلام کی محبت کا امتحان لیا ، ابراہیم علیہ السلام اللہ کی محبت کے ہر امتحان میں کامیاب اور سرخرو ہوئے جس کے نتیجہ میں اللہ نے ان کو اپنا خلیل بنایا اور مقام خلت عطا کیا، اور ابوالانبیاء یعنی نبیوں کے باپ ہونے کا لقب عطا کیا ، اللہ رب العزت کو حضرت ابراہیمؑ کی یہ محبت اور یہ انداز ، اور یہ ادا اتنی پسند آئی کہ قیامت تک کے آنے والے انسانوں کیلئے اس ابراہیمی سنت کو جاری کردیا ، گویا ایک مسلمان جب قربانی کے جانور کو اللہ کیلئے ذبح کرتا ہے تو زبانِ حال سے یہ کہتا ہے کہ اے پاک پروردگار اگر ابراہیم علیہ السلام کی چھری اپنے لختِ جگر اسماعیل پر چل جاتی تو اس ذات کی قسم جس کے قبضہ میں میری جان ہے میں بھی اس سنتِ ابراہیمی کے مطابق اپنی اولاد کو تیرے لئے قربان کردیتا۔

حضور پُرنور علیہ السلام نے ارشاد فرمایا کہ جب بندۂ مومن اللہ کی بارگاہ میں انتہائی خلوص اور محبت کے ساتھ جانور کو ذبح کرتا ہے ، اللہ رب العزت اس سے اتنا خوش ہوتے ہیں کہ جانور کے ہر بال کے بدلہ میں اس کیلئے ایک نیکی عطا فرماتے ہیں۔

اللہ کی اطاعت ومحبت ہی ہمارے لئے سرمایۂ زندگی ہے ارشاد فرمایا گیا:

قُلْ اِنْ كُنْتُمْ تُحِبُّوْنَ اللّٰهَ فَاتَّبِعُوْنِیْ یُحْبِبْكُمُ اللّٰهُ(۱) ،اگر تم اللہ سے محبت کرتے ہو ، تو نبی آخرالزماں ﷺ کی حیاتِ طیبہ کی روشنی میں اپنی زندگی گزارو اللہ تم سے محبت فرمائیں گے۔

اب اللہ رب العزت سے دعا کیجئے کہ اے اللہ ہمیں اپنی محبت نصیب فرما اور ہماری ان قربانیوں کو محض اپنے فضل وکرم سے قبول فرما۔

(آمین یارب العالمین)

رَبَّنَا تَقَبَّلْ مِنَّا اِنَّكَ اَنْتَ السَّمِیْعُ الْعَلِیْمُ ، وَ تُبْ عَلَیْنَا یَا مَوْلَانَا اِنَّكَ اَنْتَ التَّوَّابُ الرَّحِیْمُ ، وَ صَلَّی اللّٰهُ تَعَالٰی عَلٰی خَیْرِ خَلْقِهٖ سَیِّدِنَا مُحَمَّدٍ وَّ عَلٰی اٰلِهٖ وَ صَحْبِهٖ اَجْمَعِیْنَ

بِرَحْمَتِكَ یَا اَرْحَمَ الرَّاحِمِیْنَ .

وَ آخِرُ دَعْوَانَا اَنِ الْحَمْدُ لِلّٰهِ رَبِّ الْعَالَمِیْنَ

❁❁❁

---

(۱)۔[سورہ آل عمران: پ۳۔آیت ۳۱]

پاسباں مل گئے کعبہ کو صنم خانے سے

اَلْحَمْدُ لِوَلِیِّہٖ وَ الصَّلٰوۃُ وَ السَّلَامُ عَلٰی نَبِیِّہٖ ۔

اُمابعد : فَاَعوذ باللہ من الشیطان الرجیم بسم اللہ الرحمٰن الرحیم ۔

﴿ وَ اذْکُرْ فِی الْکِتَابِ اِبْرَاھِیْمَ اِنَّہٗ کَانَ صِدِّیْقًا نَبِیًّا ، اِذْ قَالَ لِاَبِیْہِ یٰاَبَتِ لِمَ تَعْبُدُ مَا لَا یَسْمَعُ وَلَا یُبْصِرُ وَ لَا یُغْنِیْ عَنْکَ شَیْئًا ، یٰاَبَتِ اِنِّیْ قَدْ جَاءَ نِیْ مِنَ الْعِلْمِ مَا لَمْ یَاْتِکَ فَاتَّبِعْنِیْ اَھْدِکَ صِرَاطًا سَوِیًّا (۱)

صدق اللہ مولانا العظیم

فَقَدْ وَرَدَ فِیْ الْخَبَر ، عَنِ النَّبِیِّ الْصَادِقِ الْأَبَرْ صَاحِبِ الْقَبْرِ الْأَعْظَمِ : قَالَ رَسُوْلُ اللّٰہِ ﷺ : أَشَدُّ بَلَاءً الْأَنْبِیَاءُ ثُمَّ الْأَمْثَلْ فَالْأَمْثَلْ (۲)۔

صدق رسول اللہ ﷺ

بزرگانِ محترم وبرادرانِ مکرم ! اس وقت میں نے جن آیاتِ کریمہ کی تلاوت کی ہے یہ سورۂ مریم کی آیات کریمہ ہیں ان آیات میں حق سبحانہٗ وتقدس ارشاد فرمارہے ہیں ۔

" اے پیارے نبی ﷺ ! کتاب میں ابراہیم علیہ السلام کا ذکر کیجئے ، بلاشک و شبہ وہ سچے نبی تھے ، وہ وقت بھی یاد کرنے کے قابل ہے ، جب انہوں نے اپنے باپ سے یوں کہا ، اے میرے باپ ! آپ کیوں ایسی

(۱)۔[سورۂ مریم : پ۱۶ ۔آیت/۴۱۔۴۳] (۲)۔[عَن مُصْعَبِ بن سَعْدٍ عَنْ اَبِیہِ قَالَ : قُلتُ : یَا رَسُولَ اللّٰہِ اَیُّ النَّاسِ اَشَدُّ بَلَاءً قَالَ : اَلْاَنْبِیَاءُ ثُمَّ الْاَمْثَلُ فَالْاَمْثَلُ یُبتلی الرَّجُلُ حَسْبَ دِیْنِہٖ.....الخ رواہ ابن ماجہ وابن ابی الدنیا والترمذی، وقال: حدیث حسن صحیح بحوالہ الترغیب ، باب اشد الناس بلاء الأنبیاء ۔ج۴/ص۲۸۰۔۲۸۱]

چیز کی پوجا و پرستش کرتے ہیں جو نہ سنتی ہے اور نہ دیکھتی ہے ، اور نہ ہی تمہارے کسی کام آسکتی ہے ، اے میرے باپ ! مجھے علم کی ایسی روشنی مل گئی ہے جو تمہیں نہیں ملی پس میری اتباع کرلو میں تمہیں سیدھی راہ دکھاؤں گا''

حدیث شریف میں ارشاد فرمایا گیا ، أَشَدُّ بَلَاءً الأَنْبِيَاءُ ثُمَّ الأَمْثَلْ فَالأَمْثَلْ (۱) روئے زمین پر سب سے زیادہ آزمائش حضرات انبیاء کرام علیہم السلام کی ہوا کرتی ہے ، پھر ان لوگوں کو آزمائش کے حالات سے گذرنا ہوتا ہے ، جو ان کے پیروکار اور ماننے والے ہوتے ہیں ۔

سامعینِ کرام ! حضرت ابراہیم علیہ السلام کا شمار طبقہ انبیاء کے جلیل القدر افراد میں ہوتا ہے ،حضرت ابراہیم علیہ السلام کی ذات بابرکت دنیا کے تین بڑے مذاہب کا سرچشمہ ہے ، مذہب اسلام اور یہودیت اور عیسائیت حضرت موسیٰ علیہ السلام کا سلسلۂ نسب جس طرح ابراہیم علیہ السلام سے ملتا ہے اسی طرح حضرت عیسیٰ علیہ السلام کا سلسلۂ نسب بھی حضرت ابراہیم علیہ السلام سے ملتا ہے ، اور آپ سبھی جانتے ہیں کہ رسولِ اکرم شفیع اعظم صاحبِ قاب قوسین رسول الثقلین محمد عربی صلی اللہ علیہ وسلم حضرت ابراہیم کے فرزند ارجمند حضرت اسماعیل ذبیح اللہ علیہ السلام کی اولاد میں سے ہیں ۔

جب حضرت ابراہیم علیہ السلام نے اس عالم رنگ و بو میں اپنی آنکھیں کھولیں ، تو ہر طرف کفر و ضلالت کی تیرگی کو پایا ،کہیں بتوں کو اپنا معبود سمجھا جارہا تھا ،

(۱)[عن مصعب بن سعد عن ابیه قال: قلتُ : یا رسول الله أیُّ الناس أشد بلاءً ؟ قال الأنبیاء ثم الأمثل فالأمثل ، الترغیب والترهیب ، اشدالناس بلاءالأنبیاء ثم الأمثل فالأمثل ، رقم الحدیث:۱۴۔۱۵۔ج۴/۲۸۰]

کہیں دیوتاؤں کو اپنا خدا سمجھا جاتا تھا ، کوئی ستاروں اور تاروں کا پرستار تھا تو کوئی شمس و قمر کی عبادت میں مصروف تھا ۔

حضرت ابراہیم علیہ السلام ایک ایسے گھر میں پیدا ہو رہے ہیں جو بتوں کو تراشنے والے تھے ،آپ کا باپ آزر جو پتھروں سے اپنے دیوی دیوتاؤں کے مجسمہ ڈھالا کرتا تھا اس کے گھر اللہ کا خلیل آنکھیں کھول رہا ہے ، یہ خدا کی قدرت نہیں تو اور کیا ہے ، کہ پاسباں مل گیا کعبہ کو صنم خانے سے ، ایک بت ساز اور بت گر کے گھر میں بت شکن پیدا کر دیا ، پتھروں کے آگے سر جھکانے والے کے گھر خدائے واحد کے آگے سر جھکانے والا پیدا کر دیا ۔

سچ ہے اللہ کی قدرت مطلقہ کے آگے کوئی چیز ہیچ نہیں ، وہ چاہے تو نوح علیہ السلام کے گھر کنعان جیسا کافر پیدا کر دے ، وہ چاہے تو آزر بت پرست کے گھر ابراہیم جیسا موحد خدا پرست پیدا کر دے ، وہ چاہے تو کعبہ میں ابوجہل کو پیدا کر کے ملعون بنا دے ، وہ چاہے تو ابوبکر صدیق کو مندر میں پیدا کر کے مغفور بنا دے ، اسی قدرت کا اظہار قرآن نے یوں کیا ، وہ چاہے تو حضرت لوط کی بیوی کو کافرہ کر دے اور فرعون جیسے سرکش اور نافرمان کی بیوی آسیہ کو مومنہ اور طاہرہ کر دے اِنَّ اللّٰہَ عَلٰی کُلِّ شَیءٍ قَدِیْرٌ بے شک خدائے بزرگ و برتر کی ذات ہر چیز پر قادر ہے ۔

غرض حضرت ابراہیم علیہ السلام نے اپنے اِردگرد کے ماحول کا جائزہ لیا ، سارے انسان خالق سے کٹ کر مخلوق سے جڑ چکے تھے ، خدائے واحد کی

عبادت و بندگی کے بجائے دیوی دیوتاؤں اور ستاروں کی پرستش میں مگن تھے ۔
آج بھی بعضے ہمارے مسلمان ستاروں کے قائل ہیں فلاں ستارہ قسمت کا دھنی ہے اور فلاں ستارہ نحوست کی علامت ہے ۔
اور جب کوئی مصیبت آجایا کرتی ہے ، بے اختیار زبان سے کہہ دیا کرتے ہیں کہ تمہارا ستارہ ٹھیک نہیں ، حالانکہ اس کو اس بات کی اطلاع ہونی چاہئے کہ حضور اکرم شفیع اعظم علیہ الصلاۃ والتسلیم نے ارشاد فرمایا ، جو ستاروں کے علم پر یقین رکھے وہ اسلام سے خارج ہے ، اس کا ایمان ایمان نہیں ۔
حضرت ابراہیم علیہ الصلاۃ والتسلیم کو اپنی قوم کی باتیں بڑی عجیب لگیں ، حضرت ابراہیمؑ اپنے ذوق سلیم سے سوچا کرتے تھے کہ میرا باپ اور یہ سارے لوگ کس قدر گمراہی میں مبتلا ہیں ۔
ظاہر میں آنکھیں رکھتے ہوئے بھی دل کی بینائی سے محروم ہیں ، بصارت تو ہے لیکن بصیرت کا نام و نشان موجود نہیں ہے ، کان تو ہے لیکن گوش حق نیوش نہیں ، ان کے پاس دل و دماغ بھی ہے عقل اور شعور بھی ہے ، مگر کتنے بے شعور اور کتنے بے عقل ہیں کہ خود ساختہ اپنے سے کمزور بتوں کی پرستش کر رہے ہیں ، اسی کو قرآن کریم یوں بیان کرتا ہے ۔

لَهُمْ قُلُوْبٌ لَّا يَفْقَهُوْنَ بِهَا وَ لَهُمْ اَعْيُنٌ لَا يُبْصِرُوْنَ بِهَا وَ لَهُمْ اٰذَانٌ لَا يَسْمَعُوْنَ بِهَا اُولٰٓئِكَ كَالْاَنْعَامِ بَلْ هُمْ اَضَلُّ اُولٰٓئِكَ هُمُ الْغٰفِلُوْنَ(۱)

---

(۱)۔ [سورہ الاعراف : پ ۹ ۔ آیت ۱۷۹] ۔

ان کے دل ہیں پر وہ سمجھتے نہیں ، ان کی آنکھیں ہیں پر دیکھتے نہیں ، ان کے کان ہیں پر سنتے نہیں ، یہ جانوروں کی طرح ہیں بلکہ ان سے بھی زیادہ بے راہ ہیں یہی ہیں جو غفلت میں سرشار ہیں ۔

حضرت ابراہیمؑ اپنے باپ آزر کو سمجھایا کہ یٰٓاَبَتِ لِمَ تَعْبُدُ مَا لَا یَسْمَعُ وَ لَا یُبْصِرُ وَ لَا یُغْنِیْ عَنْکَ شَیْئًا(۱) آپ کیوں ایسی چیز کی پوجا اور پرستش کرتے ہیں جو نہ سنتی ہے نہ دیکھتی ہے ، اور نہ ہی تمہارے کوئی کام آسکتی ہے ۔

یٰٓاَبَتِ اِنِّیْ قَدْ جَآءَنِیْ مِنَ الْعِلْمِ مَا لَمْ یَاْتِکَ فَاتَّبِعْنِیْٓ اَهْدِکَ صِرَاطًا سَوِیًّا (۲) اے میرے ابا جان ! مجھے علم کی ایسی روشنی مل گئی ہے جو تمہیں نہیں ملی ، پس میری بات مان لو میں آپ کو سیدھی راہ دکھاؤں گا ۔

لیکن حضرت ابراہیم خلیل اللہ علیہ السلام کی ان نصیحتوں کو نہ ان کے باپ نے مانا ، اور نہ ہی ان کی قوم نے بلکہ سبھی ابراہیم کے دشمن ہو گئے ، ابراہیم کے باپ آزر نے سنگسار یعنی پتھروں سے مار مار کر ختم کر دینے کی دھمکی دی ، اور کہہ دیا میری نظروں سے بلکہ اس شہر سے بھی دور ہو جاؤ ۔

حضرت ابراہیم علیہ السلام نے دعا دی خدا تم پر ہدایت و نورانیت کو مسلط کرے اور میں تمہارے لئے اپنے پروردگار سے مغفرت کا خواستگار رہونگا ، اس لئے کہ میرا رب مجھ پر حد درجہ مہربان اور شفیق ہے ۔

---

(۱)۔[سورۃ مریم :پ۱۶ ۔آیت / ۴۲] ۔ (۲)۔[سورۃ مریم : پ۱۶ ۔آیت / ۴۳]

حضرات انبیاء علیہم السلام استقامت کے پہاڑ ہوا کرتے تھے ، موسمِ خزاں کی بادِ صرصر ان کو اپنے مشن سے اپنے کام سے ڈگمگا نہیں سکتی ، حضرت ابراہیم خلیل اللہ بھی پیکر استقلال اور مجسم استقامت تھے ، دشمنانِ خدا کے آگے اپنا گھٹنا ٹیکنا گوارہ نہ کیا ، دعوت و تبلیغ کو حکمت کے پیرایہ میں پیش کیا ، چونکہ حضرت ابراہیمؑ کی قوم ستارہ پرست تھی ، چاند تاروں کو اپنا معبود سمجھتی تھی ، حضرت ابراہیمؑ نے چاند ستاروں سے بھی اپنا دامن چھڑایا اور معبودِ واحد سے اپنا رشتۂ عبدیت جوڑا ، لیکن اس کے لئے انداز اتنا عجیب و غریب استعمال کیا کہ چاند سورج اور ستاروں کے آگے سر بسجود ہونے والی قوم کی گمراہی کھل کر سامنے آ گئی ۔

تاروں بھری رات تھی ، ایک ستارہ نہایت روشن و تابناک تھا ، فَلَمَّا جَنَّ عَلَيْهِ اللَّيْلُ رَأَى كَوْكَبًا ، حضرت ابراہیم خلیل اللہ علیہ السلام نے اسے دیکھ کر فرمایا ، هٰذَا رَبِّيْ یہ میرا رب ہے ، جب وہ وقتِ مقررہ پر ڈوب گیا تو حضرت ابراہیم علیہ السلام نے فرمایا ، لَا أُحِبُّ الْآفِلِيْنَ وہ خدا خدا نہیں جس کا نور بے نور ہو جائے ، وہ خدا خدا نہیں ہو سکتا جس کو زوال ہو، تھوڑی دیر بعد چاند اپنی تمام تر جلوہ آرائیوں کے ساتھ طلوع ہوا ، جس کی چاندنی چاروں طرف پھیلی ہوئی تھی ، ابراہیم علیہ السلام نے اپنے قوم کی موجودگی میں کہا ، اگر ستارہ کو ہی خدا ماننا ہے تو یہ چاند زیادہ مستحق ہے ، کیونکہ تمام ستاروں کے مقابلے میں یہ زیادہ روشن ہے ، اور اس کی خنک روشنی

اس کی ٹھنڈی چاندنی سارے جہان کو منورہ کئے ہوئے ہے ، مگر جب صبح نے آوازدی کہ میں آرہی ہوں ، تو رات اپنی تاریک چادر لپیٹنے لگی ، چاند کی روشنی ماند پڑنے لگی اور جب اجالا ہوا چاند بھی غائب تھا اس کی روشنی بھی غائب تھی ، ابراہیم خلیل اللہ نے پھر کہا لَئِنْ لَمْ یَهْدِنِیْ رَبِّیْ لَأَكُوْنَنَّ مِنَ الْقَوْمِ الْضَالِّیْنَ (۱) یہ ماہتاب بھی خدا نہیں ہوسکتا ، وہ خدا خدا نہیں جس کی تابنا کی کو زوال ہو جس کی ضیا پاشیوں کو ضیاع پہنچے ، ابراہیم خلیل اللہ کہہ اٹھے لَئِنْ لَمْ یَهْدِنِیْ رَبِّیْ لَأَكُوْنَنَّ مِنَ الْقَوْمِ الْضَالِّیْنَ اگر میرا پروردگار اب بھی میری رہنمائی نہ کرتا تو میں گمراہوں کی فہرست میں شامل ہوجاتا ۔

اب دن نکل چکا تھا آفتاب پوری آب وتاب کے ساتھ روئے زمین کے ذرہ ذرہ کو منور کررہا تھا ، جس کی روشنی اور جس کی تابنا کی چاند کے مقابلے میں کہیں زیادہ تھی وہ سورج جس کی حکومت کا سکہ دن بھر روئے زمین پر چلتا ہے وہ سورج جس کے آگے چاند بھی روشنی کی بھیک مانگتا ہو اس کی عظمت کا کیا کہنا ، حضرت ابراہیم خلیل اللہ نے قوم کے روبرو بآواز بلند کہا هٰذَا رَبِّیْ هٰذَا اَكْبَرُ یہی میرا رب ہے چونکہ یہ سب سے بڑا ہے ، مگر ہر عروج را زوال ہر عروج کو زوال ہے اور ہر بلندی کو پستی ہے ، سورج کا زوال ہو رہا تھا ، دن دھیرے دھیرے ختم ہو رہا تھا رات اپنی باہیں پھیلائے کھڑی تھی کہ شبِ دیجور آپہنچی سورج بھی اپنا سامنہ لے کر مغرب میں روپوش ہوگیا ، حضرت ابراہیمؑ نے ان معبودانِ باطل کے پرستاروں کے آگے ببانگ دہل

کہا یہ مجبور و بے کس شمس و قمر ، آفتاب وماہتاب ، نجوم وکواکب ہرگز ہرگز خدا نہیں ہوسکتے، یقَوْمِ اِنِّیْ بَرِیٌٔ مِمَّا تُشْرِکُوْنَ اے میری قوم ! میں ان تمام سے جن کوتم اللہ کا شریک ٹھہراتے ہو بیزار ہوں ، اِنِّیْ وَجَّھْتُ وَجْھِیَ لِلَّذِیْ فَطَرَالسَّمٰوَاتِ وَالْأَرْضَ حَنِیْفًا وَّ مَا اَنَا مِنَ الْمُشْرِکِیْنَ، میں نے ہرطرف سے منہ موڑ کرصرف اس ہستی کی طرف اپنارخ کرلیا جوآسمان وزمین کا بنانے والا ہے، اورمیں اعلان کرتا ہوں کہ میں شرک کرنے والوں میں سے نہیں ہوں ، مشرکین اپنا سامنہ لے کررہ گئے ،لیکن اس کے بعد جوظلم وستم حضرت ابراہیم علیہ السلام کے اوپر ان کی قوم نے کیا تاریخ کے صفحات آپ کو اس کی گواہی دیں گے۔

حضرت ابراہیمؑ کی زندگی پرغورکریں تو ہمیں یہ بات معلوم ہوگی کہ آپ کی زندگی سراپا آزمائش تھی ، دیکھئے باپ آزرآپ کا دشمن ہوگیا ،قوم نے آپ سے دشمنی کی ، نمرود نے آپ کوآگ میں ڈلوا دیا ، پھرسب سے مایوس ہوکر وطنِ عزیز سے ہجرت فرمائی ، پھراسماعیل کوذبح کرنے کا حکم ، یہ تمام کی تمام آزمائشیں تھیں ، صحیح فرمایا حضوراکرم نبی رحمت علیہ السلام نے أَشَدُّ بَلَاءً الْأَنْبِیَاءُ ثُمَّ الْأَمْثَلُ فَالْأَمْثَلُ ،لیکن مصیبتوں پرصبر کرنا حضرت ابراہیمؑ کا شیوہ تھا،اللہ ہم سب کوحضرت ابراہیم خلیل اللہ جیسا صبر عظیم نصیب فرمائے (آمین)۔

رَبَّنَا تَقَبَّلْ مِنَّا اِنَّکَ السَّمِیْعُ الْعَلِیْمُ

❁❁❁

خواب کی حقیقت اور اس کی تعبیر

اَلْحَمْدُ لِلّٰہِ اَحْمَدُہٗ سُبْحَانَہٗ وَ تَعَالٰی وَ اُصَلِّیْ عَلَی النَّبِیِّ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَ سَلَّمَ ۔

اَمابعد : قال اللہ تعالی فی کتابہ المجید والفرقان الحمید ۔

فَاَعوذ باللہ من الشیطان الرجیم بسم اللہ الرحمٰن الرحیم ۔

﴿ اِذْ قَالَ یُوْسُفُ لِاَبِیْہِ یٰٓاَبَتِ اِنِّیْ رَاَیْتُ اَحَدَ عَشَرَ کَوْکَبًا وَّ الشَّمْسَ وَ الْقَمَرَ رَاَیْتُھُمْ لِیْ سٰجِدِیْنَ ﴾ (۱)

صدق اللہ مولانا العظیم

حاضرین کرام! اس وقت میں نے سورۂ یوسف کی ایک آیت کریمہ تلاوت کی ہے اس میں اللہ سبحانہٗ وتعالی ارشاد فرما رہے ہیں ۔

'' اس وقت کو یاد کرو جب حضرت یوسف علیہ السلام نے اپنے والد حضرت یعقوب علیہ السلام سے کہا کہ میں نے خواب میں گیارہ ستارے اور سورج اور چاند کو دیکھا کہ وہ مجھے سجدہ کررہے ہیں ''

اس آیت کریمہ میں اللہ رب العزت نے خواب کا تذکرہ فرمایا ہے ، خواب کیا ہے ؟ اور اس کی حقیقت کیا ہے ؟ حضرات علمائے کرام لکھتے ہیں کہ اللہ تبارک وتعالی نے ہر انسان کے اندر دو روح کو رکھا ہے ، ایک روح

---

(۱)۔[سورۂ یوسف : پ۱۲ ۔ آیت ۴]

روح قائمہ اور دوسری روح کو روح سائرہ کہتے ہیں، جب انسان سوتا ہے تو روح قائمہ انسان کے اندر ہوتی ہے، یہ وہ روح ہے جس کی وجہ سے انسان زندہ رہتا ہے، اگر یہ روح نکل جائے تو انسان کو انسان نہیں بلکہ مردہ کہتے ہیں۔

دوسری روح جس کو روح سائرہ کہتے ہیں ، یہ انسان کے سوتے ہی بدن سے نکل جاتی ہے اور آسمانوں اور زمینوں کے چکر لگاتی ہے ، یہ روح جو کچھ دیکھتی اور محسوس کرتی ہے اسی کو خواب کہا جاتا ہے ، کبھی انسان خواب میں دیکھتا ہے کہ میں ہوا میں اڑ رہا ہوں اور پانی پر تیر رہا ہوں ، جب روح آسمان کی طرف جاتی ہے تو ایسا لگتا ہے کہ خود اڑ رہا ہے ، جب روح پانی کے اندر جاتی ہے تو انسان کو لگتا ہے کہ خود پانی میں تیر رہا ہے ۔

حدیث شریف میں ارشاد فرمایا گیا کہ خواب کی تین قسمیں ہیں (۱)،

(۱) حدیث النفس :۔ یعنی انسان بیداری کی حالت میں جو دیکھتا ہے یا جو کچھ اس کے ساتھ پیش آتا ہے ، وہی خواب میں دیکھتا ہے ،شریعت مطہرہ کی نظر میں اس خواب کی کوئی حیثیت نہیں ہے۔

(۲) خواب کی دوسری قسم جس کو تسویل شیطانی کہتے ہیں ، یعنی کبھی ایسا ہوتا ہے شیطان کچھ صورتیں اور واقعات ذہن میں ڈالتا ہے ، کبھی خوش کرنے

---

(۱)۔[وَ الرُّؤْيَا ثَلاثٌ ، فَالرُّؤْيَا الصَّالِحَةُ بُشْرَىٰ مِنَ اللهِ ، وَ رُؤيَا تَحْزِيْنٌ مِنَ الشَّيْطَانِ ، وَ رُؤْيَا مِمَّا يُحَدِّثُ الْمَرْءُ نَفْسَهُ ، فَإِنْ رَأىٰ أَحَدُكُمْ مَا يَكْرَهُ ، فَلْيَقُمْ فَلْيُصَلِّ ، وَ لَا يُحَدِّثْ بِهَا النَّاسَ ، رواہ مسلم، کتاب الرویا ، رقم الحدیث: ۵۹۰۵]

والے خواب اور کبھی ڈرانے والے خواب دکھاتا ہے ، اس کی بھی شریعت میں کوئی حیثیت نہیں ہے۔ (۳) خواب کی تیسری قسم مبشرات ہے، یعنی یہ خواب اللہ تبارک وتعالی کی طرف سے ایک قسم کا الہام ہوتا ہے جو اپنے بندے کو خبردار کرنے کیلئے یا خوشخبری دینے کیلئے ہوتا ہے۔ (۱)

رسول محترم صلی اللہ علیہ وسلم نے اسی خواب کے بارے میں ارشاد فرمایا ، لَمْ يَبْقَ مِنَ النُّبُوَّةِ اِلَّا الْمُبَشِّرَاتِ ، نبوت کی کوئی چیز باقی نہیں ہے سوائے مبشرات کے ، حضرات صحابہ کرامؓ نے عرض کیا ، يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَ سَلَّمَ مَا الْمُبَشِّرَاتُ ؟ یہ مبشرات کیا چیز ہے ؟ فرمایا نبی محترم صلی اللہ علیہ وسلم نے الرُّؤْيَا الصَّالِحَةُ سچے خواب۔ (۲)

علمائے کرام لکھتے ہیں ،حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کو نبوت ملنے کے چھ مہینے پہلے سے ایسے خواب نظر آتے تھے ، خود حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ، رات جو خواب میں واقعات دیکھتا تھا بالکل وہی دن میں پیش آیا کرتے تھے، اسی لئے حضور اکرم ﷺ نے بے شمار احادیث شریفہ میں سچے خواب کو نبوت کا چھیالیسواں ۴۶ واں حصہ قرار دیا ہے۔(۳)

---

(۱) ۔[الرؤيا ثلاث ، الرؤيا الصالحة بشرى من الله.....الخ رواه الترمذی ابواب الرؤيا حديث ۲۲۷۰۔۲۲۸۰] ۔(۲)۔[عَنْ اَبِیْ هُرَيْرَةَؓ قَالَ: سَمِعْتُ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ يَقُوْلُ: لَمْ يَبْقَ مِنَ النُّبُوَّةِ اِلَّا الْمُبَشِّرَاتُ ، قَالُوْا : وَ مَا الْمُبَشِّرَاتُ؟ قَالَ الرُّؤْيَا الصَّالِحَةُ رواه البخاری، باب المبشرات حديث رقم: ۶۹۹۰ ، و رياض الصالحين باب الرؤيا و ما يتعلق بها رقم الحديث: ۸۴۱۔ الترمذی ابواب الرؤيا رقم الحديث: ۲۲۷۲] ۔(۳)۔[رواه الترمذی ابواب الرؤيا رقم الحديث : ۲۲۷۱۔صحيح البخاری ۶۹۸۷ ۔و رياض الصالحين باب الرؤيا وما يتعلق بها رقم الحديث: ۸۴۲]

حضرت یوسف علیہ الصلاۃ و السلام کو اللہ تبارک وتعالی نے تعبیر خواب کا علم عطا کیا تھا ،آپ جو تعبیر خواب کی بیان فرمادیتے ہو بہو وہی واقعہ پیش آتا ۔

حضور اکرم شفیع اعظم علیہ الصلاۃ والسلام کو اللہ نے سارے علوم سے نوازا تھا ، فرمایا نبی رحمت ﷺ نے اُوْتِیْتُ عِلْمُ الْأَوَّلِیْنَ وَ الْآخَرِیْنَ (۱) ، مجھ کو اگلوں کا علم بھی عطا کیا اور پچھلوں کا بھی علم عطا کیا گیا ۔

علمائے کرام لکھتے ہیں کہ علم دو طرح کا ہوتا ہے علم کسبی اور علم وہبی علم کسبی ہر وہ علم جو محنت اور کوشش سے حاصل کیا جائے ، اور علم وہبی جو اللہ کی طرف سے عطا ہو جائے ، خواب کی تعبیر کا علم علم وہبی ہے ۔

آپ ﷺ کا معمول تھا کہ ہر فجر کی نماز کے بعد حضراتِ صحابہؓ سے دریافت فرماتے کیا کسی نے خواب دیکھا ہے ، جو صحابی خواب دیکھتے وہ بیان کرتے اور آپ علیہ السلام اس کی تعبیر بیان فرماتے تھے ۔(۲)

ایک مرتبہ آپؐ نے خود اپنا خواب بیان فرمایا ، کہ ایک کنواں ہے اس میں ایک بہت بڑا ڈھول ہے ، سب سے پہلے میں نے اس کو کھینچا پھر حضرت ابوبکرؓ آگے بڑھے اور ڈھول کو کھینچ کر باہر نکالا ، پھر حضرت عمر فاروقؓ آگے بڑھے تو ڈھول بہت بڑا ہو گیا ، حضرت عمر نے پوری طاقت

---

(۱)۔[المعجم الکبیر للطبرانی: ج۸۔ص۴۳]

(۲)۔[عن ابن عباسؓ ، أَنَّ رَسُولَ اللّٰهِ ﷺ كَانَ مِمَّا يَقُوْلُ لأَصْحَابِهِ ”مَن رَأَى مِنْكُمْ رُؤْيَا فَلْيَقُصَّهَا أُعَبِّرْهَا لَهُ“ رواہ مسلم کتاب الرؤیا۔باب فی تاویل الرویا۔حدیث: ۵۹۳۱]

و قوت کے ساتھ کھینچ کر باہر نکالا ، پھر حضرت عثمانؓ آگے بڑھے اور ڈھول کو کمزوری کے ساتھ کھینچنا شروع کیا ، درمیان میں آپ کے ہاتھ سے ڈھول چھوٹ گیا ، پھر آپ نے تعبیر بیان فرمائی ، پہلے میں نے ڈھول کھینچا یعنی منصبِ نبوت کا حق میں ادا کردونگا ، پھر حضرت ابوبکرؓ نے کھینچا ، حضرت ابوبکرؓ بھی خلافتِ اسلامیہ کا حق بخیروخوبی ادا فرمادیں گے ، پھر جب حضرت عمرؓ آگے بڑھے تو ڈھول بہت بڑا ہوگیا اور آپ نے پوری طاقت وقوت کے ساتھ اس کو کھینچ لیا ، گویا کہ حضرت عمرؓ کے دور خلافت میں اسلام دور دور تک پھیل جائیگا ، اور حضرت عمرؓ پوری محنت اور قوت سے خلافت کا حق ادا کردیں گے ، پھر حضرت عثمان آگے بڑھے اور ڈھول کو انتہائی کمزوری سے کھینچا یہاں تک کہ درمیان میں ڈھول گر گیا ، اس کی تعبیر سرورِ کائنات نے یہ بتائی کہ خلافتِ اسلامیہ حضرت عثمانؓ کے دور میں کمزور ہوجائے گی ، یہاں تک کہ حضرت عثمانؓ شہید کردیئے جائیں گے (۱)۔

تاریخ کی کتابیں اٹھا کر دیکھو تاریخ گواہی دے گی اس سچے خواب اور صادق رسول ﷺ نے جو تعبیر بتائی ، اور بھی اس طرح کے بہت سے واقعات پیش آئے ، خواب کی تعبیر کا علم بہت نازک علم ہے ، اسی لئے فرمایا گیا ہر ایک سے تعبیر نہ پوچھی جائے ۔(۲)

---

(۱)۔ [رواہ الترمذی : ابواب الرؤیا باب ماجاء فی رویا النبی ﷺ فی المیزان والدلو، رقم الحدیث :۲۲۸۹]

(۲)۔[لَا تُقَصُّ الرُّؤْيَا اِلَّا عَلٰى عَالِمٍ اَوْ نَاصِحٍ ، رواہ الترمذی ، باب فی تأویل الرویا....الخ رقم الحدیث:۲۲۸۰]

حضرات تابعین میں سے حضرت الامام محمد بن سیرینؒ ایک زبردست امام گذرے ہیں ، اللہ نے ان کو خواب کی تعبیر کا وہ ملکہ عطا کیا تھا جو تعبیر ارشاد فرماتے ، وہی واقعہ پیش آتا تھا ۔

ابن سیرینؒ کی خدمت میں ایک شخص حاضر ہوا اور عرض کیا کہ میں نے خواب دیکھا ہے کہ میں پلنگ پر سو رہا ہوں پلنگ کے نیچے آگ جل رہی ہے ، فرمایا کہ جلدی جا اور اپنے گھر سے بال بچوں اور ساز و سامان کو نکال تیرا گھر گر پڑے گا ، وہ فوراً بھاگا ، بال بچوں کو نکالا ، سامان باہر کیا ، چند ہی گھنٹوں کے بعد مکان گر پڑا ۔

پانچ چھ مہینے گذرے کہ ایک اور شخص آیا اس نے کہا ، حضرت میں نے خواب دیکھا ہے کہ میرے پلنگ کے نیچے آگ دھک رہی ہے ، آپ نے فرمایا ، پلنگ کے نیچے گڑھا کھود و سونا ملے گا ،وہ شخص گیا اور گڑھا کھودا تو لاکھوں روپیوں کا سرخ سونا ملا ۔

شاگردوں نے حضرت محمد بن سیرینؒ سے عرض کیا ، اے امام محترم پانچ چھ مہینے پہلے ایک شخص نے یہی خواب دیکھا آپ نے اس کا گھر گروا دیا ، اور دوسرے نے بھی وہی خواب دیکھا اس کو خزانہ دلوایا ، یہ کیا ماجرا ہے ؟ ۔

ابن سیرین رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا : پہلے شخص نے گرمی کے موسم میں خواب دیکھا تھا اور گرمی کے موسم میں آگ سے آدمی بھاگتا ہے ، اس سے میں

نے یہ تعبیر نکالی کہ اس شخص کو اپنے گھر سے بھاگ جانا چاہئے ،اور آدمی گھر سے اسی وقت بھاگتا ہے جب اس کا مکان چھین لیا جائے یا گر جائے۔

اور دوسرے نے یہی خواب سردی کے موسم میں دیکھا ، سردی کے موسم میں آگ کو انسان پسند کرتا ہے ، تا کہ اس سے گرمی حاصل ہو ، اور آگ کی صورت سونے سے ملتی جلتی ہے ، اس لئے میں سونے کی تعبیر دی ، تو خواب کی تعبیر میں موسم کا بھی لحاظ کرنا پڑتا ہے ۔

جامع ترمذی کی روایت ہے کہ جب تک خواب کسی سے بیان نہ کیا جاوے ، اس وقت تک وہ خواب معلق رہتا ہے اور جب بیان کر دیا گیا اور سننے والے نے کوئی تعبیر دے دی تو جو تعبیر دی گئی اسی کے مطابق وہ خواب حقیقت بن جاتا ہے، اس لئے ہر ایک کے سامنے خواب بیان نہ کرو ، بجز اس شخص کے جو عالم اور عقلمند ہو(۱) اور اس کا دوست اور خیر خواہ ہو، اکثر لوگ خود خواب دیکھ لیتے ہیں خود ہی غلط تعبیر نکال لیتے ہیں ، حالانکہ بعض خواب صورتاً خطرناک ہوتے ہیں اور حقیقتاً بہت خوش گوار ۔

حضرت شاہ عبدالعزیز دہلویؒ نے خواب دیکھا کہ نعوذ باللہ قرآن پر پیشاب کر رہے ہیں ، صبح پریشان ہو گئے ، استغفار پڑھا اور اپنے والد حضرت شاہ

---

(۱)۔[قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ ”رُؤْيَا الْمُؤْمِنِ جُزْءٌ مِنْ أَرْبَعِيْنَ جُزْءاً مِنَ النُّبُوَّةِ ، وَهِيَ عَلٰى رِجْلِ طَائِرٍ مَا لَمْ يُحَدِّثْ بِهَا، فَإِذَا تُحُدِّثَ بِهَا سَقَطَتْ ،، قال واحسبه قال ، وَ لَا تُحَدِّثْ بِهَا إِلَّا لَبِيْبًا أَوْ حَبِيْبًا ، رواه الترمذی ، باب ما جاء فی تعبیر الرویا ، رقم الحدیث: ۲۲۷۸۔۲۲۷۹]

ولی اللہ محدث دہلویؒ سے یہ واقعہ بیان فرمایا تو آپ نے فرمایا ۔

اے فرزند ! خوش خبری ہو ، اللہ تعالی تم سے قرآن کریم کی تفسیر لکھوائیں گے ، اور جو کچھ اعتراضات انگریزوں نے اور اسلام دشمنوں نے قرآن پر کئے ہیں ان کا جواب لکھوائیں گے ، یہ تعبیر حقیقت بن کر ظہور پذیر ہوئی ، حضرت شاہ عبدالعزیز دہلویؒ نے قرآن کریم کی معرکۃ الآراء تفسیر تفسیر عزیزی فارسی زبان میں تحریر فرمائی۔

ہاں اگر خواب ڈراؤنا محسوس ہو تو حدیث شریف میں ارشاد فرمایا گیا ، وہ خواب کسی سے بیان نہ کرے ، اور اپنے بائیں طرف تھوک دے اور اللہ سے پناہ مانگے اور نماز پڑھ لے ، ہاں اگر کوئی عالم اور بزرگ ہو تو بیان کیا جا سکتا ہے ۔(۱)

حضور اکرم شفیع اعظم علیہ الصلاۃ والسلام نے غزوۂ احد کے موقع پر خواب دیکھا کہ آپ علیہ السلام کی وہ مبارک تلوار جس کا نام ذوالفقار تھا ٹوٹ گئی اور چند گائیں ہیں جو ذبح ہو رہی ہیں ۔ (۲)

اس کی تعبیر آخر ظاہر ہوئی ، غزوۂ احد میں آپ کے وہ محبوب اور لاڈلے چچا حضرت حمزہؓ جو آپ کے دکھ درد کی دوا تھے ، جب کوئی دشمن آپ علیہ السلام پر

---

(۱)۔[قال قتادةؓ ، سمعتُ رسولَ اللّٰهِ ﷺ يَقولُ،"الرؤيا مِنَ اللّٰهِ ، وَ الْحِلْمُ مِنَ الشَّيْطَانِ ، فَإِذَا حَلَمَ أَحَدُكُمْ حُلْمًا يَكْرَهُهُ ، فَلْيَنْفُثْ عَنْ يَسَارِهِ ثَلَاثًا ، وَ لْيَتَعَوَّذْ بِاللّٰهِ مِنْ شَرِّهَا ، فَإِنَّهَا لَنْ تَضُرَّهُ" رواہ مسلم، کتاب الرویاَ ،باب کون الرویاَ من اللہ، رقم الحدیث ۔۵۸۹۷۔ ورواہ الترمذی، ابواب الرؤیا ۔ باب ما جاء إذَا رأی فی المنام ما یکرہ ما یصنع ۔رقم الحدیث ۔۲۲۷۷] ۔

(۲)۔[رواہ مسلم ،کتاب الرویاَ ، باب رویا النبی ﷺ ، رقم الحدیث :۵۹۳۴]

حملہ آور ہوتا تو حضرت حمزہؓ سینہ تان کر میدان میں کود پڑتے غزوۂ احد میں شہید ہوئے ، اور بھی چند صحابہ کرامؓ نے جام شہادت نوش فرمایا ۔

یہ کوئی ضروری نہیں کہ خواب کی تعبیر فوراً پوری ہو ، چالیس سال کے بعد بھی خواب پورا ہوتا ہے ۔

حضرت یوسف علیہ السلام نے خواب دیکھا اور چالیس سال کے بعد اس کی تعبیر سامنے آئی ، تو خواب اسلامی اعتبار سے الہام کی حیثیت رکھتا ہے اور حضرات انبیاء علیہم السلام کا خواب وحی کی حیثیت رکھتا ہے ۔

اب اللہ سے دعا کیجئے کہ اللہ ہمیں عمل صالح کی توفیق عطا فرمائے ، اور ایمان پر خاتمہ نصیب فرمائے ۔

(آمین یارب العالمین)

اَللّٰھُمَّ اَرِنَا الْحَقَّ حَقاً وَّ ارْزُقْنَا اِتِّبَاعَهٗ وَ اَرِنَا الْبَاطِلَ بَاطِلًا وَّ ارْزُقْنَا اِجْتِنَابَهٗ وَ صَلَّی اللّٰهُ تَعَالٰی عَلٰی خَیْرِ خَلْقِهٖ مُحَمَّدٍ وَّ آلِهٖ وَ اَصْحَابِهٖ اَجْمَعِیْنَ

و آخِرُ دَعْوَانَا اَنِ الْحَمْدُ لِلّٰهِ رَبِّ الْعَالَمِیْنَ

❁ ❁ ❁

آگاہ اپنی موت سے کوئی بشر نہیں

(موت وحیات ایک لمحہ فکریہ)

اَلْحَمْدُ لِلّٰہِ وَ کَفٰی وَ سَلَامٌ عَلٰی عِبَادِہِ الَّذِیْنَ اصْطَفٰی ۔

امّابعد : فَاَعوذ باللہ من الشیطان الرجیم بسم اللہ الرحمٰن الرحیم .

﴿ کُلُّ نَفْس ذَائِقَةُ الْمَوْتِ ثُمَّ اِلَیْنَا تُرْجَعُوْنَ ﴾ (۱)

صدق اللہ العظیم

حاضرین کرام ! مذکورہ آیت شریفہ جو سورۃ العنکبوت کی ہے اس میں اللہ سبحانہٗ و تعالی نے ارشاد فرمایا : کہ ہر جاندار کو موت کا مزہ چکھنا ہے ، پھر تم سب ہماری طرف لوٹائے جاؤ گے ،، ۔

موت سے کس کو رُستگاری ہے ۔۔ آج وہ ،کل ہماری باری ہے

موت و حیات کا سلسلہ اس وقت سے جاری ہے جب سے انسان اس کائنات میں آیا ، موت ایک ایسی تلخ حقیقت ہے کہ بڑے بڑے انبیاء اور صلحاء اور بڑے بڑے بادشاہ بھی موت کے پنجے سے بچ نہیں سکے ،روئے زمین پر کوئی جاندار ایسا نہیں ہے جو موت کے پنجے سے بچ سکتا ہو ۔

---

(۱)۔[سورۃ العنکبوت : پ۲۱ ۔آیت ۵۷]

ہر نفس عمر گذشتہ کی ہے میت فانی ۔۔ زندگی نام ہے مر مر کے جئے جانے کا

موت اس کی ہے کرے جس کا زمانہ افسوس ۔۔ یوں تو دنیا میں سبھی آئے ہیں مرنے کیلئے

اس لئے کہ جب آدمی پیدا ہوتا ہے تو موت کو اپنے ساتھ لے کر پیدا ہوتا ہے، زندگی اور موت کا چولی دامن کا رشتہ ہے، حضرات علماء کرام تحریر فرماتے ہیں۔

کہ جب بچہ پیدا ہو تو اسلامی طریقہ یہ ہے کہ بچے کے داہنے کان میں اذان اور بائیں کان میں اقامت کہی جائے ، اب سوال پیدا ہوتا ہے کہ جب اذان بھی ہوگئی اقامت بھی ہوگئی تو نماز کہاں ہے ؟ فرمایا کہ جب یہ بچہ اپنی مقررہ زندگی گذار کر انتقال کر جاتا ہے تو جنازہ کی نماز پڑھی جاتی ہے، اور آپ کو یہ بھی معلوم ہے کہ جنازہ کی نماز کیلئے اذان اور اقامت نہیں کہی جاتی اس لئے کہ اس شخص کے پیدائش کے وقت جو اذان و اقامت کہی گئی وہ دراصل جنازہ کی نماز کی اذان اور اقامت تھی ، اس طرح اسلام نے بچہ کی پیدائش کے وقت ہی یہ تصور کرادیا کہ اے بچہ جب تجھے زندگی ملی ہے تو تیرا ہر ہر قدم موت کی طرف بڑھتا رہے گا ۔

علماء کرام لکھتے ہیں کہ انسانی زندگی کی مدت حقیقت میں اللہ کے نزدیک بس اتنی ہی ہے جتنی اذان و اقامت اور نماز کے شروع ہونے میں وقفہ ہوتا ہے ، کسی شاعر نے کیا خوب کہا ہے ؎

آتے ہوئے اذان ہوئی جاتے ہوئے نماز ۔۔ اتنے قلیل وقت میں آئے چلے گئے

زندگی بھی اللہ کی ایک بہت بڑی نعمت ہے ، اگر زندگی نہ ہو تو ایک مؤمن اور مسلمان اللہ کی عبادت کیسے کر سکتا ہے اور آقا اور مولی کو کیسے پہچان سکتا ہے ،

عمر دراز مانگ کے لائے تھے چار دن ۔۔ دو آرزو میں کٹ گئے دو انتظار میں

کو دکی پیری جوانی دیکھ لی ۔۔ تین دن کی زندگانی دیکھ لی

اسی طرح موت بھی ایک مؤمن اور مسلمان کیلئے بہت بڑی نعمت ہے ، ارشاد فرمایا رسولِ اکرم ﷺ نے تُحْفَةُ الْمُؤْمِنِ اَلْمَوْتُ (۱) ، موت مؤمن کیلئے تحفہ ہے ، ایک مومن اور مسلمان ساری زندگی اللہ کو بغیر دیکھے اس پر ایمان لے آیا اس کی عبادت کرتا رہا ، اس کے ہر حکم پر اپنا سر جھکا تا رہا ، آخر یہ سب کیوں کرتا ہے ، اپنے مولیٰ کے دیدار کیلئے ، اپنے خالق و مالک سے ملاقات کیلئے ، اگر موت نہ ہوتی تو ایک مؤمن و مسلمان اپنے معبود برحق سے کیسے ملتا ؟ اسی لئے فرمایا : اَلْمَوْتُ جَسْرٌ يُوْصِلُ الْحَبِيْبَ اِلَى الْحَبِيْبِ موت تو ایک پل ہے جو ایک محبوب کو اپنے محبوب سے ملاتا ہے ، یہاں تک کہ حضور اکرم ﷺ نے دعا فرمائی : اَللّٰهُمَّ حَبِّبِ الْمَوْتَ اِلٰى مَنْ يَعْلَمْ اَنِّىْ رَسُوْلُكَ (۲) ، کہ اے اللہ ہر اس شخص کے دل میں موت کی محبت ڈال دے ، جو میرے رسول ہونے کا قائل ہو ، جو مجھے رسول مانتا ہو اس کے دل میں موت کی محبت ڈال دے اس لئے کہ اگر اسے اللہ سے محبت ہے ، تو اللہ تک پہنچانے والی چیز موت ہے ۔

ابن الفارضؒ ایک بڑے بزرگ عالم گذرے ہیں جب ان کی وفات کا وقت آیا تو آٹھوں جنتیں ان کے سامنے کھول دی گئیں ، ابن الفارضؒ نے دیکھا

---

(۱)۔[رواہ البیہقی فی شعب الایمان ، بحوالہ معارف الحدیث ، کتاب الصلوٰۃ رقم الحدیث : ۲۹۰ ج ۳ ص ۴۳۸ ۔ المستدرک علی الصحیحین رقم الحدیث : ۷۹۰۰ ۔ ج ۴ ص ۳۵۵ ۔ الترغیب والترھیب : برقم ۶ ۔ ج ۴ ۔ ص ۱۷۲ ۔ حلیۃ الأولیاء : ج ۸ ۔ ص ۱۸۵ ۔ والایضاح ۴ ص ۱۷۲] (۲)۔[المعجم الکبیر : رقم الحدیث : ۳۴۵۷ ۔ ج ۳ ۔ ص ۲۹۷ ۔ مسند الشامیین : رقم الحدیث : ۱۶۷۹ ۔ ج ۳ ، ص ۴۴۹]

آٹھ جنتیں ہیں ، اور یہ اس کی بیش بہا نعمتیں ہیں ، تو ابن الفارضؒ نے منہ پھیرلیا اور آنکھیں بند کرلیں اور یہ شعر پڑھا :

اِنْ کَانَ مَنْزِلَتِیْ فِی الْحُبِّ عِنْدَکُمْ
مَا قَدْ رَأَیْتُ فَقَدْ ضَیَّعْتُ اَیَّامِیْ

اگر میری عمر بھر کی محنت وعبادت کا ثمرہ یہ آٹھ کھلونے ہیں جو مجھے دکھائے گئے تو افسوس کہ میری عمر ضائع ہوگئی، مجھے کچھ نہ ملا ، میں نے اپنی عمر عزیز کا ایک ایک پل اس لئے عبادت میں گذارا کہ اپنے محبوب آقا اللہ رب ذوالجلال کو دیکھوں اور اس کا دیدار کروں نہ کہ جنت اور نعمت کی طلب میں ، مؤرخین لکھتے ہیں کہ آٹھوں جنتیں چھپادی گئیں پھر تجلیات ربانی کا ظہور ہوا آپ نے فوراً آنکھیں کھول دیں ، اور روح قفصِ عنصری سے پرواز کرگئی ۔

تو موت بھی ایک نعمت ہے یہ الگ بات ہے کہ موت کا افسوس ہوتا ہے اور آنکھوں سے آنسو بے اختیار بہنے لگتے ہیں یہ انسان کی طبیعت ہے فطری تقاضا ہے۔

حضور اکرم شفیع اعظم صلی اللہ علیہ وسلم کے صاحبزادے حضرت قاسم رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا جب انتقال ہوا تو آپؐ قبر میں اترے، اپنے لختِ جگر کو قبر میں سلایا جب آپ سلا کر کھڑے ہوئے تو آپ کی آنکھوں سے آنسو جاری تھے،

ایک صحابی نے عرض کیا ، کیا آپ ﷺ پر بھی جدائی کا غم ہے ؟ ارشاد فرمایا : فخر رسل تمآب صلی اللہ علیہ وسلم وہ انسان انسان نہیں جس کے دل میں جدائی کا

غم اورموت کاافسوس نہ ہو ، ہاں البتہ اسلام نے ایسے موقع پر صبروتحمل کسے کام لینے کاحکم دیا ہے ، اورکہا کہ یہ تو ایک امانت ہے جب امانت والے نے واپس مانگا تو امانت واپس کردی ،

بہرحال اسلام نے حکم دیا جب کوئی صدمہ پہونچے تو فوراً صبر کرو ، اَلصَّبْرُ عِنْدَ الصَّدْمَةِ الْأُوْلیٰ (۱) ، مہینہ دو مہینہ کے بعد صبر کرنا صبر نہیں ،مہینہ دومہینہ کے بعد تو سبھی کو صبر آجاتا ہے ۔

اسلام میں موت کا سوگ منانا اورتعزیت کرنا تین دن تک ہے ، صرف بیوی کو اجازت دی کہ شوہر کی موت کا سوگ وغم چار مہینے دس دن منائے ،ارشادربانی ہے ۔ وَ الَّذِیْنَ یُتَوَفَّوْنَ مِنْکُمْ وَ یَذَرُوْنَ اَزْوَاجًا یَّتَرَبَّصْنَ بِاَنْفُسِهِنَّ اَرْبَعَةَ اَشْهُرٍ وَّعَشْرًا ۔(۲)اس لئے کہ اللہ اور اس کے رسول کے بعد سب سے زیادہ احسان بیوی پر شوہر کا ہوتا ہے،اسی لئے اس کو چار مہینے دس دن تک سوگ اورغم منانے کا حکم دیا گیا ہے (۳)۔

(۱)۔[عن النبی ﷺ قال : " الصبر عند الصدمة الأولی " رواہ البخاری ۔کتاب الجنائز،باب الصبر عند الصدمة الأولی ۔رقم الحدیث:۱۳۰۲۔وفی روایة أخری ۔" انما الصبر عند الصدمة الأولی" رواہ البخاری ۔کتاب الجنائز ۔ باب زیارة القبور ۔ رقم الحدیث :۱۲۸۳] ۔ (۲)۔[سورة البقرة ۔پ : ۲ ۔آیت : ۲۳۴ ۔هذا أمر من الله للنساء اللاتی یتوفی عنهن أزواجهن أن یعتددن أربعة أشهر وعشرا لیال، وهذا الحکم یشمل الزوجات المدخول بهن وغیر المدخول بهن بالاجماع ۔بحوالہ مختصر تفسیر ابن کثیر ۔المجلد الأول ۔ الصفحہ :۲۱۳] ۔(۳)۔[والعدة (للموت أربعة أشهر و عشراً مطلقاً) حاشیة ابن عابدین ۔کتاب الطلاق ۔باب العدة، ج ۵ ۔ص ۱۸۸]

بس اللہ سے دعا کیجئے ، خدائے کریم محض اپنے فضل وکرم سے ہم سب کی خطاؤں کو درگذر فرمائے ، صغائر بھی معاف فرمائے اور کبائر بھی معاف فرمائے ، اور مغفرت تامہ اور رحمت خاصہ نصیب فرمائے اور مرحومین کو کروٹ کروٹ آرام نصیب فرمائے ، ان کی قبر کو کشادہ فرما کر عذاب قبر سے ، عذاب حشر سے ، عذابِ نار سے ان کی پوری پوری حفاظت فرمائے ، اعلیٰ علیین ان کا مرجع ، جنت الفردوس ان کا مسکن بنائے، اور پسماندگان کو صبر جمیل کی توفیق عطا فرمائے۔

اَللّٰھُمَّ مَنْ اَحْیَیْتَہٗ منَّا فَاَحْیِہٖ عَلَی اْلاِسْلَامِ وَ مَنْ تَوَفَّیْتَہٗ مِنَّا فَتَوَفَّہٗ عَلَی اْلاِیْمَانِ وَصَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلٰی خَیْرِ خَلْقِہٖ مُحَمَّدٍ وَّ آلِہٖ وَ اَصحَابِہٖ اَجْمَعِیْنَ بِرَحْمَتِکَ یَا اَرْحَمَ الرَّاحِمِیْنَ

سامان سو برس کا ہے پل کی خبر نہیں
آگاہ اپنی موت سے کوئی بشر نہیں

و آخِرُ دَعْوَانَا اَنِ الْحَمْدُ لِلّٰہِ رَبِّ الْعَالَمِیْنَ

❁❁❁
❁❁
❁

موت کو سمجھتے ہیں غافل اختتام زندگی ۔۔۔ ہے یہ شام زندگی صبح دوام زندگی

ایک دن مرنا ہے آخر موت ہے ۔۔۔ کر لے جو کرنا ہے آخر موت ہے

نشان مرد مؤمن با تو گویم ۔۔۔ چوں مرگ آمد تبسم بر لب اوست

فہارس المراجع و المصادر

اس کتاب کے جمع وترتیب میں درج ذیل کتب سے مدد لی گئی ہے

نمبر شمار	
۱	القرآن الکریم / تنزیل من رب العالمین
۲	مختصر تفسیر ابن کثیر/للامام الحافظ المحدث المفسر المؤرخ عماد الدین أبی الفداء اسماعیل بن عمرو بن کثیر البصری / محمد علی الصابونی
۳	الجامع لأحکام القرآن "تفسیر القرطبی"/للامام ابی عبداللہ محمد بن أحمد الاندلسی القرطبی (م:۶۶۸ھ)
۴	تفسیر الطبری / للامام المفسر المؤرخ المحدث أبی جعفر محمد بن جریر الطبریؒ
۵	الدر المنثور فی التفسیر بالمأثور/للحافظ جلال الدین عبدالرحمٰن بن أبی بکر السیوطی الشافعیؒ
۶	صحیح البخاری/للامام الحافظ أبی عبداللہ محمد بن اسماعیل بن ابراہیم بن المغیرۃ بن بردزبہ البخاریؒ
۷	صحیح مسلم /للامام الحافظ أبی الحسین مسلم بن الحجاج بن مسلم القشیری النیسابوریؒ (۲۰۶_۲۶۱ھ)
۸	سنن أبی داؤد /للامام الحافظ أبی داؤد سلیمان بن الأشعث بن اسحاق الأزدی السجستانیؒ (۲۰۲_۲۷۹ھ)
۹	جامع الترمذی/للامام الحافظ أبی عیسیٰ محمد بن عیسیٰ بن سورہ بن موسیٰ الترمذیؒ (۲۰۰_۲۷۹ھ)
۱۰	سنن النسائی /للامام الحافظ أبی عبدالرحمٰن احمد بن شعیب بن علی ابن سنان النسائیؒ (۲۱۵_۳۰۳)
۱۱	سنن ابن ماجہ / للامام الحافظ أبی عبداللہ محمد بن یزید الربعی ابن ماجہ القزوینیؒ (۲۰۹_۲۷۳ھ)
۱۲	فتح الباری /للامام الحافظ شہاب الدین أحمد بن علی بن حجر العسقلانیؒ (م:۸۵۲ھ)
۱۳	الترغیب والترھیب/ للامام الحافظ زکی الدین عبدالعظیم ابن عبدالقوی المنذریؒ (المتوفی ۶۵۶ھ)
۱۴	المعجم الکبیر/ للعلامہ ابی القاسم سلیمان بن أحمد الطبرانیؒ (م:۳۶۰ھ)
۱۵	المعجم الأوسط / للعلامہ ابی القاسم سلیمان بن أحمد الطبرانیؒ (م:۳۶۰ھ)
۱۶	المعجم الصغیر / للعلامہ ابی القاسم سلیمان بن أحمد الطبرانیؒ (م:۳۶۰ھ)
۱۷	مشکوٰۃ المصابیح / للامام ولی الدین محمد بن عبداللہ الخطیب التبریزیؒ (م:۷۴۱ھ)

نمبر شمار	اسماء الکتب
۱۸	السنن الکبری للبیہقی /للامام أبی بکر أحمد بن الحسین بن علی البیہقی (م ۴۵۸ھ)
۱۹	شعب الایمان /للامام أبی بکر أحمد بن الحسین بن علی البیہقیؒ (م:۴۵۸ھ)
۲۰	مسند احمد / للامام أحمد بن محمد بن حنبلؒ (م:۲۴۱ھ)
۲۱	مسند ابو یعلی /للامام الحافظ ابو یعلی احمد بن علی بن المثنی الموصلیؒ (م:)
۲۲	صحیح ابن حبان /للامام الحافظ المتقن المحقق العلامۃ محمد بن حبان بن احمد بن حبانؒ (م:)
۲۳	مجمع الزوائد ومنبع الفوائد / لعلی بن أبی بکر الھیثمیؒ (م:۸۰۷ھ)
۲۴	حلیۃ الأولیاء/ لأبی نعیم أحمد بن عبداللہ الأصبھانی (م:۴۳۰ھ)
۲۵	کشف الخفاء/للعلامہ اسمعیل بن محمد العجلونیؒ (م:۱۱۶۲ھ)
۲۶	دلائل النبوۃ للبیہقی /للامام أبی بکر أحمد بن الحسین بن علی البیہقیؒ (م:۴۵۸ھ)
۲۷	المستدرک علی الصحیحین / لأبی عبداللہ محمد بن عبداللہ الحاکمؒ
۲۸	زاد المعاد/ أبوعبداللہ محمد بن أبی بکر الدمشقی "ابن القیم الجوزیۃ" (م:۷۵۱ھ)
۲۹	الوفاء لابن الجوزی / أبوعبداللہ محمد بن أبی بکر الدمشقی "ابن القیم الجوزیۃ" (م:۷۵۱ھ)
۳۰	حیاۃ الصحابہ / فضیلۃ الشیخ محمد یوسفؒ (م:)
۳۱	السیرۃ الحلبیۃ /للعلامہ علی بن برھان الدین الشافعیؒ (م:)
۳۲	الاصابہ فی تمییز الصحابہ /للامام الحافظ شھاب الدین أحمد بن علی بن حجر العسقلانیؒ (م:۸۵۲ھ)
۳۳	اسد الغابہ / لابن الأثیر عزالدین ابی الحسن علی بن محمد بن محمد بن عبدالکریم الجزری الحافظ (۵۵۵۔۶۳۰)
۳۴	البدایۃ والنہایۃ /للامام الحافظ المحدث المفسر المؤرخ عمادالدین أبی الفداء اسماعیل بن عمرو بن کثیر البصری
۳۵	سیر أعلام النبلاء/ لأبی عبداللہ محمد بن أحمد بن عثمان الذھبی (م:۷۴۸ھ)
۳۶	معارف الحدیث /حضرت العلامہ الشیخ محمد منظور النعمانیؒ

نمبر شمار	اسماء الکتب
۳۷	غنیۃ الطالبین / شیخ المشائخ عبدالقادر بن موسیٰ جیلانیؒ (م:۵۶۱ھ)
۳۸	سیرۃ المصطفیٰ ﷺ/ حضرت العلامہ مولانا محمد ادریس صاحب کاندھلویؒ
۳۹	نشر الطیب فی ذکر النبی الحبیب ﷺ/ حکیم الأمت حضرت مولانا اشرف علی تھانویؒ
۴۰	الفتح الربانی / شیخ المشائخ عبدالقادر بن موسیٰ جیلانیؒ (م:۵۶۱ھ)
۴۱	نبی رحمت / مفکر اسلام حضرت مولانا سید ابوالحسن علی الحسنی الندویؒ
۴۲	الفاروق/علامہ شبلی نعمانیؒ
۴۳	علوم القرآن/ جسٹس حضرت مولانا مفتی محمد تقی عثمانی صاحب

❁❁❁

ختم شد

وَ صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلٰی خَیْرِ خَلْقِہٖ مُحَمَّدٍ وَّ اٰلِہٖ وَ اَصْحَابِہٖ
اَجْمَعِیْنَ بِرَحْمَتِکَ یَا اَرْحَمَ الرَّاحِمِیْنَ
وَ الحَمْدُ لِلّٰہِ رَبِّ الْعَالَمِیْنَ

عقل کو تنقید سے فرصت نہیں
عشق پر اعمال کی بنیاد رکھ

غُفْرَانَکَ رَبَّنَا وَ اِلَیْکَ الْمَصِیْرُ

❁❁❁

الحمدللہ! ڈاکٹر مولانا تمیم احمد قاسمی

ناظم۔ انجمن قاسمیہ (رجسٹرڈ) پیری میٹ چنئی، سیکرٹری۔ جمعیۃ علماء ٹمل ناڈو
رکن۔ آل انڈیا ملی کونسل ٹمل ناڈو، چیئرمین۔ آل انڈیا تنظیم فروغ اردو
تمیم امپیکس لیدر گوڈس پیری میٹ چنئی کی اشاعت وطباعت کردہ دیگر کتابیں
جو منظر عام پر آچکی وہ حسب ذیل ہیں

1. تفسیر مکی جلد اول سورۃ الفاتحہ 461 صفحات شیخ حرم حضرت مولانا محمد مکی حجازی حفظہ اللہ شیخ التفسیر والحدیث مسجد الحرام مکہ مکرمہ
2. اسلام میں عورت کا مقام
3. ازواج النبی ﷺ
4. قصص الانبیاء جلد اول
5. قصص الانبیاء جلد دوم
6. منہاج المسلم جلد اول
7. منہاج المسلم جلد دوم
8. خطبات خطیب الاسلام جلد اول معاون مرتب۔ از۔ خطیب الاسلام حضرت مولانا محمد سالم قاسمی صاحب رحمۃ اللہ علیہ
9. خطبات خطیب الاسلام جلد دوم
10. خطبات خطیب الاسلام جلد سوم
11. خطبات خطیب الاسلام جلد چہارم
12. شجرہ طیبہ مع شجرہ سلوک
13. دعوت وتبلیغ کے پیغمبرانہ اصول
14. مجموعہ نماز [اردو وانگریزی]
15. اکسیری عمل قرآنی اردو انگریزی وٹمل
16. درود شریف کا مجموعہ
17. ٹمل ناڈو کے نمائندہ اسلام پسند ادباء۔ [برائے مقالہ۔ ایم۔فل]
18. ٹمل ناڈو کے منتخب شعراء کے کلام کا تنقیدی جائزہ! [برائے مقالہ پی. ہیچ. ڈی]
19. تفسیر مکی جلد دوم تا آٹھ جلدوں میں [زیر طباعت]
20. قصیدہ طوبی فی اسماء اللہ الحسنیٰ

21 البرکات مکیہ فی الصلوات النبویہ
22 امیر المومنین فی الحدیث امام العصر رئیس المحدثین
حضرت علامہ انور شاہ کشمیری صاحبؒ کا تصوف وسلوک سے وابستگی [مقالہ]
23 رئیس المحدثین حضرت مولانا مفتی سعید احمد صاحب پالنپوریؒ
(عہد ساز شخصیت اور ترجمان مسلک حنفی وعلماء دیوبند) [مقالہ]
24 آہ ہمارے حضرت مفتی صاحبؒ [مقالہ]
25 عصر حاضر کے اکابر علماء دیوبند [زیر ترتیب]
26 ڈاکٹر مولانا بشیر الحق قریشی کی اردو انشا پردازی (تصانیف کے آئینے میں) [مقالہ]
27 حضرت خطیب الاسلامؒ اور دار العلوم وقف دیوبند [مقالہ]
28 اردو قصیدہ نگاری میں حضرت شاطر مدراسی کا کردار [مقالہ]
29 ڈاکٹر داؤد محسن کی غزلوں میں اسلامی افکار [مقالہ]
30 حضرت شیخ الہند رحمۃ اللہ علیہ کی تحریک ریشمی رومال [مقالہ]
31 خطبات مجاہد جلد اول
32 خطبات مجاہد جلد دوم
33 منتخب مضامین

الحمد للہ تبارک اللہ یہ تمام کتابیں شعبہ نشر واشاعت انجمن قاسمیہ پیری میٹ چنئی (مدراس) سے مدارس عربیہ لائبریری کے لیے اپنے کسی بھی نمائندہ کو بھیج کر برائے مفت حاصل کر سکتے ہیں،
فی الحال ہمارے یہاں بذریعہ پوسٹ کتابیں بھیجنے کا کوئی انتظام نہیں ہے
نوٹ : لائبریری یا مدرسے کے لٹیر پیڈ پر کتابیں حاصل کرنے کے لیے درخواست دینی ہوگی!
مزید تفصیلات کے لیے رابطہ فرمائیں!!!

Dr.Maulana Thameem Ahmed Qasmi
[Fazil-e-Deoband, M.A.M.Phil. Ph.D.(Urdu)&DCA]
Anjuman-e-Qasimiyah [Regd]
21/25.E.K.Guru Street, Periamet, Chennai-600003. TN. India.
Gmail : vthameemahmed@gmail.com, anjumanqasimiyah@gmail.com.
9444192513 9940251340

MYK Designs VNB - 90426 70426

پیری میٹ مسجد چنئی ٹملناڈو انڈیا

جامعہ قاسمیہ عربی کالج منٹ ماڈرن سٹی چنئی ٹملناڈو انڈیا